صدائے حق
ملک کے موجودہ حالات پر دردمند قلم کی سسکیاں
حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی
ہاجرہ اکیڈمی مسجد ہاجرہ رضویہ
اسلام نگر کپالی وایا مانگو جمشید پور جھارکھنڈ 831020

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین

لمبا قد، موزوں جسامت، دوبیہ صورت، پرکشش آنکھیں اور خوبصورت داڑھی یہ ہیں عالی مرتبت، داعی سنت، داعی شریعت محب گرامی جناب حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی زید مجدہ جو ارباب علم و ادب کے درمیان صاحب قلم و قرطاس سے اپنی پہچان بنائے ہوئے ہیں اور اپنی فکری تحریر کی عطر بیزی سے اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اپنے متنوع الجہات قلمی کاوشات کو مضامین کی درجہ بندی کے ساتھ کتابی صورت میں دسترخوان علم پر سجانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ لیجئے! یہ چار کتابیں ہیں:

(۱) "صدائے اسلام" اسلام کے چند اہم ترین ارکان کے خصائص و کمال پر دلکش تحریر

(۲) "مینارۂ نور" اسلام کے مزاج اور دینی انداز فکر و اصلاح پر چند اہم تحریریں

(۳) "ضیائے اسلام" چند اولوالعزم برگزیدہ باکمال شخصیت کا آئینہ حیات۔

(۴) "صدائے حق" ملک کے موجودہ حالات پر دردمند قلم کی سسکیاں۔ کتاب کی زبان شگفتہ اور شاداب ہے اور پیرایہ بیان نہایت عمدہ، لطیف و پاکیزہ ہے، پڑھئے اور ان کی گل افشانی سے ذہن و قلب کو کیف و مستی سے ہمکنار کیجئے۔

ممدوح گرامی دینی حمیت و حرارت اور شفافیت وقار و تمکنت کے ساتھ شب و روز علمی مجالس میں شرکت، حساس مسائل پر سرگرم مساجد و مکاتب اور جلسہ و کانفرنس میں گاہے بگاہے خطابت، ملک کے ناگفتہ بہ حالات پر نبض شناسی کے ساتھ گرفت اور اصلاح معاشرہ میں کوشاں رہتے ہیں، متعدد دینی عہدوں سے سرفراز ہیں، شان اسلام کے ایوارڈ یافتہ ہیں، شہر "جمشید پور" کے نامور علمی شخصیات میں سے ایک ہیں اور خدمات دینیہ کے حوالے سے نمایاں کردار نبھاتے ہیں۔ آپ کی کاوشات ملک و بیرون ملک کے متعدد اخبارات اور رسائل میں زینت بنتی ہیں اور قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں۔ فقیر مونس اویسی نے ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف میں اپنی ادارت کے دوران آپ کے بہت مضامین شائع کیے جسے قارئین نے پسند کیے۔ آپ ایک دردمند دل اور بیدار فکر رکھنے والے رہبر ہیں، آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ اسلام و سنیت کی خدمت سے عبارت ہے۔ یہ ہنر آپ کو اپنے مرشد گرامی تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند اور حافظ ملت علیہما الرحمہ اور دیگر اکابر اسلام کی صحبت سے حاصل ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی قلمی کاوش کو خیر الانام علیہ السلام کے صدقے مقبول انام بنائے اور صحت کے ساتھ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

تشنۂ دعا

ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی غفرلہ

استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم کانپور، سابق صدر المدرسین، جامعۃ الرضا بریلی شریف

Publisher

HAJRA ACADEMY, MASJID HAJRA RAZVIA

Islam Nagar, Kapali, P.O. Pardih, Mango

Jamshedpur-831020 (Jharkhand)

09386379632 · 09431332338 · 09279996221

E-mail.: hhmhashim786@gmail.com

₹ 50/-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

صدائے حق

ملک کے موجودہ حالات پر دردمند قلم کی سسکیاں

حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی

ناشر
مسجد ہاجرہ
جمشید پور، جھارکھنڈ

شائع کردہ
ہاجرہ اکیڈمی مسجد ہاجرہ رضویہ
اسلام نگر کپالی وایا مانگو، جمشید پور جھارکھنڈ 831020

نام کتاب : صدائے حق
مصنف : حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی
تصحیح ونظر ثانی : مولانا صادق رضا مصباحی
ناشر : مسجد ہاجرہ، جمشید پور (جھارکھنڈ)
سنہ اشاعت : ۲۰۲۰ء
تعداد اشاعت : ۱۰۰۰
صفحات : ۲۰۵
قیمت : آپ کا مطالعہ اور دعا برائے صحت وعافیت وخاتمہ بالخیر
خرچ اِشاعت ایک کتاب ₹ 50/-

کتاب ملنے کے پتے

- حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی، ہاشمی منزل، نزد مسجد قبا، روڈ نمبر ۱۳_A جواہر نگر، آزاد نگر، جمشید پور، جھارکھنڈ، پن کورڈ 832110
- مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی وایا، مانگو، جمشید پور، جھارکھنڈ 831020
- ایم یا ایس چیپ اٹیچی ہاؤس اینڈ براق فون، دوکان نمبر ٹی ڈی 2 ٹینک روڈ، ساکچی، جمشید پور، جھارکھنڈ 831001

09386379632 09431332338 09279996221
E-mail:hhmhashim786@gmail.com
https//:www.facebook.com/hafiz.hashim.359778

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا ۔ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے۔ نبی رحمت ﷺ پر بے شمار درود وسلام

شرفِ انتساب

ان بزرگ ہستیوں کے نام جنھوں نے دین اسلام کی خدمت میں انگنت دشواریاں برداشت کیں اور دین کی حفاظت کے لیے خلوص کے ساتھ اپنا خون پسینہ بہایا۔

والدین کریمین کے نام: والد گرامی حاجی عبد الحفیظ صدیقی (مرحوم) جنھوں نے میری پرورش فرمائی، تعلیم کی روشنی سے روشناس کرایا، توجہ کے ساتھ سخت تربیت پر ہمیشہ گامزن رکھا۔ والدہ ماجدہ ''امّی جان'' ہاجرہ بی بی (رضویہ) جنھوں نے انتہائی مشقت اور محبت سے اپنا خون جگر پلایا اور تعلیم وسچائی کے راستے پر ہمیشہ گامزن رہنے کی تلقین فرمائی۔

پیر ومرشد کا فیضانِ کرم: تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان جن کے فیضان کرم سے ناچیز نہال وسرشار ہے۔

اساتذہ کرام: جنھوں نے تعلیم کے ساتھ تربیت اور حق وسچ کی طرف راہنمائی فرمائی اور علم سے سرفراز فرمایا۔ اللہ سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں ہمیشہ حق وسچ پر چلنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے آمین۔

پہلی کتاب: (۱) سیرتِ طیبہ کے چند درخشاں پہلو (۲) صدائے حق (۳) صدائے اسلام (۴) مینارۂ نور (۵) ضیائے اسلام اور تین سو سے زیادہ دینی، سماجی، اصلاحی، سائنسی، اخلاقی مضامین سب کے سب شرف انتساب ہیں ان ہستیوں کے ساتھ ساتھ اپنی فیملی کو بھی نذر کرتا

ہوں جنھوں نے قدم قدم پر میری ہر طرح کی مدد فرمائی خاص کر اہلیہ محترمہ شاہ جہاں بانو حجن صاحبہ، پیاری پیاری بیٹیاں نور جہاں شیرازی، ہاشمی نور العین، مبینہ ہاشمی، عزیز از جان بیٹا مصطفےٰ رضا ہاشمی، برادرِ مکرم حاجی محمد قاسم صدیقی اور برادر اصغر محمد عبدالکریم وتمام وتمام اہلِ علم، دوست احباب کے نام نذر ہے۔ نہایت ہی پر خلوص گزارش کے ساتھ کہ ایک بار کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

''گر قبول افتد زہے عز وشرف''

طالب دعا

(حافظ) محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی

بھیک مانگنا: بزنس، عادت یا مجبوری؟

اسلام میں بھیک مانگنا بہت معیوب عمل ہے۔ احادیث کریمہ میں اس عمل بد کی خرابیوں کو بتایا گیا ہے اور محنت ومشقت کر کے رزق حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حلال رزق کما کر اپنی ضروریات پوری کرنے پر بڑے اجر وثواب اور جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ بھیک مانگنے کو اتنا برا کہا گیا ہے کہ اللہ رب العزت بھیک مانگنے والے پر ''بھیک'' کا ہی دروازہ کھول دیتا ہے۔ بھیک مانگنے سے بہتر گھاس بیچنا، لکڑیاں بیچنے کو کہا گیا ہے۔ چنانچہ آقا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اگر کوئی شخص رسی لے کر لکڑیوں کا گٹھا کاٹ کر لائے، گھاس کاٹ کر لائے، پھر اسے بیچے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی آبرو محفوظ رکھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور (بھیک) اسے دی جائے یا نہ دی جائے، اس کی بھی کوئی امید نہ ہو۔

(بخاری: باب رلکڑی اور گھاس بیچنا، حدیث نمبر ۲۳۷۳)

اسی کے مثل حدیث مسلم میں امام مالک وترمذی ونسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (حدیث نمبر ۱۷۱۴)

مذہب اسلام نے اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ جو بھی پیشہ اختیار کیا جائے وہ جائز اور حلال ہو۔ حلال روزی کمانے کو اسلام عبادت قرار دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ

(ترجمہ) (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ) کے بعد حلال کمائی حاصل کرنا بھی ایک فریضہ اور عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔ (المعجم الکبیر لطبرانی: ج ۱۰، ص ۷۴)

ایک اور حدیث میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:
کسی انسان نے اس سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو وہ اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھوں سے کام کر کے روزی کمایا کرتے تھے۔
(بخاری: حدیث نمبر ۲۰۶۷)
کسب معاش کی بہت سی صورتیں ہیں۔ جائز طریقے سے رزق حاصل کرنے کو اللہ نے فضل ورحمت فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۂ جمعہ: آیت نمبر ۱۰)
(ترجمہ) پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)
اللہ رب العزت نے فرمایا کہ پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو۔ بھیک کو بزنس بنانے والے ہٹے کٹے مسٹنڈے بھکاری، امام نے سلام پھیرا نہیں کہ مسجد میں ہی کھڑے ہو گئے۔ (یاد رہے مسجد کے اندر سوال کرنا منع ہے) لگے حیلے بہانے کرنے، باپ بیمار ہے، بیٹی کی شادی ہے، ایکسڈینٹ ہو گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ باہر مسجد کے گیٹ پر اچھی خاصی تعداد بھکاریوں کی جن میں نوجوان عورتیں بھی بھیک مانگنے لگتی ہیں۔ مانگنے والوں کی تعداد میں بمشکل چند ہی ایسے بھکاری ہوتے ہیں جو سوال کے حق دار ہوتے ہیں۔ جس مذہب میں سوال (بھیک) مانگنے کو معیوب عمل سمجھا گیا ہے۔ افسوس صد افسوس! آج اسی دین کے ماننے والوں میں ''بھیک مانگنے والے'' کثرت سے ملتے ہیں۔ ان میں ضرورت مند کم، عادت اور بزنس بنائے ہوئے پیشہ ور بھکاری زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ موذی اور شرمناک مرض بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مسلم علاقوں میں مسجدوں کے آس پاس، مزاروں، درگاہوں کے ارد گرد، ریلوے اسٹیشنوں میں، بس اسٹینڈ کے اطراف میں مانگنے والوں سے آپ کا سابقہ پڑتا ہوگا۔ آپ دردمند دل رکھتے ہیں، حسب توفیق کچھ نہ کچھ دیتے بھی ہیں۔ یہ اس قوم کا حال ہے جہاں بھیک کو بہت برا مانا گیا ہے۔ کلام الٰہی واحادیث میں بہت صراحت کے

ساتھ وعیدیں واحکامات موجود ہیں۔

اسی سماج (society) میں آپ نظریں اُٹھائیں، دیکھیں، دوسری قوموں میں یہ برائی، یہ طریقۂ بد کم نظر آتا ہے۔ خاص کر سکھ حضرات میں بھیک مانگتے ہوئے کوئی نظر نہیں آتا ہے۔ گرودواروں کے اردگرد دیکھیے، کوئی سکھ بھکاری نظر نہیں آتا۔ ایک اور خاص بات قابلِ توجہ ہے کہ کوئی سکھ گرودووارے سے گزرتے وقت صدر گیٹ پر شیش (سر جھکا) کر جاتے ہوئے اگر گردووارے کے گیٹ کے قریب کوئی کچرا دیکھتا ہے تو اسے صاف کر دیتا ہے یہاں تک پان مسالے کی چھوٹی پیکٹ کو بھی اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ اے کاش! مسلمان بھی ایسا کرتے۔ مسلم محلوں میں درگاہوں، عبادت خانوں، مسجدوں کے اردگرد کا ماحول دیکھیے، مسلمانوں کا طرزِ عمل دیکھیے اور سینے پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریئے کہ ہم کہاں ہیں، کس (category) میں ہیں۔ جمشید پور کی کئی مسجدوں کے اردگرد کچرے کو دیکھ کر انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ ایک مسجد و خانقاہ کی دیوار سے متصل دیوار سے گندی ناپاک نالی کا پانی کئی سالوں سے بہہ رہا ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی کا عالم یہ ہے کہ کسی کو نہیں دکھائی دے رہا ہے اور جن کے گھر کا گندا ناپاک پانی مسجد کے بغل سے بہہ رہا ہے، ان کو احساس تک نہیں۔ شرم وغیرت تو مر ہی گئی ہے، رب ذوالجلال الاکرام کا خوف بھی نہیں رہ گیا ہے۔ نمازی کپڑے بچا بچا کر پانچ وقت نماز پڑھنے آتے ہیں۔ جن گھروں کا ناپاک پانی خانہ خدا (مسجد) کے بغل سے نکل رہا ہے ،وہ مسلمان ہی ہیں (نام کے)، کسی دوسری قوم کے نہیں۔ اللہ ان کو سمجھ و ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

خدارا بھیک کو بڑھاوا نہ دیں

اہم بات یہ کہ بھیک مانگنا کسی بھی طرح سے پسندیدہ عمل نہیں۔ اسلام نے اسے سخت ناپسند کیا ہے۔ احادیث کے ذخیرے میں بہت سی احادیث موجود ہیں، جہاں سوال کرنے کو ناپسند عمل بتایا ہے، وہیں سوال نہ کرنے والوں کی فضیلت بھی حدیث میں موجود ہے۔ عبرت ناک حدیث کئی روایتوں میں ہے، مطالعہ فرمائیں۔ امام احمد وابویعلی وبزار نے عبدالرحمٰن بن

عوف اور طبرانی نے اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صدقے سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا (بھیک مانگنا شروع کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دے گا۔''

(المسند لا مام احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۱۷۶۴، بحوالہ بہار شریعت: ج ۵، ص ۹۴۲)

استغفر اللہ! کتنی سخت وعید ہے اس حدیث پاک میں کہ جو بندہ بلا ضرورت بھیک مانگتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ہمیشہ کا بھکاری بنا دیتا ہے۔ آج جو مسلمان مرد وخواتین نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے، اپنی غیرت، دین وایمان بیچ کر بھکاری بن گئے ہیں، اپنے ضمیر وآبرو کا جنازہ نکلوا کر اپنے آبا واجداد اور مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کر رہے ہیں۔ ایسے بے غیرت لوگوں کے لیے میر تقی میرؔ کا یہ شعر موزوں ہے۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریِ دل نے آخر کام کیا
میرؔ کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو؟
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں:

جہاں بھیک مانگنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، وہیں اس کے ساتھ ساتھ سوال نہ کرنے والوں کی فضیلت بھی آئی ہے۔ موجودہ دور میں بڑھتی ہوئی مہنگائی و بے روزگاری نے غریب تو غریب قدرے بہتر حالات (Middle Class) والے لوگوں کی بھی کمر توڑ کر رکھ دی جس کی وجہ سے کچھ لوگ اس ناگہانی آفت میں اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہیں۔ انہیں میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس کام کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن اپنی حالت زار سے تنگ آ کر بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس! اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان میں کچھ لوگ اس عمل کو پیشے

کے طور پر اپنا لیتے ہیں اور وہ لوگوں سے بھیک مانگتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں کرتے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے اس عمل کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا ہے، بلکہ ناجائز طریقے سے مانگنے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

شریعت اسلامیہ نے بہت مجبوری میں اپنی ضرورت بھر کے لیے سوال کی اجازت دی ہے اور وہ ۳ (تین) حالات بھی بتائے ہیں جن میں لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا کر سوال کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ایک وہ شخص جس کا مال کسی ناگہانی آفت سے برباد ہو گیا ہو۔

(۲) دوسرا وہ شخص جس نے قرض لیا ہو لیکن وہ مفلسی کی وجہ سے اس کو ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

(۳) اور تیسرا وہ آدمی جس کی غربت کے بارے میں اس کی قوم قبیلے کے تین معتبر لوگ شہادت دے دیں کہ واقعتاً یہ آدمی حاجت مند ہے۔ (نسائی: کتاب الزکوٰۃ)

جب کہ اسلام نے اس سے بہتر طریقہ بھی بتایا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
کسی بھی آدمی کے لیے بھیک مانگنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنی کمر پر لا دے اور بیچ کر اپنے گھر کا گزارا کرے۔ (نسائی: کتاب الزکوٰۃ، باب المسالۃ)

پیشہ ور بھکاری انتہائی مکاری اور طرح طرح کے حیلے بہانے سے مانگتے ہیں۔ اسی سال رمضان المبارک میں تراویح ختم ہوتے ہی وتر کی جماعت سے پہلے انتہائی غم میں ڈوبی ہوئی آواز (بناوٹی آواز) میں رو رو کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ پیر میں پٹی بندھی ہوئی، گندے کپڑے پہنے ہوئے، اس اس طرح کے الفاظ میں لوگوں سے بھیک مانگنا شروع کیا:

میرے اسلامی بھائیو! میں انتہائی غریب ہوں اور مفلسی کی زندگی گزار رہا ہوں، میری ماں سخت بیمار ہے، گردے کی مریضہ ہے جنہیں ایک ماہ میں دوبار ڈائیلایسس (Dialysis) کرانا پڑتا ہے اور میں خود بھی مریض ہوں، پاؤں میں زخم ہے انفیکشن ہو گیا ہے۔ آپ لوگ میری مدد کریں، زکوٰۃ کی ساری رقم ہمیں دیں۔ وغیرہ وغیرہ (تاکہ ڈکارے بغیر ساری رقم میں ہضم کر جاؤں)

میں نے اور مسجد کے نمازیوں نے کہا کہ آپ نماز ہونے دیجیے، نماز کے بعد آپ کی مدد کی جائے گی۔ نماز وتر کے بعد میں نے دیکھا، وہ بہت تیزی سے مسجد کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ پیر میں ذرہ برابر لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔ دعا کے بعد ہم نے لوگوں کو روکا اور اس کے لیے تعاون کی اپیل کی۔ مسجد کے نمازیوں میں سے ایک صاحب کمپاؤنڈر بھی تھے، انہوں نے اسے پاس بلایا تو وہ لنگڑا لنگڑا کر آیا۔ میں نے دیکھا، ساری بات سمجھ میں آ گئی۔ کمپاؤنڈر صاحب نے کہا کہ آپ اپنا آدھار کارڈ دیں، میں آپ کی ماں کی ڈائیلائسس کا فری انتظام کرادوں گا تو اس نے کہا میرا آدھار کارڈ میرے گھر سیتامڑھی، بہار میں چھوٹ گیا ہے، میں بہاری ہوں۔ جب کہ اس کا لہجہ بنگالی تھا۔ تب میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ سبھی لوگ چند منٹ بیٹھیں اور تماشہ دیکھیں۔ لفظ 'تماشہ' سن کر وہ چونک پڑا۔ میں نے ایک نوجوان سے کہا کہ اس کے پیر کی پٹی کھولو تو وہ اور چونک کر بولا ''پٹی نہ کھولیں''۔ کچھ لوگوں نے اس سے ہمدردی ظاہر کی، میری مخالفت کی لیکن میں خود آگے بڑھا پٹی کھولنے کے لیے۔ جیسے ہی میں اس کے پاس پہنچا۔ وہ کھڑا ہو کر مسجد کے باہر جانے لگا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس کی لڑکھڑاہٹ بالکل ختم ہو گئی ہے۔ نمازی لوگ بھی سمجھ گئے اس کی مکاری اور اسے پکڑ کر بٹھالیا۔ پٹی کھولی گئی، سب کچھ بالکل صحیح سلامت۔ اب اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق تھا۔ بچے مارنے لگے۔ میں نے ڈانٹ کر سب کو الگ کیا۔ اس کا جھولا چیک کیا گیا تو جھولے سے گیارہ ہزار (11,000/) روپے سے زیادہ رقم نکلی۔ آپ لوگوں نے بھی اس طرح دیکھا ہوگا۔

خدارا! بھیک کو بڑھاوا نہ دیں

محترم حضرات! اس طرح کے واقعات کے ساتھ یقیناً بہت سے لوگ ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، اس انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، لیکن تعاون کرنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ بغیر تحقیق کیے بڑی رقم ہرگز ہرگز نہ دیں۔ اہل ثروت حضرات اپنی زکوٰۃ رشتہ دار کو دیں، صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا، مدارس اسلامیہ کو دیں لیکن یاد رہے کہ خوب تحقیق کر کے دیں۔ جن مدارس کے مہتمم ٹھاٹ باٹ سے رہ رہے ہیں، فائیو اسٹار زندگی گزار رہے

ہیں اور اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلا رہے ہیں، غریب بچوں کی تعلیم کے نام پر چندہ بٹور رہے ہیں، نہ ان کے صحیح کھانے کا انتظام، نہ ہی صحیح تعلیم کا انتظام، ان کو قطعی نہ دیں۔ یاد رہے کہ مدارس اسلامیہ دین کے قلعے ہیں، ان کی ضرور مدد کریں خوب جانچ پرکھ کر۔ عادی بھکاری، عادی چندہ خور مہتمم کو ہرگز ہرگز نہ دیں۔ اگر آپ کی طرف سے مدد ملتی رہی تو وہ اپنی عادت بد سے باز نہیں آئیں گے۔ پاس پڑوس میں جائزہ لیں، کچھ لوگ کثیر العیال اور ضرورت مند ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی عزت نفس کی وجہ کر سوال نہیں کرتے، ان کو دیکھیں، ان کی ضرور مدد کریں۔ اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کی مدد کا حکم دیا ہے۔ (سورہ بقر: آیت ۲۷۳)

(ترجمہ) ان فقیروں کے لیے جو اللہ کے راستے میں روک دیئے گئے، وہ زمین پر چل پھر نہیں سکتے ناواقف انہیں سوال کرنے سے بچنے کی وجہ سے مال دار سمجھتے ہیں۔ تم انہیں ان کی علامت سے پہچان لوگے، وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

پیشہ ور بھکاریوں کو درگاہوں میں دیکھیں۔ دور دور تک پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ''چاند سا بیٹا ہو، کمائی میں برکت ہو، ہاتھ پیر سلامت رہیں۔'' وغیرہ وغیرہ۔ بدرجہ مجبوری ۱۰/روپے دینے سے چھینک دیتے ہیں۔ ''اتنی دور سے مانگتے آرہے ہیں دس روپے دیتے شرم نہیں آتی۔'' میں کہا: ''کتنا دوں''۔ کہا: ''۱۰۰/روپے دیجیے۔''

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی تفسیر مطالعہ فرمائیں۔ احادیث طیبہ میں بھی صدقات کے مصارف کا بیان موجود ہے، انہیں مصارف میں وہ علما، طلبہ، مبلغین وخادمین جو دین کی خدمت میں لگے ہیں جنہیں دینی کاموں سے فرصت نہیں، یہ لوگ اپنی عزت وقار کی وجہ سے سوال نہیں کرتے، ان کو پہچانیے، ان کو ضرور دیجیے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے دس نکات کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ آپ نے بار بار علما کی معاشی (Economical Condition) حالات سدھارنے کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

''مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہو کہ گمراہوں کے بہت سے

افراد صرف تنخواہوں کی لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے ۱۰ کی جگہ ۱۲ دیجیے۔ اب آپ کی سی کہے گا، یا کم از کم لقمہ بلقمہ درختہ بہ تو ہوگا۔ دیکھیے حدیث کا ارشاد کہاں صادق ہے کہ ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا۔'' (معجم الکبیر: ج ۲۰، ص ۲۷۰، حدیث نمبر ٦٦٠) اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے، عالم ما کان و ما یکون ﷺ کی خبر ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ: ج ۲۹، ص ۵۹۹۔۶۰۰)

مسلمانوں میں گداگری کی بڑھتی لعنت باعث شرم حیا ولمحہ فکریہ ہے۔ اللہ ہم سب کو اسے بڑھنے سے روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داری سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

●●●

ہم جنس پرستی غیر فطری اور گھناؤنا عمل ہے

مذہبِ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق رہنمائی فراہم کی ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور کامل دستورِ زندگی ہے جو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے کسی موڑ پر بے لگام نہیں چھوڑتا کہ جیسے بھی چاہیں اپنی زندگی گزاریں اور ان سے کوئی باز پرس نہ ہو۔ بلکہ وہ اپنے ماننے والوں کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کے قانون کے خلاف زندگی گزارنے پر سراسر ذلت ونقصان ہے۔ جو چیزیں انسان کی شخصیت یا سماجی زندگی کے لیے فائدہ مند ہوں انھیں لازم اور ضروری قرار دیتا ہے اور جن چیزوں سے انسان کو اپنی نجی زندگی یا معاشرتی زندگی میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، اسلام ان چیزوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ معاشرے کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے کے لیے اور اسے شر وفساد، بے حیائی، بدکرداری سے محفوظ کرنے کے لیے مذہبِ اسلام نے جو فطری قانون عطا فرمائے ہیں، وہ کسی اور مذہب میں نہیں۔

انسانی نسل کی افزائش اور انسانوں کے باہمی تعلقات کا انحصار مرد اور عورت کے باہمی تعلق پر ہے۔ جس معاشرے میں یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا وہ معاشرہ انتہائی پر امن اور خیر وبرکت کا حامل ہوگا اور جس مذہب ومعاشرے میں اس تعلق سے ضوابط نہیں ہوں گے اس معاشرے کی مثال اس جنگل کی سی ہوگی جہاں جانور بغیر قاعدہ کلیہ کے اختلاط (جنسی ملن) کے عمل سے گزرتے ہیں اسی لیے مذہبِ اسلام نے عورتوں اور مردوں کی مجرد (بن بیاہا) زندگی کو عیب قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نکاح کی ترغیب دی ہے۔ نکاح کو آسان سے آسان کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ غلاموں اور باندیوں کے نکاح کی بھی ترغیب دی گئی ہے اور بتایا گیا کہ نکاح معاشی اور اقتصادی پریشانیوں کا بھی خاتمہ کرتا ہے ارشاد باری ہے:

(ترجمہ): نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں (غلاموں) اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ غنی کر دے گا۔ (سورۃ النور: آیت نمبر ۳۲)

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے کیوں کہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے، اور جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ شہوت کا زور کم کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزہ رکھا کرے۔

اِغلام بازی غیر فطری عمل ہے:

آج کل یہ بحث بہت زوروں پر ہے کہ ہم جنس پرستی آیا فطری ہے یا غیر فطری؟ ۲/ جولائی ۲۰۰۹ کو دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اجیت پرکاش اور جسٹس ایس مرلی دھرن نے section-477A کے تحت یہ فیصلہ دیا کہ مرد، مرد سے اپنی جنسی خواہش پوری کرسکتا ہے۔ اسی طرح عورت، عورت سے اپنی جنسی خواہش پوری کر سکتی ہے، کوئی جرم نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

چند ہوس پرستوں کا حوصلہ اس فیصلے سے بڑھا اور وہ سپریم کورٹ جا پہنچے۔ سپریم کورٹ نے ۱۱/دسمبر ۲۰۱۳ کو دفعہ 377 کے تحت اسے غلط قرار دیا اور یہ فیصلہ دیا کہ ہم جنس پرستی نہ صرف غلط ہے بلکہ جرم بھی۔ دفعہ 377 کے تحت ہم جنس پرستی غیر قانونی ہے اور اس فعل میں ملوث لوگوں کو اس دفعہ کے تحت سزائیں بھی ہوسکتی ہیں۔ فیصلہ آنا تھا کہ میڈیا (جیسا کہ ہمیشہ ہوتا ہے) اس کو لے اڑا، اور یہ کہ طرح طرح سے یہ لوگوں کی آزادی پر حملہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اب تو حد ہوگئی کہ اس فیصلے کے خلاف ملک کے بڑے بڑے لیڈران نے بھی واویلا مچا رکھا ہے۔ (اللہ خیر کرے)

اللہ نے ہر جاندار کے نر و مادہ جوڑے پیدا فرمائے ہیں۔ یہ نر و مادہ جوڑے نسل کی

بقا کے لیے ہیں۔ان کا آپس میں جنسی ملاپ (Sexmatual) قدرت کے قانون کے عین مطابق ہے۔ یاد رہے انسانی قانون کسی حال میں قانونِ الٰہی کا بدل نہیں ہوسکتا اور قوانینِ الٰہی کے فائدے ،حسنات و برکات کو کسی انسانی قانون کے ذریعے حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا۔موجودہ دنیا میں بر پا فساد کا جائزہ لیں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

لواطت حرام وسخت گناہ ہے:

ہم جنسی پرستی خواہ وہ مرد مرد سے ہو (Homo Sexual -Boy & Boy
Gay,) -یا پھر عورت عورت سے ہو (Homo Sexual -Girl & Girl
Lesbian,) -دونوں ہی حرام و گناہ ہے،اور فعلِ قبیح (گندہ کام) ہے۔لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی میں مبتلا تھی۔اسی فعل قبیح کی وجہ سے ان کی قوم پر عذاب آیا۔قرآن فرما رہا ہے:

(ترجمہ):اور لوط کو بھیجا، جب اس (حضرت لوط علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہاں میں کسی نے نہ کی۔تم تو مردوں کے پاس جاتے ہو شہوت کے ساتھ ،عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے ۔اس قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہی کہنا ان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ پاکیزگی چاہتے ہیں تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت رہ جانے والوں میں ہوئی اور ہم نے ان پر ایک مینہہ (پانی) برسایا۔تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔(سورۃ الاعراف: آیت ۷۹ تا ۸۴)

حضرت لوط علیہ السلام اردن میں اترے ۔اللہ نے اہلِ سدوم (ایک قوم و علاقہ) کی طرف آپ کو مبعوث فرمایا۔لوط علیہ السلام پانچ بستیوں کے نبی تھے۔آپ نے دین حق کی دعوت دی اور قوم کو فعل باطل، بدفعلی سے روکا۔عورت کو چھوڑ کر مرد کے ساتھ فعلِ بد کرتے ہو۔ایسے فعل بد کا ارتکاب کر کے حد سے گزر گئے۔ یہ حرکت فطرت کے خلاف ہے۔ یہ حرکت انتہائی خبیث اور گندی ہے۔اپنے قیمتی سرمائے کو برباد کیا۔مرد کو نہ حمل رہتا ہے، نہ وہ بچہ جنتا ہے۔مرد کے ساتھ مشغول ہونا سوائے شیطانیت کے اور کیا ہے۔عورت کے رحم میں بچہ دانی کو رکھا گیا ہے جس میں منی جذب کرنے کی طاقت ہے،مرد میں نہیں۔مرد میں یہ غلط کام کرنے والے کرانے والے کو

سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جریان، سوزاک، آتشک، ایڈز (AIDS) وغیرہ وغیرہ۔

آج ایڈز نے دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے۔ امریکہ، یورپ بلکہ ہندوستان میں بھی یہ بیماری بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ حال ہی میں محکمۂ صحت کے وزیر مسٹر غلام نبی آزاد کا بیان کہ ایڈز کی بیماری ہندوستان کو بھی تیزی سے اپنی گرفت میں لے رہی ہے، اخبار بینوں کی نظر سے گزرا ہوگا۔ خدا بے زار ذہنیت وتہذیب کے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کیا ایڈز خدائی عذاب نہیں؟ یقیناً یہ خدائی عذاب ہے۔

سب سے سخت عذاب قومِ لوط پر آیا:

قومِ لوط کی بستیاں نہایت ہی سرسبز شاداب تھیں۔ وافر مقدار میں غلہ اور پھل پیدا ہوتے تھے۔ زمین کا دوسرا خطہ اس کے مثل نہ تھا۔ اسی لیے ہر طرف سے لوگ یہاں آتے تھے اور اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ ایسے میں ابلیس بوڑھے شخص کی صورت میں نمودار ہوا اور لوگوں کو ورغلایا کہ اگر تم مہمانوں کی کثرت سے نجات چاہتے ہو تو جب لوگ آئیں تو یہ خبیث کام یعنی بدفعلی کرو۔ اس طرح بدفعلی انھوں نے شیطان سے سیکھی اور ان میں رائج ہوئی۔ قومِ لوط اپنے مہمانوں سے بدفعلی کرنے لگے تو مہمان آنا بند ہو گئے۔ مہمانوں کے نہ آنے سے برکت ختم ہو گئی۔ (خزائن العرفان: صفحہ ۲۸۹)

آج بھی جو لوگ اس کو کرتے کراتے ہیں اور اس کی آزادی چاہتے ہیں وہ شیطان کے کام کو کر رہے ہیں۔ قرآن میں دوسرے مقام پر عذابِ الٰہی کا ذکر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

(ترجمہ): حکم آ پہنچا، ہم نے اس بستی کو زیروزبر کر دیا، اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور ان پر کنکریاں، نوکیلے پتھر کی بارش کی جو تہہ بہ تہہ تھے۔ مسلسل تیرے رب کی طرف سے نشان دار تھے اور وہ ان ظالموں سے کچھ دور نہ تھے۔ (سورۂ ہود، آیت ۸۲ تا ۸۳)

پتھروں کا مینہ یعنی مسلسل نوکیلے پتھر برستے رہے۔ ہر شخص کا نام پتھروں پر لکھا ہوا ہوتا۔ وہ شخص جہاں ہوتا خواہ سفر میں، بستی کے باہر بھی، وہ نوکیلا پتھر اسی پر جا کر لگتا اور وہ لہو لہان ہو کر ہلاک ہو جاتا۔ اللہ نے عجیب طرح کی بارش فرمائی کہ ایسے پتھر برسے جو گندھک

(Sulpher)اور آگ سے مرکب تھے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ بستی میں رہنے والے زمین میں دھنسا دیے گئے اور جو سفر میں تھے وہ پتھریلی بارش سے ہلاک ہوئے۔

مجاہد نے کہا:

حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے اپنا باز و قومِ لوط کی بستیوں کے نیچے ڈال کر اس خطہ کو اکھاڑ لیا اور چوتھے آسمان پر اٹھا لیا اور ایسا اٹھایا کہ برتنوں کا پانی تک نہ چھلکا۔سونے والے سوتے رہے، جاگ نہ سکے اور آسمان کے قریب پہنچ کر تمام بستیوں کو اَوندھا کر کے گرا دیا، جو زمین میں میلوں اندر دھنس گئے۔قومِ لوط کی پانچ بستیاں تھیں۔ پانچوں پر عذاب آیا اور پتھروں کی سخت بارش ہوئی۔قومِ لوط پر جو عذاب آیا وہ کسی قوم پر نہ آیا۔اغلام بازی کی وجہ سے اتنا سخت عذاب آیا۔(تفسیر نور العرفان: جلد اول،صفحہ ۲۵۵)

مسلمانوں کو انتباہ (Warning)

اسلامی معاشرے کو اس گندی، خبیث، گھناؤنی عادت سے بچانے کے لیے اللہ کے رسول نے اس جرم کے کرنے والے کے لیے سخت سزا تجویز فرمائی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول

یعنی جس کو قومِ لوط کا فعل کرتے دیکھو تو فاعل (کرنے والا) اور مفعول (کرانے والا) دونوں کو قتل کر دو۔(ابوداؤد شریف، ابن ماجہ، ترمذی شریف اور دار قطنی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں خط لکھا اور پوچھا کہ ایسے مجرم (لوطی) کی کیا سزا ہے؟ آپ نے تمام صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔تمام صحابہ نے سخت سزائیں تجویز فرمائیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز دی کی ایسے دونوں شخص کو تلوار سے قتل کر دیا جائے۔دونوں لاشوں کو جلا دیا جائے۔تمام صحابہ کرام نے آپ کی رائے کی تائید وحمایت کی۔چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہی جواب لکھا گیا اور انھوں نے اسی کے مطابق عمل کیا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

فرماتے ہیں کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ایسے مجرم کو ایسی عبرت ناک سزا دے تا کہ کسی اور کو اس کے ارتکاب کی جراءت نہ ہو۔

ہم جنس پرستی قطعی حرام ہے اس کا منکر کافر ہے:

فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے۔ کفر اگر چہ بدترین گناہِ کبیرہ ہے مگر اسے رب نے فاحشہ نہ فرمایا کیوں کہ نفسِ انسانی اس سے گھن نہیں کرتا۔ مگر لواطت تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے متنفر ہیں سوائے خنزیر (سور) کے۔ سور بھی یہ فعل بد کرتا ہے۔ لوطی شخص بیوی کے قابل نہیں رہ جاتا۔ یہ بدکاری تمام جرموں سے بڑا جرم ہے۔ مرد میں گھناؤنا کام کرنے کرانے والے کو سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان ہی وجوہ سے مذہبِ اسلام میں اس کی سخت سزا ہے۔ امامِ اعظم کے یہاں اس کی سزا یہ ہے کہ دونوں کو بہت اونچے مقام پہاڑ یا اونچی عمارت سے گرا کر، اسے پتھر سے مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ زنا سے بھی سخت اس کی سزا ہے۔ کنوارے کے لیے ۱۰۰ رکوڑے زانی کے لیے ہیں۔

یہ غلط کام شیطان نے ایجاد کرایا۔ ایک روز حسین وجمیل لڑکا بن کر آیا اور باغ میں گھس گیا اور باغ والے کو دعوت دی کہ ایسی حرکت کرو۔ اس نے کیا۔ پھر اس نے لوگوں کو بتایا اور اس وبا کو پھیلا دیا۔ یہ بات کفر سے بھی گری ہوئی ہے۔ کفر سے لوگ گھن نہیں کرتے مگر اس سے سب گھن کرتے ہیں۔ اس فعل کے کرنے والے کو جوع البقر (ایک بیماری کا نام) بھی کہتے ہیں۔ زیادہ کھانے والی بیماری ہے۔ جتنا کھانا بھی کھالے بھوک باقی رہتی ہے۔ پورے کنواں کا پانی بھی پی لے گا تو پیاس نہیں بجھے گی۔ یہی حال نفس کا ہے۔

(تفسیر نعیمی اشرف التفاسیر: جلد ۸، صفحہ ۶۹۸ / تفسیر ضیاء القرآن: جلد ۲، صفحہ ۶۵۴ / تفسیر خزائن العرفان: صفحہ ۲۸۹)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظالم اور متکبر و بدفعلی کرنے والا اپنی موت سے قبل ہی اپنے ظلم و بدفعلی کی کچھ نہ کچھ سزا ضرور پاتا ہے اور ذلت و نامرادی کا منھ دیکھتا ہے۔ چنانچہ ظالم و مظلوم اور بدفعلی کرنے والوں کی عبرت ناک ہلاکت و بربادی کی

داستانیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔

بے حیائی بہت بری چیز ہے:

مذہبِ اسلام میں ناموس وعزت کی بہت اہمیت ہے اس لیے قرآن نے عزت و ناموس کے لٹیروں کے لیے سخت سزاؤں کا اعلان فرمایا:

(ترجمہ): اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت بری راہ ہے۔ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۳۲)

آج کی نوجوان نسل جو کھلے عام BBC ،NDTV، دوردرشن میں مباحثہ (Debate) میں حصہ لیتے ہوئے اپنی آزادی کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم بالغ ہیں ہمیں آزادی سے اپنی زندگی جینے کا حق ہے۔ میں مسلم نوجوانوں کے لیے مذہبِ اسلام کا نقطہ نظر واضح کر رہا ہوں۔ اسلام کے ماننے والے ہیں، خدا کے واسطے اسلام کو سمجھیے، مانیے، عمل کریئے، اسی میں عافیت وفلاح اور بھلائی ہے۔ اسلام بے حیائی کی روک تھام کے واضح احکام کا اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے:

ترجمہ: وہ لوگ جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے، دنیا اور آخرت میں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(سورۃ النور: آیت ۱۹)

حیا وشرم تہذیب اسلامی کا اہم جز ہے۔ تعلیم یافتہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھلے عام میڈیا میں قبیح فعل کی طرف داری آزادی کے نام پر کریں۔ (اللہ ایمان سلامت رکھے۔ آمین!)

لوطی شخص حکیم اور ڈاکٹر کی نظر میں:

اطبا اسے بتلاتے ہیں سب امراض کی جڑ
قبر میں بھیج دے انسان کو اگر جائے بگڑ

ہم جنس پرستی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ اس کا کرنے والا مہلک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے

جو لاعلاج ہوتی ہیں۔خدائی عذاب کا شکار ہوجاتا ہے۔ایسا شخص عورت کے لائق نہیں رہ جاتا، نہ ہی عورت کو خوش کرسکتا ہے۔اس کی طبیعت عورت کی طرف بالکل مائل نہیں ہوتی اور پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کی قوتِ باہ (Sex) ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتی ہے۔(حکیم جرہانی)

آپ یعنی حکیم جرہانی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ اس فعل سے مفعول کا دل ضعیف ہوجاتا ہے اور اس کی منی غیر محرک ہوجاتی ہے۔

بہت سے حکما کا قول ہے کہ اس عادت والے کی آنتوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

جنسی ماہرین کا کہنا ہے دونوں کو کیڑے (جراثیم) پڑ جاتے ہیں۔ فاعل (کرنے والا) مفعول (کرانے والا) دونوں کو ایڈز جیسی لاعلاج بیماری کا خطرہ سو فیصد بڑھ جاتا ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا کا قول ہے کہ ہم جنس پرستی مرض نہیں بلکہ یہ علت (عادتِ بد) ہے جو وہمی و کسبی ہے اور ایسے لوگوں کا علاج کرنا فضول ہے بلکہ ضرب سے کام لینا چاہیے۔

حکیم گیلانی جو ماہر جنسیات بھی تھے، نے کہا ہے کہ ایسے لوگوں کو بھری مجلس میں شرمندہ کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی اس عادت بد سے باز آجائیں۔

حکیم ذکریا صاحب، حکیم اعظم خان صاحب اور حکیم گیلانی نے اس فعل کی سخت مذمت کی ہے اور ایسے مریضوں کے علاج کو منع کیا ہے۔

اکثر اطبا اس بات پر متفق ہیں کہ ہم جنس پرستی خواہ وہ نر کے درمیان ہو یا مادہ کے درمیان، دونوں صورتوں میں فاعل، مفعول انزال کے بعد انتہائی ندامت و شرم محسوس کرتے ہیں اس لیے کہ یہ عمل غیر فطری ہے۔جب کہ نر و مادہ اور انسان کے نر و مادہ کے جائز ملاپ پر انزال کے بعد طرفین فرحت و خوشی محسوس کرتے ہیں اس لیے کہ یہ فطری عمل ہے۔

موجودہ معاشرہ اور ہماری ذمہ داریاں:

معاشرے میں دینی اسلامی روح پیدا کی جائے، اسلامی احکام کی اہمیت وعظمت دلوں میں اتاری جائے، آخرت کا خوف پیدا کیا جائے، اس بات کو دل و دماغ میں بٹھایا

جائے کہ مومن کی سرخروئی اور کامیابی اسی میں ہے کہ خدا کی قائم کی ہوئی حدود کے اندر رہ کر جائز و بہتر طور پر زندگی گزاری جائے اور آخرت بھی سنواری جائے۔غیر اسلامی کاموں اور گندے فعل سے پرہیز کیا جائے ورنہ اس کا انجام بھیانک اور خطرناک ہے۔عذابِ الٰہی سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔یہ ذہن نشیں کرایا جائے کہ نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے جو نسل انسانی کی حفاظت و بقااور انسان کے فطری جذبات کی تسکین کے لیے جائز اور مناسب طریقہ ہے جو رب کریم نے بندوں کے لیے بنایا ہے۔نکاح شریعت کی نگاہ میں ایک پاکیزہ،ٹھوس، پائیدار اور دیرپا رشتہ ہے، جو دیگر مذاہب میں بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔نیز اس کے لیے الگ الگ قوانین اور ضابطے بھی ہیں۔تمام مذاہب نے اسے صرف ایک رسمی تفریح اور دنیاوی ضرورت کے طور پر استعمال کیا،لیکن مذہب اسلام میں نکاح کو دنیاوی ضرورت کے ساتھ ایک دینی ضرورت بھی بتایا اور قربِ الٰہی کا سبب بھی بتایا۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذ تزوج العبد و فقداستکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی

(ترجمہ): جب بندے نے نکاح کر لیا تو اس نے آدھا دین مکمل کر لیا اور باقی آدھا کے لیے وہ اللہ سے ڈرتا رہے۔(مشکوٰۃ شریف:صفحہ ۲۸۶)

نکاح کرنے سے انسان اپنی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ گناہوں سے بھی بچتا ہے اور سماج میں عزت کی زندگی گزارتا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ تمام باتیں لوگوں تک پہنچائی جائیں۔ پمفلٹ بانٹے جائیں، جلسے منعقد کیے جائیں، نجی مجلسوں اور ہوٹلوں، کلبوں میں بھی ان خیالات ونظریات کو عام کیا جائے۔کمیٹیوں اور انجمنوں ، علماے کرام ، دانشور حضرات اس پیغام کو گھر گھر پہنچائیں۔اللہ ہم سب کو اس کی طاقت وقوت عطا فرمائے۔آمین

●●●

ہم جنس پرستی: گھناؤنا، غیر فطری کام اور بھیانک انجام

اللہ رب العزت نے انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اللہ اپنی مخلوق سے بہت محبت فرماتا ہے، جا بجا قرآن واحادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ظالمانہ طور پر کسی کو ہلاک نہیں فرماتا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ بندوں کو مصیبتوں میں اللہ مبتلا نہیں فرماتا۔ اس کے دلائل میں بہت سی آیتیں اور واقعات موجود ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

(ترجمہ) اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو اس (بداعمالی) کے سبب سے ہی (پہنچتی ہے) جو تمھارے ہاتھوں نے کمائی ہوتی ہے حالاں کہ بہت سی (کوتاہیوں) سے تو وہ درگزر بھی فرمادیتا ہے۔ (سورۂ شوریٰ: آیت نمبر ۳۰)

جب تک کسی بستی (ملک) کے لوگ سرتاپا معصیت (گناہ گار) نہ بن جائیں اور ان کا خمیر فاسد (سڑنا، خراب ہونا) corrupt نہ بن جائے، وہ برباد نہیں کیے جاتے، لیکن جب ان کا قومی مزاج واجتماعی کردار سڑ جاتا ہے، ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی ہے اور وہ ان شرائط کو پورا کرنے سے قاصر ہوجاتے ہیں جو عزت کی زندگی کی بنیادیں ہیں تو پھر ان کی موت آجاتی ہے اور ان کی کمزوریاں خود زہر بن کر انھیں ہلاک کر ڈالتی ہیں۔ انسان تباہ ہونے والی قوم کی صرف خارجی اسباب (وجہ) کی کھوج لگاتے ہیں، لیکن ان ناسوروں (سوراخ دار زخم جس سے ہمیشہ مواد، پیپ، غلاظت بہتا رہتا ہے اور جو کبھی اچھا نہیں ہوتا) کو نہیں دیکھتے جس میں فساد کا مواد پک رہا ہوتا ہے یعنی ان گناہوں کی طرف توجہ نہیں دیتے جو، ان قوموں کی ہلاکت وبربادی کا سبب بنتا ہے۔ قرآن اعلان فرمارہا ہے:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (سورۂ ہود: آیت ۱۱۷)

(ترجمہ) اور تمھارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں۔ (کنزالایمان)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرکار دو عالم ﷺ تک قرآن کریم پڑھ ڈالیے اور سوچیے کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اور اس کی دائمی لذت سے علیحدہ ہوکر زمین پر کیوں آنا پڑا۔ ابلیس کی گردن میں دائمی لعنت کا طوق کس چیز نے ڈالا، طوفان نوح (علیہ السلام) زمین پر کس وجہ سے آیا، کشتی نوح کو چھوڑ کر ساری زمین سارے انسان پانی میں کیوں ڈوب گئے۔ وہ کون سی بات تھی جس نے قوم ثمود پر چیخ (زوردار آواز جو رنج وغم ودرد وکرب یا خوف کی حالت میں نکلے) کا عذاب مسلّط کیا اور ان کا نام ونشان مٹا دیا اور قوم شعیب پر آگ کے انگارے کس گناہ کی بنیاد پر برسائے گئے، فرعون اور اس کی قوم کو کس پاداش میں دریا میں ڈبو کر نیست ونابود کر دیا، قارون کا خزانہ اور خود اس کی قوم کو کس جرم میں زمین میں دھنسا دیا اور پھر نوح علیہ السلام کے بعد مختلف قوموں پر جو عذاب آئے وہ سب اللہ کی نافرمانی کے خلاف فطرت کے خلاف کام (گناہ) کرنے سے آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر بھیانک عذاب کا ذکر قرآن میں بہت صراحت سے موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کیسے لوطی قوم کی پکڑ فرمائی۔ ان لوگوں کی فطرت خبیث ہوگئی تھی وہ ہم جنسیت پر اتر عمل پیرا تھے، مرد مردوں کے ذریعہ جنسی خواہش کو پوری کرتے۔ بالآخر اللہ کی طرف سے انھیں نیست نابود کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اللہ نے عذاب کے فرشتوں کو بھیجا جو حضرت لوط کے گھر نوجوانوں کی شکل میں پہنچے۔ انھیں دیکھ کر ان غیر فطری کام کرنے والوں کی شیطنت جاگ اٹھی۔ قرآن میں ہے کہ وہ بے اختیار حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔

(ترجمہ) اور اس کے پاس کی قوم دوڑتی آئی اور انھیں آگے ہی سے برے کاموں کی عادت پڑی تھی، کہا اے قوم! یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمھارے لیے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو، کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔

(سورۂ ھود: آیت ۷۸، ترجمہ کنزالایمان)

وہ فرشتوں کو دیکھ کر خوشیاں منانے لگے۔قرآن مجید ان کی بدمستی کا یوں ذکر فرما رہا ہے:

(ترجمہ) اور اہلِ شہر (اپنی بدمستی میں) خوشیاں مناتے ہوئے (لوط علیہ السلام کے پاس آ پہنچے، لوط علیہ السلام نے کہا: بیشک یہ لوگ میرے مہمان ہیں پس تم مجھے (ان کے بارے میں) شرم سار نہ کرو، اور اللہ (کے غضب) سے ڈرو، مجھے رسوا نہ کرو۔

(سورۃ الحجر: آیت نمبر ٦٦ یا ٦٨)

ان پر ایک نشہ چڑھا ہوا تھا وہ آپے سے باہر ہوئے جا رہے تھے۔

(سورۃ الحجر: آیت ٧٢)

وہ حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ ان نوجوانوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ بالآخر یہ لوگ بدترین عذاب سے دوچار ہوئے، اللہ کی پکڑ آ گئی، پوری بستی کو پلٹ دیا گیا، ان پر پتھروں کی بارش کی گئی، بستی کا جو شخص باہر تھا اس کے نام کا پتھر وہاں جاتا اور سر پر گرتے ہی بم کی طرح پھٹ جاتا اور وہ اور پوری بستی زمین میں دھنس گئی اور تا قیامت تمام انسانوں کے لیے نمونہ عبرت بنا دیا گیا۔قرآن مجید اس طرح لوگوں کو انجام کے بارے میں آگاہ فرما رہا ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ

(سورۂ نمل: آیت نمبر ٦٩)

ترجمہ: تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو، کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔(کنز الایمان)

تفصیل کے لیے دیکھیں ان آیات کریمہ کو سورۂ ہود: آیت نمبر ٨٢، ٨٣۔سورہ الحجر آیت نمبر ٤٧ سے ٧٧۔سورہ عنکبوت: آیت ٤٣، ٣٣، ٥٣۔وغیرہ وغیرہ

مورخین بیان کرتے ہیں کہ جس جگہ قوم لوط کی بستی کو تباہ و برباد کیا گیا تھا، یہ وہی مقام ہے جہاں آج مردار (Deadsea) واقع ہے۔پوری بستی پر زبردست زلزلے آئے تھے اور پتھروں کی مسلسل کئی روز ایسی زبردست بارش ہوئی تھی کی زمین دھنس گئی تھی اور اس کے اوپر پانی پھیل گیا تھا۔سیاح بتاتے ہیں کہ اس جگہ آج بھی نحوست برستی ہے اور وہ جائے عبرت ہے۔

اللہ نے تمام مخلوق کے جوڑے بنائے

اللہ کی جتنی مخلوق ہے سب کے جوڑے پیدا فرمائے۔ انسانوں کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمھارے لیے تمھارے ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمھارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔ (سورۂ روم: آیت نمبر ۲۱، ترجمہ کنزالایمان)

جنسی خواہش (جذبہ) انسان سے لے کر جانوروں تک ودیعت (امانت، ڈپوزٹ zdeposit,) کیا گیا ہے۔ اس جذبے کو کچلنا، دبانا فطرت، قدرت کے خلاف ہے۔ خنزیر انتہائی بے غیرت جانور ہے۔ اپنی مادہ دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے، لیکن یہ بے غیرت جانور بھی ہم جنسی نہیں کرتا۔ بے غیرتی بے شرمی کا یہ تمغہ بھی اکیسویں صدی کے مغرب پرست انسان کے ماتھے کا بدنما داغ ہے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔

ہندوستان بھی دنیا کے ان ۲۴؍ملکوں میں شامل ہو گیا جہاں hunourable سپریم کورٹ نے homsexuality یعنی ہم جنس پرستی کو قانونی اجازت دے کر ہندوستانی تہذیب وثقافت کو مجروح کر دیا۔ (بلکہ جنازہ ہی نکال دیا)۔ ۶؍جون ۲۰۱۸ء کو عدالت نے ہم جنس پرستوں کی خواہش آزادی کے نام پر پوری کر دی۔ اس کی ۵؍رکنی بینچ نے ۱۵۸؍ سال پرانے قانون انڈین پینل کوڈ کی دفعہ ۳۷۷ کو ختم کر دیا جس میں ہم جنسیت کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا تھا۔ چیف جسٹس دیپک مشرا نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا:

”جنسی رجحان ایک طبعی مظہر ہے۔ اس کی بنا پر کوئی تفریق دستوری حقوق کے خلاف ہے۔ سماجی اخلاقیات کی آڑ میں دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔“

اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مغرب پرستی نے انسان کو خنزیر جیسے بے غیرت جانور سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ جنسی خواہش کو کھلے سانڈ (بے مہار بیل، عیاش شخص) کی طرح چھوڑ دینا یا جنسی تسکین کے لیے غلط راستے اختیار کرنا انتہائی گری ہوئی بات اور خراب و ناپسندیدہ کام

ہے۔جن قوموں نے فطرت سے بغاوت کرکے اس گھناؤنے کام کو کیا، ان کو اس کے سنگین نتائج جھیلنے پڑے۔اوپر مختصر ذکر آپ پڑھ چکے ہیں۔ہم جنسیت کو کئی مما لک میں قانونی جواز ملا ہوا ہے۔یہ عالمی سپر طاقتوں کی شازش ہے۔یہ ڈرگ Drugs مافیا اور سیکس مافیا کا بچھایا ہوا جال ہے، جس میں اربوں ڈالر کا سرمایہ لگا ہوا ہے اور یہ دولت مند لوگوں کے لیے عیاشی کا ہتھیار ہے۔مذہب اسلام نے نشہ خوری و ہم جنسیت دونوں کو حرام قرار دیا ہے اس لیے کہ اس سے خاندان اور معاشرے کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔اللہ کی مشیت یہ ہے کہ نسل انسانی پھیلے، ہم جنسیت اس میں رکاوٹ بنتی ہے۔اس کے انسانی صحت پر بھی بہت برے اثرات پڑتے ہیں۔موجودہ دور کے بھیانک موذی مرض ایڈ aids انھیں عیاشیوں کے سبب پھیل رہا ہے۔ پہاڑ جیسا گناہ مسلمانوں کو انتباہ (warning) دیتا ہے۔اسلامی معاشرے کو اس گندی، خبیث اور گھناؤنی عادت سے بچانے کے لیے نبی ﷺ نے اس جرم کے کرنے والے کے لیے سخت سزا تجویز فرمائی ہے۔رسول کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول

یعنی جس کو قوم لوط کا فعل کرتے دیکھو تو فاعل (کرنے والا) اور مفعول (کرانے والا) دونوں کو قتل کر دو۔(ابوداؤد، اب ماجہ، ترمذی، اور دارقطنی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں خط لکھا اور پوچھا کہ ایسے مجرم (لوطی) کی کیا سزا ہے؟ آپ نے تمام صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔تمام صحابہ کرام نے سخت سزائیں تجویز فرمائیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز دی کہ ایسے دونوں شخص کو تلوار سے قتل کر دیا جائے اور دونوں لاشوں کو جلا دیا جائے۔تمام صحابہ کرام نے آپ کی رائے کی تائید وحمایت کی۔چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہی جواب لکھا گیا اور انھوں نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ایسے مجرم کو ایسی عبرت ناک سزا دے تاکہ کسی اور کو اس کا ارتکاب کرنے کی جراءت نہ ہو۔

لوطی شخص بیوی کے قابل نہیں نہیں رہ جاتا۔جو لوگ یہ گھناؤنا کام کرتے ہیں انھیں

سخت بیماریاں لگ جاتی ہیں۔اسی وجہ سے مذہب اسلام میں اس کی سخت سزا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہاں دونوں کو بہت اونچے مقام، پہاڑ یا اونچی عمارت سے گرا کر اسے پتھر سے مار مار کر ہلاک کر دینے کا حکم ہے۔ہم جنس پرستی قطعی حرام ہے،اس کا منکر کافر ہے۔اس گھناؤنے عمل کے خلاف تمام مذاہب کے نمائندوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس موذی کام کے خلاف متحد ہوں، اپنی آواز بلند کریں اور اس کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کر کے راہ ہموار کریں۔خاص طور پر اسلامی اسکالروں، پروفیسران حضرات، اہل علم وعلمائے کرام اس کے خلاف سنجیدہ کوشش کریں اور عوام کو اسلامی نقطہ نظر سے آگاہ کریں۔اللہ رب العزت ہمیں ہماری نسل کو سمجھ عطا فرمائے اور اس طرح کے قبیح گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

●●●

ہندستانی آئین اورسیکولرازم؟

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

آ ئین ہند میں ہندوستان کو ’’ریاستوں کی یونین‘‘ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس کا مطلب وفاقی طرز حکومت ہے۔ اس نظام حکومت میں ایک تحریری آ ئین کا ہونا لازمی ہے جس کے ذریعے مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم عمل میں آئی ہے۔ عدلیہ کو آزاد کیا گیا ہے۔ (لیکن افسوس اب اس میں گھس پیٹھ کی جارہی ہے)۔ عدلیہ کو آزاد رہنے کا مقصد انفرادی اور جمہوری اصولوں کا تحفظ ہے جو معاشرے کو تمام لوگوں کے ساتھ برابری کا درجہ دے۔ بھارت کی عدالت عظمیٰ (Superme Court) اور ریاستی عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ایسے کسی قانون سازی یا عملے کی کاروائی کو غیر آئینی قرار دے سکیں اورر یاستوں کے غلط فیصلوں کو دفعہ ۱۲، اور دفعہ ۱۳ کے تحت غلط قرار دے سکیں۔ اس میں بہت سے نکات ہیں۔ آزاد ہندوستان کا یہ آ ئین دنیا کے تمام دستوروں میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اس میں دنیا کے بہت سے دستوروں کے بہترین نکات (Points) شامل ہیں۔ آ ئین ہند میں مرکزی حکومت کے ساتھ ہی ریاستوں کے بنیادی فرائض، صدر جمہوریہ کے ہنگامی اختیارات، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ساتھ پبلک سروس کمیشن، فنانس کمیٹی، الیکشن کمیشن جیسے اہم اداروں کی تفصیلات بھی وضاحت کردی گئی ہے۔ جب قانون نافذ کیا گیا تھا تب اس میں ۳۵۵/ دفعات اور ۸/ شیڈول تھے لیکن اس میں وقتاً فوقتاً ترمیمات ہوتی رہتی ہیں اور اب تو من مانی بلکہ ضد وہٹ دھرمی سے اکثریتی فرقے کو خوش کرنے اور اقلیتوں کی تذلیل کرنے کے قوانین پاس کیے جارہے ہیں جو بہت ہی تشویش

ناک اور افسوس ناک ہے ۔آئین ہند کے بنانے میں جہاں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر اور بہت سے ذی علم لوگ شامل تھے، وہیں اس ملک کی آزادی کے لیے بہت زیادہ قربانی دینے والے مسلمان، خاص طور پر علما نے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں۔ وہ بھی آئین ہند کے بنانے میں برابر کے شریک تھے جنہوں نے ۲رسال ۱۱رمہینے اور ۱۸ردن کی کڑی محنت کے بعد آئین ہند کو مرتب کیا، ان میں چند نمایاں نام یہ ہیں:

مولانا ابوالکلام آزاد، بیرسٹر آصف علی، خان عبدالغفار خان (بمشہور سرحدی گاندھی)، محمد سعداللہ، عبدالرحیم چودہری، بیگم اعجاز رسول اور حضرت مولانا حسرت موہانی۔

سبھی اراکین نے اس پر دستخط کیے۔اسمبلی کا اجلاس ۲۴ردسمبر ۱۹۴۹ء کو منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر راجندر پرساد کو اتفاق رائے سے ہندوستان کا اولین صدر جمہوریہ منتخب کرلیا گیا اور آئین ہند کو ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو نافذ کردیا گیا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو اسی عہد کی تجدید کرتے ہوئے ہندوستان کو ایک ''مقتدر اعلیٰ جمہوری جمہوریہ'' میں منتقل کردیا گیا۔آج ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریہ کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے۔اس دن کا یہ بھی پس منظر ہے کہ ۱۹۳۰ء میں لاہور کے مقام پر دریائے راوی کے کنارے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے اجلاس میں جس کی صدارت جواہر لال نہرو نے کی تھی، ڈومنین اسٹیٹس کے بجائے مکمل آزادی کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دے کر ۲۶ جنوری کو مکمل آزادی کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ واضح رہے کہ مکمل آزادی کا نعرہ حضرت مولانا حسرت موہانی کا تھا جس کا اعلان آپ نے لندن کانفرنس اور کئی کانفرنسوں میں کیا تھا۔اس کی تفصیل کے لیے تاریخ کا مطالعہ فرمائیں۔افسوس کہ آزادی کے ۷۰ سالوں کے بعد بھی ہمارے ملک کا جو حال ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ہر طرف انارکی پھیلی ہوئی ہے، کمزوروں کا استحصال، مہنگائی سے ہر انسان کراہ رہا ہے، ہجومی قتل (Mob Lynching) میں بے قصور لوگوں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا جارہا ہے، لوگ انصاف کے لیے دوڑ دوڑ کر پریشان ہیں، کراہ رہے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ امتیاز و تعصب کی پالیسی اپنائی جارہی ہے اور ملک کو ہندو مسلم کے خانوں میں بانٹا جارہا ہے اور پچھڑی ذاتوں کے حقوق کو بھی ختم کیا جارہا ہے۔ یہ کیسا سیکولرازم

ہے؟اقتدار میں رہنے والے نیتا حضرات کانٹوں کو پھول اور مصیبتوں کو آرام قرار دے رہے ہیں۔لوگ در در کی ٹھوکریں کھارہے ہیں،حالاں کہ حکمراں ذرائع ابلاغ (Media) کے ذریعے رات دن خیالی جنتوں اور افسانوی خوشحالی کا ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں۔

ہندوستانی سیکولرازم:

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف قوم کے لوگ بستے ہیں،جس میں مختلف مذاہب اور عقائد رکھنے والے لوگ صدیوں سے حب الوطنی کے جذبے کے ساتھ رہتے، بستے چلے آرہے ہیں۔اس ملک کا اتحاد،سالمیت، یگانیت صحیح معنوں میں اس وقت قائم رہ سکتی ہے جب یہاں حقیقی معنوں میں وفاقی نظام قائم ہو،تمام مذاہب اور عقائد وافکار کو تحفظ حاصل ہو، ہر نسل، ہر زبان اور ثقافت کو پھلنے پھولنے کی راہیں ہموار ہوں تو پھر ملک کی جمہوریت اور آزادی کے کیا کہنے! بلے بلے! لیکن افسوس کہ آج اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے مذہبی،انسانی حقوق پامال کرکے عملاً اکثریتی فرقے کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے نظام حکومت چلایا جارہا ہے۔مالیات اور ذرائع ابلاغ پر پورا کا پورا قبضہ کرلیا گیا ہے۔ مذہبی اقلیتیں عدم تحفظ کے احساس سے پریشان وخوف زدہ ہیں۔ایسے حالات میں سیکولرازم کیسے مضبوط ہوگا۔؟ صحیح معنوں میں سیکولرازم (Secularism) کا جنازہ ہی نکال دیا گیا ہے۔کرسی کے لیے بے ضمیر نیتاؤں نے اپنے فائدے کے لیے پورے ملک کو ذات برادریوں میں تقسیم کردیا ہے۔مذہبوں کے درمیان نفرت کا بازار گرم کردیا گیا ہے۔تو کیا آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج فیڈرل (Federal)(سازگار) نظام قائم ہے۔ہندوستان نے برطانیہ سے ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی حاصل کی تھی،لیکن ہندوستان کا آئین جو سیکولر بنیادوں پر بنایا گیا تھا اور اس کو ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء کے دن قائم کیا گیا تھا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام حکمراں جو کسی بھی پارٹی کے ہوں،ان کو آئین ہند کی پاسداری کرنی چاہیے۔کیوں کہ وہ اس کا حلف(قسم) لیتے ہیں،اس کی لاج رکھیں۔سیکولرازم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ضمیر کی،فکر کی، مذہبی اور اظہار رائے کی پوری آزادی ہو جو انسان کا پیدائشی حق ہے۔لہٰذا ہر شخص کو پوری

آزادی ہونی چاہیے کہ سچائی کا راستہ خود تلاش کرے اور زندگی کے تمام مسائل خواہ ان کا تعلق سیاست اور اقتصادیات سے ہو یا مذہب سے، تبھی صحیح آزادی کہلائے گی۔ طاقت کے زور پر کسی کا منہ بند کرنا یا دھمکی یا دھونس سے کسی کو اپنا ہم خیال بنانا حقوق انسانی کے خلاف ہے۔

یہ ملک تمہارا نہیں یہ ملک ہمارا بھی ہے:

ایک تم ہی نہیں تنہا حقداراس گلشن کے
حق جتنا تمہاراہے اتنا ہی ہمارا ہے
یہ ملک تمہارا نہیں یہ ملک ہمارا بھی ہے
اس ملک کی آزادی کے لیے جان ہم نے بھی گنوائی ہے

یہ بہت بڑا المیہ اور سانحہ ہے کہ آج ہماری نوجوان نسل بہت کم جانتی ہے کہ جنگ آزادی میں مسلمانوں اور علما کا کوئی کردار رہا ہے؟ جنگ آزادی کا بگل علمائے کرام نے بجایا اور اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کیں۔ ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو ہندوستان کی آزادی کے موضوعات پر کتابیں بانٹی جائے اور پڑھوائی جائے۔ مثلاً فضل حق سن ۱۹۵۷، مسلمان مجاہدین، اور انگریز مصنف مسٹر ایڈورڈ ٹاسن کی کتاب تصویر کا دوسرا رخ، مسلمان مجاہدین، علمائے اہل سنت کی بصیرت وقیادت۔ وغیرہ وغیرہ۔ کتابیں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

ہم سب کو چاہیے کہ موجودہ حالات سے گھبرائیں نہیں، حالات پر کڑی نظر رکھیں اور حکمت وایمانی بصارت کے ساتھ اتحاد واتفاق سے مردانہ وار مقابلہ کریں۔ تعلیم پر پوری توجہ مرکوز کریں۔ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل صرف تعلیم میں ہے۔ آرٹیکل ۳۰۱ میں کہا گیا ہے کہ ہر اقلیت چاہے وہ مذہبی یا لسانی ہو، اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کرے اور چلائے۔ تعلیم ہی بے یار ومددگار مسلم قوم کے لیے نسخہ کیمیا ہے اور اس کی ذمہ داریاں قائدین اور اہل علم پر ہے۔ ملک کو سخت گیر عناصر سے بچانے کے لیے سیکولر (Secular) طاقتوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ الیکشن کا اعلان ہوتے ہی ان گنت پارٹیاں سامنے آجاتی ہیں اور سب کی سب غریبوں ومسلمانوں کی فلاح کا دم بھرتی ہیں لیکن

حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ایسی پارٹیوں اور ضمیر فروش نیتاؤں کو ووٹ (Vote) بانٹنے کے لیے کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ جو سخت گیر نظریہ والے ہیں ان کا مقصد پورا ہو جائے۔

جمہوریت میں ووٹوں کی اہمیت

ووٹر ایک اہم مقام رکھتا ہے اور ہر ووٹ کی اہمیت مسلمہ ہے۔۱۹۵۱ میں نافذ ہونے والے قانون کے مطابق حق رائے دہی سے فائدہ حاصل کرنے کی عمر ۲۱ رسال تھی جو بعد میں ۱۹۸۸ء میں ۱۸ رسال مقرر کردی گئی۔ ہر وہ فرد جس کی عمر ۱۸ رسال ہو جائے اس کو چاہیے کہ وہ بحیثیت ووٹر (رائے دہندہ) اپنے نام کا اندراج کرائے اور انتخابات میں اپنے حق رائے دہی کا استعمال ضرور ضرور کرے۔ ہر ایک ووٹ قیمتی ہوتا ہے۔۱۹۹۶ میں صرف ۱۷ ووٹوں کی اکثریت سے گجرات میں وڈودرا سے لوک سبھا کے لیے ایک نوجوان نے جیت حاصل کی اور اسی طرح ۱۹۸۹ میں صرف ۹ رووٹوں سے کنڈیڈیٹ کو آندھرا پردیش میں انکا پلی سے لوک سبھا کے لیے منتخب کیا گیا۔ دہلی میں مشہور فلمی اداکار آنجہانی راجیش کھنہ سے مشہور بی جے پی لیڈر لال کرشن اڈوانی نے ۵۲ رووٹوں سے جیت حاصل کی تھی۔ابھی مہاراشٹر کے الیکشن میں ۹ رمسلم امیدوار صرف ایک ہزار یا اس سے کم فاصلے سے ہار گئے اور بی جے پی کے ۱۴ رکنڈیڈیٹس نے صرف 4% (۴ رفی صد) زیادہ ووٹ ملنے پر جیت حاصل کی۔

ووٹ کرنا جمہوری حق ہی نہیں، دینی فریضہ بھی ہے۔جمہوری حکومت میں ووٹ نہ صرف ہمارا قانونی حق ہے بلکہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے ہم عائد ایک شرعی اور ملی فریضہ بھی ہے۔ زیادہ جانکاری کے لیے ہمارا مضمون ''ووٹ ڈالنا ایک سنجیدہ فریضہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔تمام لوگوں کو اپنی اپنی ذمہ داری نبھانے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا پیارا ملک ہندوستان سیکولرازم پر قائم رہے جو سب کے لیے فائدے مند ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنی ذمہ داری نبھانے اور سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

●●●

ہجومی قتل (Mob Lynching) کا بڑھتا گراف: ذمہ دار کون؟

اللہ رب العزت نے دنیا تخلیق فرمائی اور انسانوں کو اشرف المخلوقات کا شرف بخشا اور علم و دماغ جیسی نعمت بھی عطا فرمائی۔ (یہ رب کریم کا احسان عظیم ہے)۔ علم اور دماغ سے انسان ترقی کی سیڑھیاں طے کرتے کرتے مریخ کا سفر کرنے اور چاند پر کمند ڈالنے تک ان گنت نئی نئی ایجاد کرتا جا رہا ہے جس میں فائدے اور نقصانات کی ایجاد بھی شامل ہے۔ جہاں آرام دہ اور تیز رفتار سفر کے لیے ہوائی جہاز بنائے، وہیں اویکس (Ovix) میراج ۲۹ اور ڈرون (Drone) جیسے حملہ آور بمبار طیارے بھی بنا کر انسانیت پر ظلم کے پہاڑ گرا کر ساری حدیں پار کر دی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا میں مہلک ہتھیاروں کی اتنی مقدار (Quantity) موجود ہے کہ پوری دنیا ۲۹ ؍ بار ان ہتھیاروں سے نیست و نابود ہو سکتی ہے۔ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو زینہ بزینہ ترقی دینے کا وعدہ فرمایا:

ترجمہ: اسی نے گھوڑے اور خچر پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمھاری رونق بنیں۔ وہ اور بہت سی چیزیں (تمھارے فائدے کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمھیں علم تک نہیں ہے۔ (سورۂ نحل: آیت نمبر ۸)

رب تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو بتدریج، رفتہ رفتہ، زینہ بزینہ، درجہ بدرجہ ترقی دینے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ ہی کی دی ہوئی نعمتِ علم و عقل سے انسان نے ایسی ایجادات کی ہیں جن سے فائدے ہیں لیکن یقیناً اس میں بے شمار نقصانات بھی ہیں۔

بڑھتے ہوئے جرائم کا ذمہ دار سوشل میڈیا اور حکومت:

دورِ جدید کی حیرت انگیز ایجاد موبائل ہے جو کہ موجودہ زمانے کی ناگزیر چیز بن گئی ہے۔ امیر، غریب، بچہ، جوان، بوڑھا، کسان سے لے کر پائلٹ تک اس کا گرویدہ بلکہ صحیح

بات تو یہ ہے کہ اس کا غلام بن گیا ہے۔نو جوان نسل کی بر بادی میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ جدید مواصلاتی نظام نے جہاں انقلاب بر پا کیا ہے وہیں سیکڑوں مسائل بھی پیدا کر دیئے ہیں،جن کا حل ڈھونڈ نا انتہائی ضروری ہے۔اگر ان مسائل کا حل نہ ڈھونڈ ھا گیا تو آ گے اور زیادہ تباہی آئے گی اور اس سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔آج واٹس ایپ، انسٹا گرام، یوٹیوب، ٹیلیگرام وغیرہ وغیرہ کے ذریعے جہاں اپنی بات دوسروں تک جلد پہچانا بہت آسان اور فائدے مند ہے، وہیں یہ ذرائع انسانی موتوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔اسی سے حضرت انسان جو اشرف المخلوق ہے، وہ قدم قدم پر لمحہ بہ لمحہ جھوٹی خبریں گندی چیزیں پھیلا رہا ہے۔اسی میں موب لنچنگ جیسا خطرناک معاملہ ہے۔اس میں حکومت کی بھی شہ ہے۔جب سے سنٹرل اور صوبوں میں بی جے پی کی حکومتیں بنی ہیں، پورے ملک میں اقلیتوں پر طرح طرح کے بہانوں سے حملہ کر کے جان سے مار دینا ایک فیشن بن گیا ہے۔ڈھٹائی، بے شرمی، بے خوفی اور ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ مارنے کے بعد خود مجرمین ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر جاری کرتے ہیں تا کہ پورے بھارت کو ڈرایا جا سکے۔ان کو یہ زعم پیدا ہو گیا ہے ''سیاں بھئے کوتوال تو ڈر کا ہے کا'' قانون کے رکھوالے ان کے چہیتے ہیں، ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے۔گائے کے نام پر، بچہ چوری کے نام پر، ٹرینوں میں سیٹ کے جھگڑے میں طرح سے مسلمانوں کو مارا جا رہا ہے۔اب تک موب لنچنگ (بھیڑ کے ذریعے جان مارنا) میں ۱۰۰ سے زیادہ موتیں ہو چکی ہیں جس میں ۸۰ فیصد مسلمان ہیں۔

سوشل میڈیا نے تو ساری حدیں پار کر دی ہیں۔کوئی خبر آئی یا پھر غلط خبر ہی کیوں نہ ہو فوراً بھیجنا (Share) کرنا دل و ماغ سے بغیر سوچے سمجھے، ایک سکنڈ بھی ضائع کیے بغیر، ڈاکیہ کا کام کرنے لگتے ہیں۔واضح رہے کہ ڈاکیے کا کام ہے جو چیز اسے پہچانے کے لیے دی جائے، وہ اس چیز کو اسی کو دے جسے دینا ہے، نہ کہ وہ ساری دنیا کو بانٹتا پھرے۔کوئی خبر، کوئی اطلاع کسی بھی انسان کے پاس آئی تو سب سے پہلے اطلاع پانے والے انسان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یہ پتہ لگائے کی یہ اطلاع (information) صحیح ہے یا جھوٹ ہے، اس کی تحقیق کرے۔اگر غلط ہے تو سب سے پہلے اطلاع بھیجنے والے سے بات کرے اور سختی سے

منع کرے کہ آئندہ قطعی ہم تک جھوٹی باتیں نہ بھیجیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جب ان کا پرندہ ھُدھُد جو ان کی خدمت پر معمور تھا، اطلاع لایا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ھُدھُد پرندہ بھی خبروں کو بیان کر نے میں اصول وضوابط کا پابند تھا چنانچہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: میں سبا کے متعلق ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ (سورہ نمل: آیت ۲۲)

یہاں ھُدھُد نے یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ سنا ہے یا ایسا پڑھا ہے یا مجھے ایسی خبر پہنچی ہے۔اسی طرح ھُدھُد کی خبر کے تئیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا موقف بھی آج کے لوگوں یا ہماری طرح نہیں تھا کہ کوئی خبر ملنے کے بعد فوراً اسے آگے (Forward) کر دیں یا اسے (copy paste) کرنے لگیں بلکہ ھُدھد کی خبر سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: ''ابھی ہم دیکھے لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔(سورہ نمل: آیت ۲۲)

قرآن کریم سے یہ معلوم ہوا کہ خبر کی تحقیق کرنا اور اس کی سچائی یا جھوٹ کا پتہ لگانا انبیاے کرام کا طریقہ رہا ہے۔اس لیے ہم کو آپ کو بھی چاہیے کہ کوئی بھی ایسی خبر ادھر ادھر نہ پھیلائیں جس کی سچائی کا علم اور یقین آپ کو نہ ہو۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ خبر سچ بھی ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خبر اس پیغام کو دیکھے سمجھے کہ اس پیغام (Massage) کو دوسروں کو پہنچانا فائدہ مند ہے یا نہیں۔کہیں اس خبر سے فتنہ فساد نہ پھیل جائے۔اسے خوب اچھی طرح سوچے۔سوشل میڈیا میں جو پیغام آتے ہیں اس کو استعمال کرنے والے (User) زیادہ تر جلد باز ہوتے ہیں، ادھر میسیج آیا اور لگے اُدھر فارورڈ کرنے۔سب سے پہلے بھیج کر اپنے کو بڑا تیس مار سمجھتے ہیں اور اس کا کریڈٹ اپنے نام کرنا چاہتے ہیں۔یہ نہیں سوچتے کہ یہ پیغام آن کے آن سکنڈوں میں تمام دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور پھر یہی نہیں جن تک یہ پیغام پہنچتا ہے وہ بھی دوسروں تک پہنچانے میں ذرہ برابر بھی دیر نہیں لگاتے۔دوسروں تک آگے (forward) کرنے میں اور آپ کا بھیجا ہوا پیغام سیکڑوں، ہزاروں لوگوں تک پہنچ

جاتا ہے۔ پھر اس جھوٹی خبر سے کتنے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، کیا کبھی آپ نے سوچا ہے۔؟، کتنا گناہ ہوتا ہے، معلوم ہے آپ کو۔؟ ذرا سوچئے، قرآن کریم میں رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

ترجمہ: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔ (سورہ نحل: آیت ۱۰۵، کنزالایمان)

قرآن کریم میں ایک جگہ ہے:

لعنة الله على الكذبين۔ یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

توجس پر اللہ کی لعنت ہوگی وہ کیسے فلاح پائے گا۔ حدیث پاک ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ، سلیمان تیمی، ابوعثمان ہدی سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ترجمہ: آدمی کے لیے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے (جس کی بنا پر وہ جھوٹا قرار دیا جاسکتا ہے) کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

(صحیح مسلم: باب: ہر سنی ہوئی بات بیان کرنے کی ممانعت، حدیث نمبر ۹)

دوسری حدیث سنیے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آدمی کے جھوٹے ہونے میں یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر ۱۱)

جھوٹ اتنا بڑا گناہ ہے کہ ربِ ذوالجلال کی اس پر لعنت ہے۔ جھوٹ ایک ایسا متعدی مرض ہے جو وائرس (virus، زہریلا مادہ) کی طرح تیزی سے پھیلتا ہے۔ جھوٹ بھی سائبر کرائم کی طرح ایک جرم ہے۔ واٹس ایپ کے جھوٹے میسیجوں نے کتنے معصوموں کی جان لے لی ہے۔ سوشل (social media) کے ذریعے جھوٹ کو بری طرح سے بڑھاوا مل رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ جھوٹے میسیج بھیج کر بھیڑ اکٹھا کرنا، جنونی بھیڑ کے ذریعہ ماب لنچنگ کرنا، کہیں بچہ چوری کے نام پر، کہیں گئو ہتھیا کے بہانے، کہیں گائے کے گوشت کے نام پر۔ زیادہ تر مسلمانوں کو مارا جارہا ہے اور حکومتیں ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم کے مصداق اندھی بہری بنی ہوئی ہیں۔ یہ ظلم و ناانصافی اب ساری حدیں پار کرگئی ہے۔ یہ ہمارے

ملک ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کو برباد کر رہی ہے جو سب کے لیے نقصان دہ ہوگا۔

حالیہ واقعہ ہاپوڑ ضلع کے پلکھوا علاقے کے بچھیڑا گاؤں کا ہے جہاں ایک مسلمان اپنے کھیت میں گھسی گائے کو کھیت سے باہر کر رہا تھا تو کسی نے فوٹو لے روانس ایپ کر دیا کہ گائے کی تسکری کر رہا ہے۔آن واحد میں وہاں بھیڑ جمع ہوگئی اور قاسم اور اس کے ساتھی کو مار مار کر شدید زخمی کر دیا۔قاسم کی موت کھیت میں ہی ہوگئی اور دوسرا ساتھی سیریس ہے۔یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے ہندو دہشت گردی کا۔ملک کے حالات بہت خراب ہیں۔جرائم کا بڑھتا گراف ارباب حکومت کے لیے چیلنج ہے۔موبائل چلانے والوں کو بہت احتیاط اور سوچ سمجھ کر پیغام فارورڈ کرنا چاہیے کہ اس غلط خبر سے سماج پر کیا اثر ہوگا؟ افسوس! کوئی سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے، جس کے ہاتھ میں دیکھو، موبائل چیٹنگ میں لگا ہے، بغیر سوچے سمجھے میسیج بھیجنے میں لگا ہے۔ضرورت ہے کہ لوگ ایسے فالتو کاموں سے باز آئیں اور دوسروں کو بھی سنجیدگی سے، پیار سے سمجھائیں۔

اس گناہ بے لذت کی فہرست بہت لمبی ہے۔جھوٹ پھیلانا، جھوٹی گواہی دینا، فحش گوئی، فحش گندی تصویریں دیکھنا، یہ سب گناہِ کبیرہ ہیں۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جھوٹ گناہوں کی جڑ ہے اور جھوٹ گناہوں کی کھیتی کو ہرا بھرا کر دیتا ہے۔

اتنے بڑے گناہ کرنے والے کو کیا ملتا ہے؟ کچھ نہیں۔ایسے ہی گناہ کو بے لذت گناہ کہا جاتا ہے۔خون کا قطرہ نہ آستین پہ ہے، نہ دھبہ زیر دامن میں۔آپ کی حرکت سے کسی کی جان گئی، آپ کی ادا ٹھری۔اللہ ہم سب کو بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

●●●

مسلمانوں کے مسائل کا حل تعلیم، تعلیم اور تعلیم میں ہے

اللہ رب العزت نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاے کرام کو انسانوں کے رشد و ہدایت (رہنمائی، رہبری، راستہ بتانے) کے لیے مبعوث فرمایا۔ ظاہر سی بات ہے کہ رہبری کرنے والا علم کی دولت سے مالا مال ہو گا تبھی وہ رہبری کرے گا اور ہدایت کا راستہ بتائے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد الرسول اللہ ﷺ تک سبھی کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا اور ہر طرح کا علم عطا فرمایا، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سورۃ البقرۃ: آیت ۳۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیا کے) نام سکھائے پھر سب (اشیا) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو ان کے نام بتاؤ۔ (کنز الایمان)

علم عطا کرنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ قرآن کریم میں اور نبیوں اور رسولوں کے علم کے بارے میں ذکر موجود ہے۔ نبی آخر الزماں محمد الرسول اللہ ﷺ پر جب اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا تو اس کی ابتدا بھی ''پڑھو'' READ یعنی اپنے رب کا نام لے کر پڑھو، یا بالفاظ دیگر بسم اللہ کہو اور پڑھو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس وحی کے آنے سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا رب جانتے اور مانتے تھے۔ اسی لیے یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی کہ آپ کا رب کون ہے بلکہ یہ کہا گیا کہ اپنے رب کا نام لے کر پڑھو:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ،

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۔ (سورۂ علق: آیت ۱ سے ۵)

ترجمہ: (اے حبیب!) اپنے رب کے نام (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔ اس نے آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا علم سکھایا اور تمھارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔

یہی پہلی نعمت ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو انعام فرمائی، یہی وہ پہلی رحمت ہے جو ارحم الراحمین نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی اور یہی وہ نعمت اعلیٰ ہے جس کی زیادتی ''علم'' کے لیے اپنے محبوب ﷺ کو حکم بھی فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۔ (سورہ طٰہٰ: آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور تم عرض کرو کہ اے رب مجھے زیادہ علم دے۔ (کنز الایمان)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''اس آیت کریمہ سے علم کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے اس لیے کی خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کا حکم نہیں دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری: ج اول، ص ۱۳۰)

کلام الٰہی میں ۱۴۳ سے زیادہ آیتوں میں علم کی فضیلت واہمیت کا ذکر موجود ہے۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے، اللہ حکمت ودانائی دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت (یعنی علم ملا) اسے بہت بھلائی ملی۔

(سورۃ البقرۃ: آیت ۲۶۸ سے ۲۶۹، کنز الایمان)

احادیث طیبہ میں علم کے متعلق احکامات موجود ہیں۔ چند ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ۔ (کنز العمال: ج اول، ص ۷۶)

ترجمہ: علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔

دوسری حدیث مطالعہ فرمائیں:

عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَإِنَّ الْعِلْمَ خَلِيْلُ الْمُؤْمِنِ۔

(کنز العمال: ج اول، ص ۸، راوی حضرت عباس وحضرت انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: علم کو لازم پکڑلو اس لیے علم مومن کا گہرا دوست ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ صَارَ بِالْعِلْمِ حَيًّا لَمْ يَمُتْ أَبَدًا۔

ترجمہ: جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا۔ (حاشیۂ ہدایہ: ج اول، ص ۲)

علم کی اہمیت وضرورت سے کون انکار کرسکتا ہے، مگر افسوس صد افسوس! آج نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں مسلمان تعلیمی میدان میں پیچھے ہیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق علمی میدان میں سب سے پچھڑا ملک افغانستان ہے، اس کا دوسرا نمبر ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ قدرتی وسائل تیل سے مالا مال اسلامی ممالک کا گراف بھی بہت نیچے ہے جو انتہائی شرمناک بات ہے۔ ہندوستان میں تو مختلف سروے میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی انتہائی افسوس ناک ہے اور سچر کمیٹی کی رپورٹ نے تو سب کو ہلا ڈالا لیکن ابھی بھی جو خواب غفلت، سستی، کاہلی اور بے حسی میں جی رہا ہے تو وہ مسلمان ہی ہے۔ جب کہ ہندوستانی آئین CONSTITUTION کے آرٹیکل ۳۰۱ میں کہا گیا ہے کہ ہر اقلیت چاہے وہ مذہبی یا لسانی ہو، اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کرے اور چلائے۔ مذہبی جلسوں، کانفرنسوں، جلوسوں، عرسوں میں جو جوش وخروش پایا جاتا ہے وہ عام اجتماعی ملی مسائل خاص طور پر تعلیمی مسائل میں کیوں نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ تعلیم کو پہلی ترجیح (FIRST PRIORITY) دیں، اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور اپنی ضرورتوں کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کریں اور چلائیں۔ تعلیم ہی بے یار و مددگار مسلم قوم کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔ وقت (TIME) کی قدر کریں، تعلیم حاصل کریں، تعلیم ہی غربت کا علاج ہے اور اس کی ذمہ داری قائدین ملت، دانشور، علما اور اہل ثروت لوگوں پر ہے۔ موجودہ ہندستانی ماحول میں مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری نہایت ایمان داری ودل جمعی سے خود نبھانا ہوگا۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو پھر آگے کا حشر اور خراب ہوگا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

....

مرشد کی تعلیم یہ تھی اے مسلم شوریدہ سر
لازم ہے رہرو کے لیے دنیا میں سامان سفر
بدلی زمانے کی ہوا ، ایسا تغیر آگیا
تھے جو گراں قیمت جو کبھی، اب ہیں متاع کس مخر
اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خون فاسد کے لیے تعلیم مثل نیشتر
رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیل فرمان خضر

اسلام دشمنوں کی دشمنی اور حکومت کی بے توجہی کا شکوہ کر کے مسلمانوں کی بدحالی کا علاج نہیں کر سکتے، خود مسلمانوں کو عملی زندگی میں کودنا پڑے گا۔ اللہ رب العزت بھی فرما رہا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

(کنزالایمان)

اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ وقت کی قدر کریں، تعلیم پر پوری توجہ دیں، کمائی کا قیمتی پورا حصہ خوبصورت مکانوں کی تعمیر پر نہ لگائیں۔ سال گرہ، BIRTHDAY اور طرح طرح کی پارٹیاں کرنا اور شادیوں میں فضول خرچی کر کے جھوٹی شان دکھلانے سے سماج میں عزت نہیں بنتی۔ عزت و ذلت اللہ کی قدرت میں ہے، اللہ جسے چاہے عزت عطا فرمائے جسے چاہے ذلت کے عمیق گڈھے میں ڈال دے۔ تعلیم کو پہلی ترجیح FIRST PRIORITY دیں، بچوں کو وقت دیں، پیار سے ان پر مسلط رہیں، کفایت شعاری اپنائیں، اپنے بچوں، قوم کے بچوں کی تعلیم پر گاڑھی کمائی خرچ کریں، تعلیم کے ذمہ داران اسکول،

کالج، یونیورسٹی کے اساتذہ سے بچوں کی تعلیم پر تبادلہ خیال کرتے رہیں، ان شاءاللہ اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ آپ کا آپ کے بچے کا مستقبل تابناک ہوگا، سماج آپ کو یاد رکھے گا۔

اسے مل گئی جاوداں زندگی جو سعیِ مسلسل کا پابند ہے

تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کے اخلاق و کردار CHARACTER پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بچہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے صرف کمائی کرنے والی مشین بن جائے اور اخلاقیات سے نابلد ہو۔ یہ والدین، سماج اور ملک کے لیے زہر ہلاہل ہو گا۔ آج دیکھیے، بڑے بڑے گھوٹالوں کے سردار یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہی لوگ ہیں جو غریبوں کی محنت کی کمائی اور ملک کے خزانے کو نت نئے طریقوں سے لوٹ رہے ہیں اور قانون کو ٹھینگا دکھا رہے ہیں۔ قانون کی پکڑ سے کوسوں دور آرام و تعیش کی زندگی گزار رہے ہیں۔ سیکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ آج سماج کا عزت دار طبقہ ڈاکٹر مانا جاتا ہے، ایک دو کو چھوڑ کر دیکھیے، وہ کیسے غریب مریضوں کو ذبح کر رہے ہیں۔ تعلیم کا مقصد یہ نہ ہو کہ صرف اور صرف زیادہ سے زیادہ کمائی کر کے اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر گزارا جائے۔ تعلیم کے بہت سے مقاصد ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کی اپنی اور اپنی قوم اور سماج کی غربت کا علاج بھی کریں جو ادارے، ACADEMY,NGOs تعلیمی میدان میں سرگرم عمل ہیں، ان کی ہر ممکن مدد کی جائے خاص طور پر مالدار لوگ اس طرف توجہ دیں تا کہ یہ INSTITUTE مسلم معاشرے اور ملک سے ناخواندگی (جہالت) دور کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔

تعلیم کے ساتھ کریکٹر کی طرف توجہ دی جائے۔ کالجوں، یونیورسٹیوں میں ۲۰ فیصد اخلاقی و دینی تعلیم کورس میں داخل کیا جائے، قرآن کی ناظرہ تعلیم اور دین کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی کرائی جائے جو ہر مسلمان کے لیے فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے، اس میں کوتاہی آخرت میں پکڑ کی موجب ہوگی۔ اس کے لیے مناسب عملی تدابیر اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ہر زمانے میں تعلیم کی اہمیت رہی ہے اور آج تو یہ قوموں کے عروج و زوال کا سبب ہے۔ دینی مدارس میں بھی کم از کم ۲۰ فیصد انگریزی، کمپیوٹر، سائنسی علوم اور ٹکنالوجی کو شامل کر کے امت مسلمہ کے ان تعلیم یافتہ لوگوں عالم، فاضل، حفاظ وغیرہ کو ان علوم کی جانکاری دی جا

ئے ،انہیں تیار کیا جائے تا کہ جس سے اسلام اور مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل ہو اور پوری امت اور دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ تعلیم کی طاقت POWER OF EDUCATION ہی اصل طاقت ہے۔ آنکھیں کھولیں ، دیکھیں ، اربوں کھربوں ڈالر کے مالک اسلامی ممالک کا کیا حال ہے۔ آج تک وہ کوئی ایک چیز بھی ایجاد نہ کر سکے ، صرف عیاشی ، تعیش کی زندگی کے سوا کچھ نہیں۔ عراق ، لیبیا ، شام ، افغانستان وغیرہ کا کیا حال ہے ، بتانے کی ضرورت نہیں۔ جن کے پاس تعلیم کی طاقت ہے ، وہ حکمرانی کرر ہے ہیں ، امریکہ ، جرمنی ، جاپان وغیرہ۔ ہندوستان میں بھی صرف ۶ فیصد برہمنوں کا ہر جگہ قبضہ ہے ، مسلمانوں کی نمائندگی نہ کے برابر ہے۔ مسلمانوں کو ہمت ہارنے ، مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے تو بس لوگوں میں نئی روح پھونکنے کی ، بیدار کرنے کی AWARENESS لانے کی اور خود بھی بیدار رہنے کی۔ الحمد للہ ! پہلے کی بنسبت مسلمانوں میں تعلیم کی جانب توجہ ہوئی ہے ، ضرورت ہے اس طرف اور توجہ دی جائے ، دلائی جائے تا کہ مسلمانوں کی زبوں حالی ، مفلسی ، خستہ حالی دور ہو سکے۔ اس کے علاوہ دوسرے جو راستے ہیں ، انہیں بھی اختیار کیا جائے ، جو کمزور ہیں ہیں ان کی تعلیمی مدد کی جائے۔ تعلیم ، تعلیم اور تعلیم ہی حاصل کر کے کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مسلمانوں کو یہ نعرہ دینے کی ضرورت ہے : ’’علم حاصل کرو ، کرلو دنیا مٹھی میں ‘‘۔ آقا ﷺ کی حدیث پاک ہے :

قَلِيْلُ الْعَمَلِ يَنْفَعُ مَعَ لْعِلْمِ وَ كَثِيْرُ لْعَمَلِ لَا يَنْفَعُ مَعَ لْجَهْلِ

ترجمہ: تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا ہے۔ (کنز العمال : ج اول ، ص ۸۸ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)

داغ دہلوی کے اس شعر پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ　　　اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو علم کی اہمیت سمجھنے اور اس پر توجہ دینے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ، ثم آمین۔

●●●

مجھے ہے حکم اذاں لاالٰہ الااللہ

اذان ومؤذن کی فضیلت واہمیت:

قرآنِ مجید واحادیثِ طیبہ میں اذان کا ذکر موجود ہے اور تاریخ میں بھی کئی عبرت ناک ودل چسپ واقعات ہیں۔امام زہری فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید کی یہ آیت مبارکہ اذان کی اہمیت وفضیلت بیان کرتی ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْ لاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَا لِحًاوَّ قَالَ اِ نَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ترجمہ:اس سے اچھی بات کس کی جواللہ کی مخلوق کونیکی کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔(کنزالایمان)

اس آیت میں اول تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مراد ہیں اور پھر آپ کے صدقے صحابۂ کرام، اولیاے کرام، علماے کرام، مبلغین، مؤذنین ومکبرین (اذان وتکبیر کہنے والے) اور ہر وہ مومن مراد ہے جواللہ کی مخلوق کونیکی کی طرف بلائے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کو اس کی بولی بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے جو دعوتِ خیر دے۔ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے۔اس فہرست میں مؤذن بھی شامل ہے جواذان دیتے ہیں، بھلائی (عبادت) کی طرف بلاتے ہیں اور خود بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے:

قیامت کے دن مؤذن سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔

سنن میں ہے: امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے۔اللہ تعالیٰ اماموں کوراہ راست دکھائے اور مؤذنوں کوبخشے۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذان دینے والوں کا حصہ قیامت

کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد کرنے والوں کے حصے کے برابر ہے۔اذان واقامت کے درمیان ان کی وہ حالت ہے جیسے کوئی جہاد میں اللہ کی راہ میں اپنے خون میں لوٹ پوٹ رہا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں مؤذن ہوں تو پھر مجھے حج وعمرہ اور جہاد کی اتنی زیادہ پرواہ نہیں رہتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول کریم ﷺ نے تین بار مؤذن کی بخشش کی دعا مانگی۔اس پر میں نے کہا: حضور ﷺ! آپ نے اپنی دعا میں ہمیں یاد نہ فرمایا حالاں کہ ہم اذان کہنے پر تلواریں تان لیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن اے عمر! ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ مؤدن غریب مسکین لوگوں تک رہ جائے گا۔سنو عمر! جن لوگوں کا گوشت پوشت جہنم پر حرام ہے، ان میں مؤذن ہیں۔

اذان کے مخالف کا عبرت ناک انجام:

تفسیر نور العرفان میں ہے:

امام سُدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی رہتا تھا۔جب مؤدن کہتا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ تو یہ کہا کرتا تھا: ''جل جائے جھوٹا''۔معاذ اللہ۔ اللہ کی شان، اس کا خادم ایک رات آگ بجھانا بھول گیا، گھر والے سب سو گئے، آگ میں شعلہ اٹھا اور وہ نصرانی (عیسائی) اور پورے گھر والے جل گئے۔اذان سے دشمنی رکھنے والے آج بھی موجود ہیں، طرح طرح کی بکواس کرتے رہتے ہیں، اللہ کے عذاب سے وہ بچ نہیں سکتے۔اوپر مذکور آیت سے اذان کی فضیلت واہمیت کا ثبوت ملتا ہے۔اب حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اس آیت میں مؤذن کی تعریف ہے، اس کا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہنا اللہ کی طرف بلانا ہے۔حضرت عکرمہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ مؤذن کے بارے میں اتری۔

دیگر آیتیں بھی قرآن مجید میں اذان ومؤذن کی فضیلت پر شاہد ہیں۔سورۂ مائدہ: آیت نمبر ۵، آیت نمبر ۵۸، سورۂ جمعہ: آیت نمبر ۶۲، آیت نمبر ۹۔وغیرہ وغیرہ۔

اذان کی ابتدا:

ابتدائے اسلام میں نماز کے لیے بلانے کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں تھا۔ جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو مشورہ ہوا کہ ایسی چیز کے ذریعے نماز کے وقت کا اعلان ہو جسے سب لوگ سمجھ لیں۔ کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ آگ روشن کی جائے یا نرسنگا کے ذریعے اعلان کر دیا جائے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عبداللہ بن زید بن عبدرَبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اذان خواب میں تعلیم ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ خواب سچ ہے، حق ہے۔'' اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ اذان کہیں کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔''(۱)

اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کر لو کہ اس سبب آواز بلند ہوگی۔'' (بخاری: حدیث نمبر ۶۰۶)

اس حدیث کو ابن ماجہ نے عبدالرحمن بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(سنن ابوداؤد: کتاب الصلاۃ، باب کیف الاذان، حدیث نمبر ۴۹۹/ ابن ماجہ: حدیث نمبر ۷۱۰ / صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۸۷، بحوالہ بہار شریعت: ج ۳، ص ۴۵۸)

اذان کے متعلق تاریخ کی گواہی:

علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے: ''جس طرح زندگی میں حافظہ (Memory) کی زبر دست اہمیت ہے۔ حافظہ (یادداشت) اگر کم ہو جائے یا بالکل ختم ہو جائے تو انسان کی زندگی اس کے لیے بے معنیٰ ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک قوم یا ملت کی زندگی میں تاریخ کی زبردست اہمیت ہے کیوں کہ اگر اس کی تاریخ گم ہو جائے گی یا گمنامی میں چلی جائے گی یا دفن ہو جائے گی تو اس قوم کی زندگی بھی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔ تاریخ کے اوراق میں بہت سے واقعات درج ہیں۔ ایک عبرت ناک، دل چسپ اور جوش ایمانی سے لبریز واقعہ مطالعہ

فرمائیں کہ مسلمانوں نے اذان (اللہ کی آواز) کو کس طرح جان کی قربانی دے کر بھی بلند کیا۔

پیر محمد مخدومی لکھتے ہیں کہ دنیاے اسلام کی تاریخ کی وہ اذان جس کو ۲۲ رشہادتوں کا شرف حاصل ہوا، ۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء ہے۔ شہداے اذان (کشمیر) کا پس منظر ۲۹ر اپریل ۱۹۳۱ء کے دن سے شروع ہوتا ہے، جب جموں کے میونسپل باغ میں عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے مسلمانوں کو نماز ادا کرنے سے منع کر دیا گیا۔ امام، مفتی محمد اسحاق نقشبندی عید کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ کھیم چند نامی ڈوگرا پولیس کے ایک اہل کار نے انھیں خطبہ دینے اور مسلمانوں کو نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ کشمیر بھر کے مسلمان اس بلا وجہ کی کھلی زیادتی اور اپنی مذہبی آزادی پر سنگین حملے پر مشتعل ہو گئے۔ چنانچہ ۲۵ جون ۱۹۳۱ء کو شری نگر میں توحید کے متوالوں نے ڈوگرا راج اور اس کے ظلم وستم کے واقعات کے خلاف مظاہرہ کیا اور بہت بڑا جلسہ منعقد کیا، جس میں عبدالقدیر نامی توحید کا متوالا ایک نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور بلند آواز میں ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور کہا کہ ”اب ڈوگرا راج کا سورج غروب ہونے کو ہے۔ (کشمیر کے) توحید کے متوالے مسلمانوں کے لیے عمل کا وقت آچکا ہے اور اب وہ کسی صورت میں بھی ڈوگرا راج کی اسلام اور مسلمان دشمنی کے واقعات کو برداشت نہیں کریں گے۔“ ڈوگرا راج کے اہلکاروں نے عبدالقدیر نامی اس نوجوان کو اسی شام گرفتار کر لیا اور اس پر ڈوگرا راج کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج کر لیا گیا۔ عوام کے غم وغصے کے خوف سے ڈوگرا راج نے جیل کے اندر ہی مقدمے کی کاروائی کا فیصلہ کر لیا۔ جب کہ مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ عبدالقدیر کا مقدمہ کھلی عدالت میں چلایا جائے تاکہ وہ بھی مقدمے کی سماعت میں شریک ہو سکیں۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا دن آیا، عبدالقدیر کے مقدمے کی کارروائی سری نگر کی مرکزی جیل کے اندر جاری تھی، جب کہ جیل کے باہر جولائی کی گرمی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی لاکھوں مسلمان اس کارروائی کو دیکھنے کی غرض سے جمع تھے اور مطالبہ کر رہے کہ مقدمے کی کارروائی عدالت میں کی جائے۔ اسی دوران ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، شمعِ توحید کے ان متوالوں نے نماز ظہر ادا کرنے کے لیے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دیں۔ حاضرین میں ایک توحید کا متوالا مرکزی جامع مسجد سری نگر میں اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ ابھی اللہ اکبر کی صدا فضا میں گونجی ہی تھی کہ اس کے

ساتھ گولی چلنے کی آواز بھی سنائی دی۔ مؤذن کو گولی ماردی گئی تھی۔ شمع توحید کے پہلے پروانے (کشمیری) کو شہادت کا درجہ مل چکا تھا مگر شمع توحید کے متوالے (کشمیری) اس اذان کا نامکمل کیسے رہنے دیتے چنانچہ حاضرین میں سے شمع توحید کا دوسرا متوالا آگے بڑھا تا کہ باقی اذان مکمل کرے تو اللہ اکبر کی دوسری صدا کے ساتھ ہی دوسری گولی نے اس مؤذن کو بھی خون میں لت پت کر دیا، مگر توحید کے متوالے اس جوشیلے ہجوم میں سے کسی کو یہ قبول نہ تھا کہ انھوں نے جس نماز کی نیت کی ہے اس کی اذان پوری نہ ہو پائے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے اذان کے الفاظ ادا ہوتے رہے، آوازِ توحید بلند ہوتی رہی اور شمع توحید کے متوالے (کشمیری) جام شہادت نوش کرتے رہے۔ تاریخ اسلام کی اس یادگار اور انوکھی اذان کو مکمل کرنے کے لیے ۲۲ (بائیس) مسلمانوں نے اپنے خون کی قربانی پیش کی اور اپنے عزم سے یہ ثابت کر دیا کہ اعلانِ توحید (اذان) کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ یہ ایمان والوں کے لیے سرمایۂ حیات ہے۔

ان شہدائے کرام کی تدفین میں لاکھوں لاکھ کا مجمع تھا۔ نماز جنازہ پڑھانے والے پیر محمد افضل مخدری نقش بندی، مولانا محمد یوسف، مولانا عبدالقدوس، ماسٹر عبداللہ، خصوصی واعظین کرام حاجی اسداللہ، درال خواجہ احمد وغیرہ وغیرہ ہوا میں پھول اڑاتے، نعت پڑھتے، یہ نظم پڑھتے پڑھاتے ہوئے قبرستان گئے اور تدفین فرمائی:

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے

یہ ایمان افروز داستان بہت لمبی ہے۔ (تفصیل سے پڑھنے کے لیے ۱۳/ جولائی ۱۹۳۱ء کشمیر عظمیٰ کا شمارہ پڑھیں)

اذان اللہ کے بندوں کو فلاح (بھلائی، نیکی، نجات، سلامتی،) کی طرف بلانے کا پیغام ہے۔ پورے دن میں پانچ بار میں مشکل سے ۱۰/ منٹ ہی لگتے ہیں مگر افسوس! اذان کی یہ آوازیں ان لوگوں پر بڑی گراں گزرتی ہیں جو اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں سے ہمیشہ سے دشمنی رکھتے ہیں اسی لیے کبھی کبھی مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر اتارنے کی بات کرتے ہیں۔ بیمار ذہن کے لوگوں نے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے عدالتوں میں کیس درج کیے ہیں

NATIONAL GREEN TRIBUNAL میں حال ہی میں ایک عرضی داخل کی گئی ہے۔ این جی ٹی کے چیئر مین جسٹس سوتنتر کمار نے دہلی سرکار اور دہلی پالوشن کنٹرول کمیٹی کو حکم دیا ہے کہ ضابطوں کے خلاف ورزی کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جائے۔ اس عرضی کا نپٹارہ کرتے ہوئے ٹریبونل نے مسجدوں کی جانچ کا حکم دیا ہے کہ وہاں سے تیز آواز تو نہیں آرہی ہے۔ غیر سرکاری تنظیم ''اکھنڈ بھارت مورچہ'' نے کئی جگہ کیس دائر کیے ہیں۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو پریشان کرنا ہے۔ مسلمان تو پریشان ہیں لیکن یاد رکھیں، یہ اللہ اکبر کی صدا تا قیامت بند نہیں ہوگی۔ یہ قدرتی نظام صبح قیامت تک چلتا رہے گا۔ بہت پیاری بات ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہی ہے:

یہ نغمہ فصلِ گل و لا لہ کا نہیں پا بند
بہار ہوکہ خزاں، لا الہٰ الااللہ
خو دی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الااللہ
یہ دور اپنے برا ہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الااللہ
کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا
فریب سود وزیاں، لا الہ الا للہ
یہ ما ل و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتان ِ وہم و گماں، لا الہ الا للہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لا الہ الااللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں، لا ا لہ الا اللہ

مساجد کی کمیٹیوں کے ذمے داروں سے گزارش

اعلان توحید یعنی اذان ہمیشہ بلند ہوتے رہے گی۔اذان پکارنے والے مؤدن وامام کی بہت فضیلتیں ہیں۔مسلمانوں کو چاہیے کی وہ اللہ کے گھر''مسجد'' کا احترام کریں اور''امام''و'' مؤدن'' کا خیال کریں۔وہ بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں اور ہم پر ان کی خبر گیری رکھنا اسلامی واخلاقی فریضہ ہے۔امام مؤذن اپنی ذمے داری کے ساتھ ساتھ بچے کی پیدائش سے لے کر ان کے کانوں میں اذان اقامت دینے اور پھر ان کے نکاح تک، گھر میں بیماری سے لے کر جنازہ تک، دفن سے لے کر ایصال ثواب تک ہر ہر قدم پر امام ومؤذن اپنی ذمہ داری نبھا تے ہیں تو ہمارا دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ ہم بھی ان کے سکھ دکھ میں قدم قدم پر ساتھ دیں۔ذرا نظریں اٹھا کر دیکھیں کہ دنیا کے ہر شعبے میں لوگوں کی کیا تنخواہیں ہیں۔یہاں تک مزدوروں کی مزدوری کتنی ہے، ماہانہ کتنی آمدنی ہے۔لیکن افسوس صد افسوس! آج امام ومؤدن، مسجد کے خد مت گزاروں کی تنخواہیں انتہائی کم ہیں۔چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔(الا ماشاء اللہ) ہر جگہ برا حال ہے۔قوم یہ سمجھتی ہے کہ امام ومؤدن کو قوم موسیٰ کی طرح من وسلویٰ اتر تا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔انگریزوں نے جان بوجھ کر امام مسجد کی تنخواہ خاکروب کے برابر مقرر کر کے اسلام سے بے زاری کا ثبوت دیا تھا۔انگریز تو چلے گئے لیکن اب ہم مسلمان ہو کر بھی اپنے امام ومؤذن کو ان کا حقیقی مقام دینے کو تیار نہیں۔مسلمانوں کو اماموں اور مؤذنوں کو سرکاری TEACHERS کے برابر تنخواہ دینا چاہیے اور ریٹائر ہونے یا معذور ہونے پر معقول پینشن دینا چاہیے تا کہ امام اور مؤذن جو مسلم معاشرے کا باوقار (عہدہ) حصہ ہے، اسے بھی معاشرے میں عزت اور وقار سے زندہ رہنے کا حق ہے، یہ حق اسے حاصل ہونا چاہیے۔مسجد کے ذمہ داران واہل محلہ اس طرف سنجیدگی سے سوچیں اور عمل کریں ورنہ اللہ کے یہاں پکڑ ہوگی، تیار رہیں۔اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

مسلمانوں کو بغیر ثبوت ”ملک مخالف اور غدار وطن“ بتانے کا رجحان انتہائی خطرناک

ہندوستان کو آزاد کرانے میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب نے مل کر حصہ لیا اور ہر طرح کی قربانیاں دیں۔ خاص طور پر مسلمانوں نے سب سے آگے بڑھ کر جنگ آزادی میں حصہ لیا اور انگریزوں سے ملک کو آزاد کرایا (چھینا)۔ تاریخ میں ساری تفصیل موجود ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے ساتھی مفتی صدر الدین خان آزردہ، سید کفایت علی کافی اور دیگر بہت سے ساتھی علما نے دہلی کی جامع مسجد سے بیک وقت انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا جس کے نتیجے میں مسلمان اس جنگ کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے لڑے۔ مسلمانوں نے زبردست قربانیوں کا نذرانہ پیش کیا، جان و مال کی قربانیاں دیں، تحریکیں چلائیں، تختہ دار پر چڑھے، پھانسی کے پھندے کو جراءت وحوصلہ اور کمال بہادری کے ساتھ بخوشی گلے لگایا، قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور حصول آزادی کی خاطر میدان جنگ میں نکل پڑے۔ بالآخر طویل جد و جہد کے بعد آزادی کی نعمت حاصل ہوئی اور غیر ملکی (انگریز) ملک سے جانے پر مجبور ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستانی قانون:

آزادی کے بعد آئین ہند کو مجلس دستور ساز ۲۶/نومبر ۱۹۴۹ء کو تسلیم کیا اور ۲۶/ جنوری ۱۹۵۰ء کو نافذ کیا۔ آئین ہند بھارت کو آزاد، سماجی، سیکولر اور جمہوری ملک بناتا ہے۔

عوام کے تئیں انصاف، مساوات اور حریت کو یقینی بناتا ہے اور برابر کے درجے کو فروغ دینے پر ابھارتا ہے۔ بھارت کے تمام عوام، عاملہ، مقننہ اور عدلیہ اپنا اعتماد آئین سے حاصل کرتے ہیں اور آئین ہی کی پابند ہیں۔ حکومت بھارت کا پارلیمانی نظام آئین ہی کی مدد سے چلتا ہے اور عاملہ براہ راست مقننہ (قانون ساز اسمبلی) کو جواب دہ ہے۔

ملک کا قانون ساز ادارہ، قانون ساز اسمبلی:

کسی بھی ملک کو چلانے اور ترقی کرنے کے لیے ملک کے تمام باشندوں کے ساتھ حق و انصاف کے ساتھ ان کی جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی آزادی بہت ضروری ہے۔ تبھی اس ملک میں قانون کی بالا دستی قائم رہ سکتی ہے۔ بدقسمتی کہیں یا نظام حکومت چلانے والوں کی تنگ نظری و تعصب پرستی، ملک کی اقلیتوں کے ساتھ پوری طرح انصاف نہیں کیا گیا، خاص طور پر مسلمانوں کے ساتھ۔ یہ ایک سچی حقیقت ہے جس سے انحراف ناممکن ہے۔ اس میں سب سے زیادہ حصہ اور کردار مسلمانوں کی ازلی دشمن بی جے پی کی سوتیلی ماں کانگریس نے نبھایا ہے۔ (بی جے پی کی اصلی ماں آر ایس ایس ہے) کانگریس نے ہر میدان میں مسلمانوں کو حاشیہ پر لا دیا ایسے ایسے قوانین بنائے جو انتہائی سخت اور ظالمانہ ہیں جیسے مکوکا، ٹاڈا، میسا وغیرہ وغیرہ۔ اور ان کا استعمال بے دریغ مسلمانوں پر کیا اور لاکھوں مسلمانوں خاص کر نوجوانوں کو جیل کی سلاخوں میں بند کر کے ان کی زندگی اور ان کے بچوں کی زندگیوں کو برباد کر دیا، ہمیشہ مسلمانوں کو ڈرا کر رکھا اور مسلمانوں کے عائلی قوانین پر بھی ڈاکہ ڈالا۔ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کا اقلیتی کردار ہو یا مسلمانوں کی ثقافت و تہذیب کا معاملہ ہو یا ہندوستانی زبان اردو پر قدغن لگانے کا قضیہ۔ ہر معاملے میں کانگریس نے مسلمانوں کو خون کے آنسو رلایا۔ کانگریس کے دور حکومت میں بے شمار ہندو مسلم (مسلم کش) فسادات ہوئے۔ حکومت کی سستی اور بے توجہی نے مسلمانوں کی کمر توڑ دی اور پھر بابری مسجد کی شہادت نے مسلمانوں کے دل وجگر کو چیر کر رکھ دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔
اس طرح کی بہت سی وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کا دل کانگریس سے ہٹ گیا اور پھر

خانہ خدا کی شہادت پر قدرت کی مار نے کانگریس کو حاشیے پر لا دیا اور آج بھی کانگریس اپنی مسلم دشمنی میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ ۳۰؍ جولائی ۲۰۱۹ء کو لوک سبھا میں اس نے تین طلاق بل پاس کرانے میں اہم کردار نبھایا جو کہ انتہائی شرم ناک اور افسوک ناک ہے۔ آر ایس ایس نے ایک زمانے سے محنت کی، کانگریس نے اسے پالا پوسا۔ اس کی محنت رنگ لائی اور اس کی پروردہ بی جے پی نے اقتدار حاصل کرلیا، اور اب جو ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

مودی حکومت کی اہم ترقیاں!:

ہمارے پرائم منسٹر کا نعرہ ہے ’’سب کا ساتھ سب کا وکاس‘‘۔ اجول یوجنا سے سے لے کر ’بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ‘ تک بہت سی یوجنائیں چل رہی ہیں، جھوٹے پر چار سے بتایا جا رہا ہے کہ سب کامیابی سے چل رہی ہیں۔ بیٹیوں کا کیا حال ہے کسی سے چھپا نہیں ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں، بتانے لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس وکاس میں بی جے پی حکومت میں دو بہت اہم تبدیلیاں سامنے آئی ہیں۔ ۲۷؍ ستمبر ۲۰۱۸ء کو ۱۵۷؍ سالہ ہندوستانی قانون (دفعہ ۴۹۷) غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔ جس کے بعد شوہر کا دوسری عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلق اور بیوی کا دیگر مردوں کے ساتھ ناجائز تعلق زنا (Adultery) کسی عورت سے غیر شرعی یا غیر قانونی مباشرت نہیں رہا۔ مزے اڑاؤ مستی کرو، ہے نا سب کا ساتھ سب کا وکاس؟ عورت کا ساتھ بھی، مرد کا ساتھ بھی۔ یعنی اب بیوی جب چاہے شوہر کی مرضی کے بغیر کسی بھی مرد سے جنسی تعلقات قائم کرسکتی ہے، اور اسی طرح شوہر جس وقت چاہے کسی بھی عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرسکتا ہے۔ العیاذ باللہ! استغفر اللہ، !

بے حیائی، بے شرمی کے اس کھیل میں اتنی بڑی چھوٹ میں یہ بھی ہے کہ اس سلسلے میں نہ بیوی، نہ ہی شوہر ایک دوسرے کے خلاف شکایت تک بھی نہیں درج کرا سکتے ہیں کیوں کہ حکومت اور کورٹ کی نظر میں یہ کوئی جرم ہی نہیں ہے۔ دے تالی، دے تالی، ہے نا وکاس؟ دوسری جانب طاقت کے نشے میں چور ایم ایل اے وغیرہ کا کیا حال ہے وہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ اناؤ زنا بالجبر کیس کے بی جے پی کے ایم ایل اے کلدیپ سنگر کیا قیامت ڈھا رہے ہیں۔

اللہ کی پناہ اللہ ظالموں کی پکڑ فرمائے۔

مودی حکومت کا دوسرا سب سے بڑا اوکاس:

۳۰؍ جولائی ۲۰۱۹ء کو لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں تین طلاق بل، کانگریس، ایس پی، بی ایس پی، این سی پی، آر جے ڈی، جے ڈی یو، ٹی آر ایس، وائی آر ایس، ٹی ڈی پی، ڈی ایم کے، اے آئی ڈی ایم کے، ان جھوٹے سیکولر پارٹیوں کی مدد سے تین طلاق سے متعلق بل پاس کر دیا اور صدر جمہوریہ نے اس پر دستخط کر دیے ہیں۔ اب یہ قانون بن گیا ہے۔ اب اگر کسی تھانے میں جا کر کسی عورت نے یہ اطلاع دے دی کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاق دے دی ہے (خواہ دی ہو یا نہ دی ہو) تو اس کے شوہر کو جرم کا مرتکب مان کر پولیس تین سال کے لیے جیل بھیج دے گی، جس کی ضمانت بھی آسان نہیں ہے کیوں کہ طلاق کو سول معاملہ کے بجائے فوجداری معاملہ بنا دیا گیا ہے۔ طلاق سے متعلق یہ قانون نہ تو قرآن وحدیث کے جاننے سمجھنے والے ماہرین علماے کرام سے رجوع کر کے بنایا گیا ہے اور نہ ہی اس طرح کا قانون کسی بھی مسلم ملک میں نافذ ہے، اور نہ ہی آج تک ۱۴۰۰؍ عہد میں کسی مسلم حکومت نے اس نوعیت کے قانون کو بنانے پر غور کیا۔ ہندوستان میں سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی، اس طرح کا قانون نہیں بنا، نہ ہی کسی حکمراں نے سوچا؟

اور پھر اس قانون میں تضاد (اختلاف، Contradictory) ہے۔ سپریم کورٹ کے مطابق تین طلاق دینے پر کوئی ایک طلاق بھی نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کی جب طلاق ہوئی ہی نہیں تو پھر شوہر کو تین سال کی سزا کیوں؟ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا ان دونوں قوانین سے ہندوستان میں بڑے بڑے مسائل خاص کر عورتوں کے بڑھیں گے یا حل ہوں گے؟

دیش دروہی، دہشت گرد بتانا عام بیماری:

مسلمانوں کو دیش دروہی، دہشت گرد بتانے کا وائرس virus مسلمانوں کی ازلی

دشمن کانگریس نے پھیلایا۔اس کی آڑ میں لاکھوں لاکھ مسلمانوں خاص طور پرنو جوانوں کو سلاخوں کے پیچھے ڈال کران کی زندگی برباد کردی۔کئی کئی سالوں بعدکورٹ سے انھیں رہائی ملی مگر جب تک ان کے اوپر بدنما داغ لگ چکا تھا جو دنیا کے کسی صابن یا شیمپو سے بھی نہیں صاف ہوتا اور جوزندگی برباد ہوئی وہ الگ،اس کا کون حساب دے گا۔؟طرح طرح کے قانو نوں اور ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیا۔اور اب مودی حکومت نے تو سارے ریکارڈ بریک کردیے،آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟۔لیجیے جناب!مودی حکومت کا ایک اور تحفہ''دہشت گردی مخالف قانون''۲۹ جولائی ۲۰۱۹ءکو اپوزیشن کی سخت مخالفت اور واک آوٹ کرنے کے بعدبھی لوک سبھا میں منظور کرلیا گیا۔ٹاڈا اور پوٹا سے بھی خطرناک ہے یہ قانون!!!UAPA اب تک کا سب سے خطرناک قانون ہے؟لوک سبھا سے پاس ہونے کے پندرہ دنوں سے بھی کم دنوں میں یواے پی اے یعنی unlawful activities prevention act) یا انسدادِغیر قانونی سرگرمی(ترمیمی)بل راجیہ سبھا سے بھی پاس ہوگیا۔بس صدر جمہوریہ کے دستخط ہوتے ہی یہ بل قانون کی شکل اختیار کرلے گا۔

مشہور آن لائن نیوز پورٹل کے بنیادگزار سدھارتھ وردراجن نے اس بل کو اب تک کا سب سے خطرناک قانون قرار دیا ہے۔دراصل اس قانون سے حکومت کسی بھی شخص کو دہشت گرد قرار دے سکتی ہے۔(اللہ خیر فرمائے)وزیر داخلہ امیت شاہ نے بل پر بحث کے دوران یہ کہا کہ اس کے سیاسی استعمال کے خدشے کو ختم کردیا گیا ہے۔انھوں نے کہا کہ کسی مخصوص فرد کو غیر قانونی سرگرمیوں(روک تھام)کو قانون کے دائرے میں لانا ضروری تھا وغیرہ وغیرہ۔آزادی کے ستر سالوں کے بعدبھی آج تک کسی بھی حکومت نے دہشت گردی کی اصطلاح(وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی جماعت نے مقرر کر لیے ہوں،phrase)نہ حکومتوں نے طے کی اور نہ ہی کسی تنظیم نے۔وہی کام سخت گیر عناصر کریں تو دہشت گردنہیں،دیش دروہی نہیں،وہ قانون سے بالاتر والیکن وہی کام کمزور اقلیتیں یا مسلمان کریں تو قابل مواخذہ۔

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

تیرے ستم میں خوش ہوں کہ غالباً یوں بھی
مجھے وہ شامل ارباب امتیاز کرے
خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(حضرت مولانا حسرت موہانی، آزادی کے رہنما)

حب الوطنی کے معنی اور دیش پریم کے معنی بدل گئے ہیں۔ جو کوئی حکمراں پارٹی کے خلاف بولتا ہے وہ غدار وطن کہلاتا ہے اور دیش دروہی کہلاتا ہے۔ آپ کریں تو ثواب ہم کریں تو گناہ؟ یہ طاقت کا زعم ہے۔ کانگریس کو بھی ناانصافی اور طاقت کے زعم نے ڈبو دیا۔ آگے اللہ کی قدرت کا تماشہ ہم نہیں تو آنے والی نسل دیکھے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دہشت گردی مخالف قانون ۲۰۱۹ء میں انٹلی جینس اور سیکوریٹی ایجنسیوں کو لامحدود اختیارات تو دے دیے گئے ہیں، کیا گارنٹی ہے کہ اس کا غلط استعمال نہیں ہوگا۔ ابھی جو اختیارات ہیں انھیں کا انتہائی غلط استعمال ہو رہا ہے۔ کٹھوا گینگ ریپ آصفہ کا اور اس طرح کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اس طرح کے قانونوں سے سیکڑوں نہیں ہزاروں لوگوں اور خاندانوں کی زندگیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ اللہ خیر فرمائے۔ اس میں لکھنے والوں کو بھی بہت سی شقوں کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ اب مظلوم فریاد کے لیے بھی کچھ نہیں لکھ سکتا۔ کیا یہ نیت کا کھوٹ نہیں؟

نہ یہ ظلم وستم ہوتا نہ یہ بے چارگی ہوتی
حکومت کرنے والوں کی نیت نہ گر بری ہوتی

ہمارا پیارا ملک چاند پر کمند ڈال چکا ہے، چندریان سیٹلائٹ چاند پر پہنچ گیا ہے بہت خوشی ہے، پر؟

پہنچنا چاند پر انسان کا مسرور کن لیکن
منور پہلے اپنے دل کی تاریکی تو کی ہوتی

ہم ارباب حکومت سے گزارش کرتے ہیں سب کے ساتھ انصاف کریں اور تمام

مسلمانوں کو اپنے اعتماد میں لیں۔ ''راج دھرم'' کا پالن کریں جس کی نصیحت بی جے پی کے لیڈر اور سابق پرائم منسٹر آنجہانی اٹل بہاری باجپئی نے مسٹر مودی کو گجرات میں دی تھی۔ اب کچھ لکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ کبھی کوئی مصیبت آئے۔ اپنے قارئین سے گزارش پیش کرتے ہیں کہ مدد کی ضرورت پڑا کیلا نہ چھوڑیں، ضرور مدد کریں۔ تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھیں، ان کو حالات کی خرابی کا احساس دلاتے رہیں اور ملک کے قانون کی حفاظت اور اس کے دائرے میں رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ ہم سب کو سمجھ اور عمل کی توفیق دے، آمین ثم آمین۔

●●●

دنیا ڈر رہی ہے ظالم سے، ظالم ڈر رہا ہے مظلوم سے

سچ اور جھوٹ، حق اور باطل کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گی۔ سچ بولنے والوں اور حق پر چلنے والوں کو ہمیشہ مصائب و آلام سے گزرنا پڑا ہے۔ ظالم کتنا ہی بڑا اور قوت کا مالک کیوں نہ ہو لیکن وہ ہمیشہ سچ اور حق پر چلنے والے جس پر وہ ظلم کے پہاڑ توڑتا ہے، اس سے خوف زدہ رہتا ہے، تبھی تو وہ چاہتا ہے اس کی (یعنی مظلوم) کی آواز بند کر دے، اس کو ختم کر دے۔ طاقت کے گھمنڈ اور غرور میں وہ ظلم کا بازار گرم کرتا ہے لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ طاقتور تو ضرور ہے لیکن ''خدا نہیں؟'' دنیا کا نظام چلانے والا خدائے بزرگ و برتر ظالموں کی پکڑ کی قوت بھی رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ (سورۂ انعام: آیت ۱۳۶)

ترجمہ: بیشک ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے۔

رب تبارک وتعالیٰ نے بڑے بڑے ظالموں کی پکڑ فرمائی اور انہیں دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔ فرعون سے بڑا ظالم کون تھا؟ جس کے ظلم کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ جس نے اپنی طاقت کے زعم (غرور) میں اعلان کر دیا تھا کہ مجھے خدا مانو (معاذ اللہ)۔ لیکن اللہ کے سچے بندوں پر اس کے اعلان کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا اور وہ اپنے حقیقی پروردگار کی عبادت کرتے رہے۔ ظالم و جابر بادشاہ ان سچے خدا پرست لوگوں کو مٹانے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر کار اللہ کی مدد مظلوموں پر آئی اور اس ظالم کو ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا اور اسے ذلت کی موت آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم سے مظلوموں کو نجات دلائی اور پوری قوم پر ذلت کا عذاب مسلط

فرمایا، اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

(مفہوم): (اے موسیٰ! اب) اس نافرمان قوم (کے عبرت ناک حال) پر افسوس نہ کرنا۔ (سورۂ انعام: آیت ۲۷)

یاد رہے مظلوموں پر تو سبھی افسوس کرتے ہیں لیکن ظالموں پر افسوس نہ کرنے کا حکم تو خود رب تبارک وتعالیٰ دے رہا ہے۔ ظلم کی داستانیں تاریخ میں رقم ہیں اور ہو رہی ہیں، انھیں پڑھیں اور اپنی زندگی میں اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھیں اور سنیں۔ آج بھی سینکڑوں ذرائع ہیں جن سے آپ کو مظلوموں کی فریادیں، آہیں سنائی پڑیں گی۔ اگر ایمان سلامت ہے، ضمیر زندہ ہے تو مظلوموں کی پکار پر حتی الامکان مدد کی کوشش کریں۔ ظالم حکمرانوں اور ان کے حامیوں کے ساتھ رہنا، ان کی تعریفیں کرنا، ان کے قصیدے لکھنا تو دور کی بات نبی رحمت ﷺ نے ان کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھنا بھی منع فرمایا ہے:

ترجمہ: اپنی آنکھوں کو ظالموں کے مددگار سے نہ بھرو (یعنی ان کی طرف نہ دیکھو) مگر اس حال میں کہ تمھارے دل ان کا انکار کر رہے ہوں، ورنہ تمھارے نیک اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے۔

امام ذہبی نے ''کتاب الکبائر'' میں لکھا ہے:

''ایک درزی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں بادشاہ کے کپڑے سیتا ہوں، کیا میں بھی ظالموں کے مددگار میں شامل ہوں؟ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو خود ظالموں میں سے ہے۔ ظالموں کے مددگار تو وہ ہیں جو تجھے سوئی اور دھاگا بیچتے ہیں۔''

آج تو ظالموں کو ایوارڈ دیئے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ظالم کے سارے کاموں کو سراہنا کی جا رہی ہے۔ آج کے اس سماج میں یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ طاقت ایسا نشہ ہے کہ اس میں حق و باطل، سچ اور جھوٹ کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے، حاکم وقت پر صرف اپنی حکمرانی کا نشہ سوار رہتا ہے۔ حکمرانی کسی کی ہمیشہ نہیں رہی، نہ رہے گی۔ رب تبارک وتعالیٰ احکم

الحاکمین ہے،سب کا حاکم ہے ،اس سے ڈرنا چاہئے۔ظالم حکمرانوں سے بچنے کے لیے کثرت سے توبہ استغفار کرنے کا حکم آیا ہے،عبادت میں کوتاہی نہیں کرنا ہے،اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ظالموں سے بچنے کا طریقہ بتاتے ہیں:

''جب تجھے ظالم بادشاہ کے ساتھ ابتلا واقع ہو جائے اور اس کے سبب تیرے دین میں نقصان پیدا ہو جائے تو اس نقصان کا کثرتِ استغفار کے ساتھ تدارک کر اپنے لیے اور اس ظالم بادشاہ کے لیے۔''

(تنبیہ المغترین: باب اول،صبر ہم علی جوار الحکام،ص ۴۲)

معلوم ہوا ظالم حکمرانوں کو برا کہنے کے بجائے ہم اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے بن جائیں،اس کی بارگاہ میں سچی اور پکی توبہ کریں۔اس کے دربار میں سر بسجود ہو جائیں اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

بلاتفریق مذہب وملت مظلوموں کی مدد کریں:

ضرورت مند مظلوم کی مدد کرنا اسلامی تعلیم کا بنیادی حصہ ہے۔نبی رحمت ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

''حاجت مندوں کی مدد کے لیے میں مدینہ کے دوسرے سرے تک جانے کو تیار ہوں۔''

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔''

آج کمزوروں پر ظلم کرنا عام بات ہوگئی ہے۔آئے دن اخباروں و دیگر ذرائع سے خبریں آتی ہیں کی فلاں مقام پر طاقتور لوگوں نے کمزوروں پر ظلم کیا،ان کا حق چھین لیا۔وغیرہ وغیرہ۔حال اتنا خراب ہوگیا ہے کہ ان مظلوموں کی مدد کرنے کے بجائے لوگ اس پر خوش اور مطمئن ہیں۔بے حیائی کی انتہا ہے کہ آج مسلمانوں کا بڑا طبقہ ان ظالموں کا ہم نوا اور حامی

بنا ہوا ہے اور ان کے ظلم اور نا انصافیوں میں ان کی مدد کر رہا ہے، ان کی جے، جے کار کے ساتھ انھیں بڑے بڑے انعامات واعزازات سے نواز رہا ہے۔مظلوموں کی دادرسی کے بجائے ان پر نمک مرچ چھڑک جا رہا ہے۔ یادرہے کہ اعلان خداوندی ہے کہ ظالم کے ساتھ ظلم ہونے پر چپی سادھنے والوں پر بھی اللہ کا عذاب آئے گا:

ترجمہ: اور اس فتنے سے ڈرو جو خاص طور پر صرف ان لوگوں کو پہنچے گا جو تم میں ظالم ہیں (بلکہ اس ظلم کا ساتھ دینے والے اور اس پر خاموش رہنے والے بھی انہیں میں شمار کیے جائیں گے) اور جان لو کہ اللہ عذاب میں سختی فرمانے والا ہے۔ (سورۂ انفال: آیت ۲۵)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو قوم قدرت کے باوجود برائیوں اور ظلم کرنے والوں کو منع کرنا چھوڑ دیتی ہے تو وہ بھی ترک فرض کی شامت میں مبتلاے عذاب ہوتی ہے۔ بہت سی احادیث اس ضمن میں موجود ہیں، ایک حدیث مطالعہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا اور تم ضرور ظلم کرنے والے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور اسے ضرور حق پر عمل کے لیے مجبور کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل بھی ایک جیسے کر دے گا پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر لعنت کی گئی۔''

(ابوداؤد: کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ج ۴، ص ۱۶۳، حدیث نمبر ۴۳۳۶۔ ۴۳۳۷)

آزاد زندگی گزارنے کا حق سب کو ہے:

پروردگار عالم نے ہر مخلوق کو آزاد زندگی گزارنے کا حق دیا ہے۔ طاقت کے زعم میں اگر کوئی دوسرے کی آزادی، اس کا علاقہ، اس کی ملکیت کو چھینتا ہے تو وہ بہت بڑا ظالم اور گناہ گار ہے۔ قرآن مجید میں چھ معذب قوموں، قوم ثمود، قوم ہود، قوم لوط، قوم نوح، قوم یونس، قوم موسیٰ وغیرہ کے علاوہ اور بہت سی قوموں کا ذکر موجود ہے۔ عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ظالم و جابر بادشاہوں کے غرور، تکبر، گھمنڈ کو

اللہ نے خاک میں ملا دیا۔ رب ذوالجلال والاکرام سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور اس کی پکڑ ہر شئے پر محیط (گھیرے ہوئے، مضبوط) ہے۔ کسی کا حق چھیننا تو دور کی بات ہے، سوچنا بھی اللہ رب العزت کو پسند نہیں۔ انبیائے کرام معصوم عن الخطاء ہیں، ان کی طرف کسی خطا کا اشارہ کرنا بھی گناہ عظیم ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کے پاس ایک عبرت ناک سبق آموز مقدمہ آیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نیت پر اللہ رب العزت نے اصلاح فرمائی کہ خود حضرت داؤد علیہ السلام سے ہی فیصلہ کروایا۔ دلچسپ اور حکمت سے بھرے ہوئے واقعہ کو قرآن پاک کی روشنی میں سمجھیں اور عبرت پکڑیں!

ترجمہ: داؤد نے فرمایا بیشک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے، اور بے شک اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا۔

(سورۂ ص: آیت ۲۴، کنزالایمان)

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعویٰ سن کر دوسرے فریق سے پوچھا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ آپ علیہ السلام نے دعویٰ کرنے والے سے فرمایا:

''بیشک تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوال کر کے اس نے تجھ پر زیادتی کی ہے اور بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے کسی پر زیادتی نہیں کرتے لیکن وہ ہیں بہت تھوڑے۔''

داؤد علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور تبسم کر کے وہ آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔ اب حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ اللہ نے تو صرف انہیں آزمایا اور دنبی ایک کنایہ (اشاروں میں بات کرنا، اشاروں میں سمجھانا) اشارہ تھا جس سے مراد عورت تھی کیوں کہ ننانوے عورتیں (بیویاں) آپ علیہ السلام کے پاس ہوتے ہوئے بھی ایک اور عورت کی آپ علیہ السلام نے خواہش کی تھی اس لیے ''دنبی'' کے پیرائے میں سوال کیا گیا تھا۔ جب آپ نے یہ سمجھا تو آپ نے رب کریم سے معافی مانگی اور

سجدے میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

یاد رہے کہ یہ آیت ان آیات میں ہے جن کے پڑھنے اور سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔

اصلاح کرنے کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں وحی کے ذریعے سے اپنے پیارے نبی داؤد علیہ السلام کی تربیت فرمانے کے بجائے جو خاص طریقہ اختیار فرمایا، اس میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لیے بھی ہدایت موجود ہے کہ جب وہ کسی کی اصلاح کرے تو حکمت سے ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے سامنے والے کی دل آزاری بھی نہ ہو اور وہ اپنی غلطی خود ہی محسوس کرلے۔ اشارے، کنائے میں مثال دے کر سمجھانے کا طریقہ بہت اثر کرتا ہے، اس سے سامنے والے کی دل آزاری بھی نہیں ہوتی اور مقصد بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی تربیت بھی فرمادیتا ہے اور وہ بھی عاجزی اور انکساری کرتے ہیں۔

کسی کی آزادی نہ چھینیں

کوئی طاقتور کمزور کو آزادی سے محروم نہیں کرسکتا، حدیث پاک میں ہے:

''سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے دوست اور سب سے زیادہ اس کے مقرب وہ بادشاہ ہوں گے جو عادل (انصاف کرنے والے) ہوں اور سب سے زیادہ دشمن اور سب سے زیادہ عذاب میں وہ ہوں گے جو حکمراں ظالم ہوں۔'' (بخاری، مسلم، نسائی)

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے ساری دنیا پر انسانوں، جنوں اور پرندوں وغیرہ وغیرہ پر حکومت بخشی۔ آپ کا عدل وانصاف کمزوروں پر بھی عام تھا۔ قرآن کریم سورہ نمل میں اس کا ذکر صراحت سے موجود ہے۔ ایک بار آپ اپنے لشکر کے ساتھ چیونٹیوں کی وادی (گھاٹی، درہ، کوہ، نیچی زمین) سے گزر رہے تھے۔ چیونٹیوں کی سردار جس کا نام ''منذرہ تاخیہ'' تھا، نے چیونٹیوں کو حکم دیا کی اپنے بلوں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام کا

لشکرتم کو دیکھ نہ پائے اورتم سب ان کے پیروں تلے روند دیئے جاؤ۔سلیمان علیہ السلام نے چیونٹیوں کی سردار کی بات سن لی اور چیونٹیوں پر ظلم نہ ہواس کے لیے لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں سب سے کمزور مخلوق کو بھی آزادی کے ساتھ زندہ رہنے کا حق حاصل تھا۔

مظلوم کے دل کا نالہ تاثیر میں ڈوبا ہوتا ہے
ظالم کو کوئی جا کر دے خبر انجام ستم کیا ہوتا ہے
جب ظلم گزرتا ہے حد سے قدرت کو جلال آتا ہے
فرعون کا جب سر اُٹھتا ہے موسیٰ کوئی پیدا ہوتا ہے

اللہ ہم سب کو ظلم کرنے سے بچائے اور مظلوموں کی مدد کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

●●●

جھوٹوں کا بول بالا، سچوں کے منھ پے تالا

آج کے معاشرے میں زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں جھوٹ کا بول بالا نہ ہو، خاص طور پر سیاسی زندگی میں اس کا گراف بہت اونچا ہے۔ جھوٹ ایک انتہائی برا کام ہے۔ معاشرے میں اس کو برا فعل سمجھا اور مانا جاتا تھا مگر لگتا ہے کہ اب نہیں مانا جاتا۔ حالاں کہ جھوٹ کی سخت مذمت مذہب اسلام میں آئی ہے۔ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (سورہ نساء: آیت ۶۱) مرنے کے بعد سزا کا خوف بھی دلایا گیا ہے۔ جب کہ دوسری طرف سچائی بہترین خصلت ہے جس سے ایمان اور اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ سچا انسان سماج کا باوقار اور عزت دار انسان جانا مانا جاتا ہے۔ جھوٹ ایک فریب، ایک دھوکہ ہے، جھوٹ ایک نہایت بری بیماری ہے، جھوٹا انسان سماج میں اچھا نہیں سمجھا جاتا، لوگ اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

جھوٹ گناہ یا فن؟

جھوٹ کسی شخص یا کسی گروہ کا کسی شخص یا کسی گروہ کے متعلق جان بوجھ کر کسی بات کو حقیقت اور سچائی کے خلاف بیان کرنا۔ جھوٹ کو ہمیشہ برا ہی سمجھا گیا لیکن اب جھوٹ ایک وبا (virus) کی طرح پھیل گیا ہے اور اس میں زبردست ترقی ہو رہی ہے جو کہ انتہائی شرم اور فکر کی بات ہے۔ اس موذی مرض میں سماجی کارکنان اور سیاست داں حضرات بری طرح ملوث ہیں۔ الیکشنی وعدوں سے لے کر پارلیمنٹ و راجیہ سبھا تک سبھی پارٹیوں کے نیتا حضرات بے دھڑک بول رہے ہیں۔ کتنا جھوٹ بول رہے ہیں اور کتنا سچ، اس کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ موجودہ صاحب ''بہنو!، بھائیو!، مترو!'' نے تو سارے ریکارڈ پار کر دیئے ہیں

۔(العیاذ باللہ)۔ چند کو چھوڑ کر سبھی اس بیماری میں مبتلا ہیں اور پھر بھی اپنے کو پارسا بتاتے ہیں جیسے گنگا نہا کر آئے ہوں اور سارے پاپ دھل گئے ہوں۔

۱۹۸۵ کی مشہور فلم ''رام تیری گنگا میلی'' کے مشہور موسیقار رویندر جین کے بقول'' رام تیری گنگا میلی ہوگئی پاپیوں کے پاپ دھوتے دھوتے'' اور اب تو وقعی میں پولشن سے گنگا میلی ہوگئی۔ایک رپورٹ کے مطابق صرف کانپور میں ڈھائی لاکھ گیلن گندہ پانی گنگا جیسی بڑی ندی کے پانی کو گندہ کر رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جھوٹ بولتے ہوئے ہچکچاتے اور شرماتے تھے اور اب تو لوگوں نے اور خاص کر نیتاؤں نے ساری حدیں پار کر دی ہیں۔ جو چاہیں بولیں، کوئی شرم وحیا نہیں بلکہ ڈھٹائی سے اپنے جھوٹ پر اڑے رہتے ہیں اور زر خرید میڈیا اس کو بڑھاوا دیتی ہے، جس سے سماج میں خلفشار پھیلتا ہے اور لا اینڈ آڈر کی خطرناک صورت حال پیدا ہو جاتی ہے، جو آپ سب دیکھ رہے ہیں۔

جھوٹ پھیلانے کا ذمہ دار کون، میڈیا یا حکومت؟

جھوٹ سے معاشرے پر برے اثرات ہو رہے ہیں۔ذمہ دار لوگوں کی بے دھڑک جھوٹی باتوں اور جھوٹے وعدوں سے سماج کے اندر زبر دست بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔صحافت یا ذرایع ابلاغ (media) جمہوریت کا چوتھا ستون ہے۔ جمہوری اقدار کی برقراری میں میڈیا کا بہت اہم رول ہوتا ہے۔ دنیا میں آج قوموں، گروہوں اور انسانوں کے درمیان مقابلہ کافی تیز ہو گیا ہے، اس مقابلہ آرائی میں کامیابی کا سہرا اسی کے سر بندھتا ہے جس کے پاس ذرائع ابلاغ کثیر تعداد میں ہوں، اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا دونوں۔ بدقسمتی سے ہندوستان کی مسلم اقلیت نے اخبارات و دیگر میڈیا کی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا اور آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اس طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں، سوائے رونے اور اپنی کمی و کمزوری کی ذمہ داری دوسروں پر تھوپنے کے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھیں ہیں۔ یہودیوں نے، برہمن وادنے، آر ایس ایس نے، فاسٹس نظریات والے (جارحانہ، آمریت، جمہوریت دشمن نظریہ والے) نے اس راز کو پالیا اور اس پر پوری قوت سے قابض ہو گئے۔ ہندوستان

ہو یا امریکہ سب جگہ میڈیا ان کی مٹھی میں ہے۔ صحیح معنوں میں اقلیت میں ہونے کے باوجود آج ذرائع ابلاغ کے تمام شعبوں پر ان کا قبضہ ہے، پورے ملک کی سیاست ان کے ارد گرد گھومتی ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کو یہ شکایت تو بہت ہے کہ ملک میں ان کی آواز سنی نہیں جاتی، کسی بھی معاملے میں انھیں کو ملزم بنا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے، حکومت اور قانون ساز اداروں میں ان کی نمائندگی بہت کم ہو گئی ہے، سرکاری ملازمتوں میں روز بروز وہ نہ کے برابر ہوتے جا رہے ہیں، ان کی زبان اور تہذیب کو منصوبہ بند طریقے سے ختم کیا جا رہا ہے اور سب سے بڑھ کر ملک کی میڈیا کا رویہ مسلمانوں کے تئیں ہمدردانہ نہیں بلکہ اب تو واضح طور پر مخالفانہ رویہ ہو گیا ہے۔ اور حکومت کے کیا کہنے، مسلمانوں کی آواز اس کے کانوں تک جاتی ہی نہیں، جاتی بھی ہے تو سنی ان سنی کر دی جاتی ہے۔ کیا مسلمانوں نے کبھی یہ سوچا کہ ایک سو دس پندرہ کروڑ کی آبادی والے اس ملک ہندستان میں اپنی آواز پہنچانے کے لیے خود انھوں کیا کیا؟۔

میڈیا کا کردار

ماہرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حکومتوں کی پالیسیوں کو میڈیا کے پروپیگنڈے کے ذریعے اپنے حق میں بڑی آسانی سے کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں پریس کا کردار عوام کے جذبات کو ابھارنا ہے جو حکومت کے اور خود ان کے مقصد کے لیے ضروری ہوتا ہے، اور جو ان کی جماعت یا ہم نوا لوگ ہیں ان کے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنا ہے۔ طاقت و دولت کے ذریعے میڈیا کو اپنے لیے استعمال کرنا کہ ہماری اجازت کے بغیر کوئی خبر عوام تک نہ پہنچے۔ آج کل یہی مقصد اسی طرح حاصل کیا جا رہا ہے۔ تمام خبریں چند خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے ہی ملتی ہیں۔ جن دفتروں میں یہ ساری دنیا سے آ کر جمع ہوتی ہیں، وہ سارے خبر رساں ادارے حکومت کی ملکیت ہیں۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم جس خبر کو شائع کرنے کی اجازت دیں گے، وہی شائع ہو گی، نشر ہو گی۔ جیسے ابھی کشمیر اس کی زندہ مثال ہے۔ پروپیگنڈے کے ذریعے دشمنوں کے خلاف نفرت وعداوت کے زہر کو پھیلانا، اپنے ہمنواؤں کے لیے

خبروں کوتوڑمروڑ کراپنے مطابق نشر کرنا،عوام کا ذہن تیار کرنا، اپنا ہمنوا بنانا اورعوام کواس کا شبہ تک نہ ہونے دینا۔ پروپیگنڈے کوکامیاب بنانے کے لیے طاقتور سیاسی پارٹیوں اور ان کے قائدین کا ان کی عوام سے ربط وضبط رکھنا۔ یہ سب کیوں؟اس لیے کہ میڈیا اورقتصادیات ومعاشیات (Economics) جیسے دومضبوط ومستحکم ستون پر ان کا اور حکومت کا قبضہ قائم رہے۔ باالفاظِ دیگر ہم یہ پورے وثوق واعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت پنچانوے فیصد میڈیا پر حکومت کا پوری طرح سے قبضہ ہے اور وہی پوری دنیا کی ذہن سازی کا کام کر رہا ہے۔ حالیہ دنوں میں کشمیر اس کی زندہ مثال ہے۔ جموں میں بقرعید کی پڑھی گئی۔ نماز کی تصویر کو دکھا کر کشمیر میں نماز ادا کرتے ہوئے بتایا گیا اور کہا گیا کہ all is well سب اچھا ہے۔

خرد کا نام پڑگیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں:

تجربات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عام طور پر قارئین وسامعین ومشاہدین اپنی دلچسپی اور ذوق کی چیزوں سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان کے ذوق اور دلچسپی سے میل نہ کھائے اس کو وہ قبول نہیں کرتے۔ کامیاب میڈیا کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے قارئین وسامعین (listeners) کا اعتماد حاصل کرے یعنی خبریں اور مضامین اس انداز سے تیار کیے جائیں کہ وہ مبالغہ آرائی سے خالی ہوں، انھیں پیش کرنے میں سچائی کا دامن نہ چھوڑے۔ این ڈی ٹی وی، انڈین ایکسپریس اور چند ذرائع ابلاغ ہیں جو اس اعلیٰ معیار کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

سچائی ہی اصل ہے، جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے:

سچائی ایک حقیقت ہے، اس کو دبا سکتے ہیں، ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے تو لوگ اور حکومتیں جھوٹ کیوں بولتی ہیں، جھوٹ کیوں پھیلاتی ہیں؟ اس کی بہت سی

وجوہات ہیں۔(مقالہ طویل ہونے کا خوف غالب ہے) صحیح اور بڑی بات یہ ہے کہ اپنے کیے ہوئے غلط کاموں کو چھپانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتی ہیں۔ان کو ڈر رہتا ہے کہ ان کے غلط کام کو لوگ جان جائیں گے تو ان کی عزت نہیں بچے گی۔موجودہ ملکی حالات آپ دیکھ رہے ہیں، جھوٹوں کے سرداروں کا بول بالا ہے، سچوں کے منھ میں تالا پڑا ہے۔لیکن ہمیشہ کسی کے سر پر تاج نہیں رہتا، بددل نہ ہوں، خود سچائی پر قائم رہیں، سچائی کے لیے اپنی کوشش جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔نبی رحمت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ''اسلام'' لانا چاہتا ہوں لیکن مجھ میں بہت سی برائیاں ہیں جنھیں میں چھوڑ نہیں سکتا، آپ مجھے فرمایئے کہ میں کوئی ایک برائی چھوڑ دوں تو وہ میں چھوڑ دوں گا۔آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔اس شخص نے وعدہ کرلیا اور جھوٹ بولنا چھوڑ دیا تو اس کے جھوٹ بولنے کے چھوڑنے کے سبب اس کی تمام برائیاں چھٹ گئیں۔اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جھوٹ بولنا تمام برائیوں سے سب سے بڑی برائی ہے۔ہم آپ یہ کوشش کریں کہ برائیوں کی ماں جھوٹ کو چھوڑیں، سچ کو پکڑیں، سچ پر قائم رہیں۔فتح سچ کی ہی ہوتی ہے، جھوٹ کی دیوار گر کر رہتی ہے۔جھوٹ کا گھڑا ایک نہ ایک دن پھوٹ ہی جاتا ہے۔

اندھا وہ نہیں جو باہر کی دنیا نہیں دیکھ سکتا بلکہ اندھا وہ ہے جسے اندر کی دنیا دکھائی نہیں دیتی۔

اللہ ہم سب کو جھوٹ سے بچنے اور سچ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

●●●

ماب لنچنگ اور مذہبی نعرے: مظلوم کیا کرے؟

تیزی سے بڑھتے ہوئے ہجومی قتل کے واقعات میں انتہائی تشویشناک رویہ یہ بھی ہے کہ ظالم زورزبردستی اپنے مذہبی نعرے بھی لگواتے ہیں۔ تبریز انصاری کا واقعہ ہو یا ضلع اناؤ، یوپی کے مدرسے کے بچوں کا واقعہ ہو، یا مظفر نگر کے امام جناب اخلاق الرحمٰن کا واقعہ ہو۔ اس طرح کے ان گنت واقعات ہیں جو انتہائی افسوس ناک ہیں۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے اسلامی تاریخ سے ہمیں کیا روشنی ملتی ہے؟۔ اسلام میں جہاں ظالم کو معاف کرنے پر اجر وثواب ہے وہیں ظالم سے بدلہ لینے پر بھی ثواب ہے۔ ماب لنچنگ Mob Lynching کے واقعات کے پیش نظر قرآن کریم کی سورۂ شوریٰ کی آیت ۳۹ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے، اس پر غور فرمائیں اور اس پر عمل فرمائیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ۔

ترجمہ: اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ظالموں سے لڑنا اہل ایمان کی ایک بہترین صفت قرآن مجید نے بتائی ہے۔ اہل ایمان ظالموں اور جابروں کے لیے نرم چارہ نہیں ہوتے۔ ان کی نرم خوئی اور عفو درگزر کی عادت کمزوری کی بنا پر نہیں ہوتی۔ ایمان والوں کو بھکشوں اور راہبوں کی طرح مسکین بن کر رہنا نہیں سکھایا گیا ہے۔ ان کی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ جب غالب ہوں تو مغلوب کے قصور کو معاف کر دیں، جب قادر ہوں تو بدلہ لینے سے درگزر کریں اور جب کسی زبردست یا کم زور آدمی سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو چشم پوشی کر جائیں، لیکن جب کوئی طاقت ور اپنی طاقت کے زعم میں ان پر زورزبردستی ظلم کرے تو ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں اور مقابلہ کریں اور اس کے دانت کھٹے کر دیں۔ ''مومن کبھی ظالم سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی اس متکبر کے آگے جھکتا ہے

اس قسم کے لوگوں کے لیے وہ لوہے کا چنا ہوتا ہے جسے چبانے کی کوشش کرنے والا اپنا ہی جبڑا توڑ لیتا ہے''۔

اسلام جان وایمان کی حفاظت کو ترجیح دیتا ہے:

تبریز انصاری یا اور بھی لوگ جو موب لنچنگ میں (شہید ہوئے) مارے گئے، ان سے ظالموں نے اپنے مذہبی نعرے بھی لگوائے۔ دیدہ دلیری اور بے شرمی کی حد ہو گئی۔ کسی کو مار مار کر آپ اپنے مذہبی نعرے لگوا کر مزے لے رہے ہیں۔ یہ انتہائی سفا کی اور بے شرمی کی بات ہے۔ جس کی جان پر بنی ہوئی ہے، وہ بے چارہ کیا کرے۔ مجبوری میں نعرے بھی لگا تا ہے۔ ہمارے ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی نے جھاڑ کھنڈ کے سانحہ پر پارلیامنٹ میں محض افسوس جتایا، نہ ہی مجرموں پر کوئی کارروائی کی بات کی اور نہ ہی کوئی معاوضے کی بلکہ جھاڑ کھنڈ کو بدنام کرنے کا الزام لگا دیا، اور اب پارٹی کی میٹنگ میں پارٹی کی بدنامی کا افسوس جتا رہے ہیں۔ مسلم عورتوں سے جھوٹی محبت دکھانے والا دل کہاں سو گیا۔ شادی کے صرف ۵۷ دن کے بعد ان کے نظریات کے ماننے والوں نے جوان عورت شائستہ کو بیوہ بنا دیا۔ پارٹی اور جھاڑ کھند کی بدنامی کا احساس تو صرف دکھاوا ہے۔ جھاڑ کھنڈ تو لنچستان بنا ہوا ہے۔ ۱۸/ مارچ ۲۰۱۶ کو لا تیہار میں مظلوم انصاری، امتیاز انصاری، ۱۸/ مئی ۲۰۱۷ کو شیخ حلیم، سراج خان، ببلو مشاہیر ہندو (دلت) سے لے کر ۱۷ جوان ۲۰۱۹ تبریز انصاری، سرائے کیلا کھرساواں تک ۱۹/ لوگ موب لنچنگ (ہجومی تشدد) کے ذریعہ شہید کیے جا چکے ہیں۔ پوری لسٹ میرے پاس موجود ہے، اسے گوگل سے بھی نکال سکتے ہیں۔ مودی جی اور ان کے ہمنوا سے تو ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔

نہ یہ ظلم وستم ہوتا، نہ یہ بے چارگی ہوتی
حکومت کرنے والوں کی نیت نہ گر بری ہوتی
پہنچنا چاند پر انسان کا ہے مسرور کن لیکن
منور پہلے اپنے دل کی تاریکی تو دور کی ہوتی

ظالموں کی بھیڑ کے ذریعے جب کسی مسلمان کو جان سے مارا جارہا ہواور اس مظلوم مقتول سے مذہبی نعرے لگوائے جائیں تو مظلوم کے لیے شریعت اسلامیہ نے جان و ایمان کے تحفظ کا راستہ بتایا ہے۔اس سلسلے میں فقہ کی مشہور کتاب **المدخل الی المذاھب الفقیہ** میں مصر کے سابق مفتی جمہوریہ ڈاکٹر مفتی علی جمعہ نے بہت صراحت کے ساتھ شریعت کے مقاصد کو بیان فرمایا ہے۔آپ نے امام غزالی ودیگر علما کے حوالے سے مقاصد شرع بیان کرتے ہوئے حسب ذیل امور کو شمار کرایا ہے:

(۱) حفاظت دین　　(۲) حفاظت جان

(۳) حفاظت مال　　(۴) حفاظت عقل

(۵) حفاظت نسل

مصر کے مفتی جمہوریہ ڈاکٹر مفتی علی جمعہ نے پہلے نمبر پر حفاظت دین کے بجائے حفاظت جان کو کر دیا ہے اور حفاظت دین کو دوسرے نمبر پر کر دیا ہے۔ پھر اس تبدیلی پر ہونے والے شبہات کا تفصیلی جواب دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ:

(۱) اختلاف ترتیب سے اختلاف معنی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چوں کہ نتیجے کے اعتبار سے سب سے اہم دین ہے۔ یہ بات متفق علیہ ہے۔ کیوں کہ دراصل دین ہی انسان کی نجات سرمدی کا ضامن ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ جان کی سلامتی کے ساتھ ہی انسان دین صحیح پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اگر جان ہی نہ ہو تو پھر وہ کس دین کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حالت ''اضطرار'' میں حرام بھی حلال ہوجاتا ہے اور دل ایمان پر قائم ہو تو زبان سے کفر کے اقرار سے بھی ایمان پر فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح اگر کوئی کافر مسلم ریاست کا وفادار شہری ہے، اگر چہ وہ دین کے اعتبار سے کفر پر ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی جان رہے گی تب تو وہ آپ کی دعوت کا حق دار ہوگا اور اس کے لیے نجات سرمدی کا دروازہ کھلے گا۔ گویا آغاز کے لحاظ سے جان کی حفاظت اولین شے ہے۔ دونوں کی اولیت دو الگ الگ جہتوں سے ہے۔

(۲) جب دونوں ترتیب میں معنوی لحاظ سے کوئی فرق نہیں تو پھر مفتی صاحب نے

ترتیب کیوں پلٹ دی؟ اس کا جواب مفتی صاحب نے یہ دیا ہے کہ اگر چہ دونوں ترتیب میں معنوی لحاظ سے کوئی فرق نہیں تاہم میری جدید ترتیب، جس میں جان کی حفاظت کو پہلا مقام دیا گیا ہے، معاصر ذہن، عصری تقاضے اور دعوتی نقطۂ نظر سے زیادہ مفید ہے۔ جب ہم یہ کہیں گے کہ اسلام دین کی دعوت کو پہلی ترجیح دیتا ہے، تو ایک شبہہ ہوگا کہ اسلام حقوق انسانی کی بات بعد میں کرتا ہے، اپنے مذہب کی بات پہلے کرتا ہے۔ گویا اسلام کی حفاظت کے لیے دوسروں کی جان لینا بھی اسلام میں جائز ہے۔ اس کے برخلاف جب جان کی حفاظت کو ہم پہلے نمبر رکھیں گے تو یہ پیغام جائے گا کہ اسلام سب سے پہلے پوری انسانیت کی حفاظت اور بقا کو ترجیح دیتا ہے اور کسی کی جان بچانے کے لیے اس کے حق میں قبول اسلام کو شرط نہیں سمجھتا۔ اسلام پوری انسانیت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے، صرف مسلمانوں کو تحفظ فراہم نہیں کرتا۔ اس سے یہ ہوگا کہ غیر مسلموں میں اسلام کی اچھی شبیہ قائم ہوگی اور جدید ذہن کے حق میں اسلامی دعوت کے امکانات وسیع تر ہو جائیں گے۔

اسلامی تاریخ میں پہلی Mob-lynching

موجودہ عہد میں ہندوستانی مسلمانوں کے حق میں اس ترتیب جدید کا ایک اور فائدہ سمجھ میں آتا ہے، وہ یہ کہ ہندوستانی مسلمان ایمانی سطح پر بہت مضبوط مسلمان ہے، وہ اپنی جان کی بازی لگا سکتا ہے مگر دین پر حرف آئے، یہ اسے گوارا نہیں۔ وہ اس جوش ایمانی میں عام طور پر اس سے بھی بے خبر ہے کہ مجبوری کے عالم میں زبان پر کلمہ کفر لا دینے سے بھی ایمان پر حرف نہیں آتا، اگر دل ایمان پر مطمئن ہو۔

چنانچہ اہل مکہ ایک دن چند غریب مسلمانوں کو باندھ کر انہیں زدوکوب کرنے لگے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ اسلامی تاریخ میں پہلی موب لنچنگ ہوئی تھی اور اس میں پہلی جان جو شہید ہوئی تھی، وہ حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ کی تھی۔ وہ کہتے تھے ہمارے خداؤں کی جے پکارو، ہبل اور لات منات کا نعرہ لگاؤ۔ حضرت سمیہ نے نعرہ نہیں لگایا، ظالموں نے انہیں بے رحمی سے شہید کر دیا۔ اب حضرت یاسر کی باری تھی۔ انہوں نے یہ نعرہ نہیں لگایا، ظالموں نے انہیں

بھی شہید کر دیا۔ اب حضرت عمار کی باری تھی۔ اپنی نگاہوں کے سامنے اپنے والدین کا حشر دیکھ چکے تھے۔ ان پر جان جانے کا خوف طاری ہوا اور انہوں نے ان باطل خداؤں کی جے پکار دی۔ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سہمے ہوئے تھے۔ آنسوؤں کا سمندر رواں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمار کیا ہوا؟ عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے آپ کی شان میں بھی گستاخی کر دی اور باطل خداؤں کی بھی جے کار کر دی۔ ارشاد ہوا: عمار! دل کا کیا حال ہے؟ عرض کیا: حضور! دل تو ایمان پر مطمئن ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے بجائے ملامت کرنے کے حضرت عمار کو محبت و رحمت کے ساتھ پھر سے اجازت دے دی: عمار! اگر یہ ظالم پھر سے یہ ظلم ڈھائیں تو پھر سے تم کو اس ظاہری کفر کی اجازت ہے۔ اس وقت قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ...الخ (سورۂ نحل: آیت ۱۰۶)

(ترجمہ) جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس آدمی کے جسے (کفر پر) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جمع ہوا ہو لیکن وہ جو دل کھول کر کافر ہوں ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یعنی حالت مجبوری میں دل اگر ایمان پر قائم ہے تو زبان سے کفری کلمات ادا ہو جانا قابل مواخذہ نہیں۔ آج ہندوستان میں پھر سے اس مکی دور کی آمد ثانی ہو چکی ہے۔ آج اہل ایمان کو پھر سے اس رخصت کی اجازت ہے۔ مسلمان اپنے دلوں کو ایمان سے لبریز رکھیں اور ظاہری طور پر مجبوری میں کفر بول کر اگر اپنی جان بچانے کا موقع ملے تو بچائیں کیوں کہ مسلمان کی جانیں بہت قیمتی ہیں۔ شریعت کی وسعت میں ان کے جان و ایمان دونوں کے تحفظ کا راستہ موجود ہے۔ حضرت عمار کا اسوہ مسلمانوں کے لیے رہبر ہے اور نبی رحمت ﷺ کے کلمات محبت ان کے لیے تسلی و تسکین کا سامان ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہم تمام مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

●●●

موبائل ٹاور سے جان داروں کی صحت پر خطرناک اثرات

اللہ رب العزت نے تمام جان داروں کو پیدا فرمایا، ان کی ضرویات کی چیزیں پیدا فرمائیں، بے شمار نعمتوں سے نوازا اور علم، عقل، ہنر عطا فرمایا۔ انسانوں نے اپنی ضروریات وسہولیات کے لیے اللہ کے دیئے علم وعقل سے بے شمار چیزیں ایجاد کیں اور کر رہے ہیں۔ جہاں ان ایجادات سے بہت سی سہولیات ہیں وہیں ان کے بے شمار نقصانات بھی ہیں۔ ساری دنیا کے لوگوں کو اپنا غلام بنا لینے والا چھوٹا سا آلہ ''موبائل'' نے تو حیرت انگیز طور پر انسانوں کے ساتھ ساتھ دوسری مخلوقات پر بھی زبردست اثر ڈالا ہے۔ جانور بھی اس کے اچھے برے اثرات سے بچ نہیں پا رہے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ انسان ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچ جائے گا۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید نے صدیوں پہلے اعلان کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آگے بھی انسانوں کو زینہ بزینہ ترقی دے گا:

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

(سورہ ١٦: آیت ٨)

ترجمہ: اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تا کہ تم ان پر سوار ہو اور یہ تمہارے لیے زینت ہے اور (ابھی مزید) ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم جانتے نہیں۔

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: اور (ابھی) مزید ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔) یعنی جانوروں کی جو اقسام تمہارے بیان کی گئیں، ان کے علاوہ ابھی مزید ایسی عجیب وغریب چیزیں اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا جن کی حقیقت اور پیدائش کی کیفیت تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام چیزیں آ گئیں جو آدمی کے فائدے، راحت وآرام اور آسائش

کے کام آتی ہیں اور وہ اس وقت موجود نہیں ہوئیں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ بحری جہاز، ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں، انٹرنیٹ، موبائل اور اس طرح کی ہزاروں سائنسی ایجادات۔ اور ابھی آنے والے زمانے میں نہ جانے کیا کیا ایجاد ہوگا، لیکن جو بھی ایجاد ہوگا وہ سب اس آیت کریمہ میں داخل ہوگا۔

ضرورت کے ساتھ ساتھ لہو لعب وتفریح کا سامان ''موبائل'' نے انسانوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ آج کا انسان خاص طور پر نوجوان ونوعمر بچے اور بوڑھے بھی اس کے گرویدہ ہیں اور اس میں ایسے لگے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے رحیم وکریم رب کو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ موبائل میں لہو ولعب کے سارے سامان موجود ہیں۔ کرکٹ ہو یا فٹ بال، ویڈیو گیم سے لے کر پب جی (PUBG) گیم وان گنت سامان تفریح یا دوسرے لفظوں میں ذہنی عیاشی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ہزاروں سال پہلے کلام الٰہی نے اعلان کر دیا تھا کہ بہت سے لوگ ہیں جو ''لَهْوَ الْحَدِيْثِ'' خریدتے ہیں، اللہ کی راہ سے دور کرنے اور لہو لعب میں مبتلا ہونے کے لیے ''موبائل'' خریدتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (سورۂ لقمان: آیت ۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ لہو ولعب اور تفریح کے سامان کے بارے میں بتا دیا کہ پیسے دے کر خدا کا عذاب خریدتے ہیں۔ ویڈیو، ٹیلی ویژن، موبائل وغیرہ وغیرہ۔ ہر طرح کا سامان تفریح موبائل میں موجود ہے۔ آخرت کے علاوہ موبائل دنیا کے لیے بھی عذاب بن گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موبائل میں بہت کام کی چیزیں بھی ہیں لیکن بے شمار نقصانات بھی اس میں موجود ہیں۔ اس پر بڑے بڑے اہل علم اور ماہرین حضرات نے کتابیں لکھی ہیں مگر کون سنتا ہے نقار خانے میں طوطی کی آواز؟ موبائل چلانے میں (satellite) سے لے کر موبائل (Tower) کا استعمال ہوتا ہے۔ ان چیزوں سے

کتنا نقصان ہورہا ہے، کیا اس طرف بھی توجہ ہے؟ اس کے نقصانات سے بچنے کی سنجیدہ کوشش کی جانی چاہیے۔ اگر اس جان لیوا ٹکنالوجی پر توجہ نہیں دی گئی تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ انسانوں کے ساتھ اور بھی جاندار اس کے چپیٹ میں رہیں گے۔ ابھی بھی ہیں لیکن آگے بہت زیادہ نقصان کا باعث ہوگا۔

موبائل ٹاور صحت کے لیے انتہائی خطرناک:

جدید ٹکنالوجی سے لیس آج کا (smartphone) بہت تیزی سے مقبول ہوا اور روز بروز اس میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔ سیل فون جہاں جدید سہولیات اور آسانیاں فراہم کرتا ہے، وہیں اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں۔ پہلے بھی آپ نے پڑھا ہوگا لیکن اب نئی تحقیق میں اسمارٹ فون (smart phone) اور اس کے ٹاور (mobile tower) کے بہت نقصانات بتائے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ حیران رہ جائیں گے۔ جن لوگوں کے گھر موبائل ٹاور کے قریب ہیں ان کی صحت اچھی نہیں رہتی، وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ موبائل ٹاور سے نکلنے والی ریڈیائی شعائیں (rays) سے ذہنی کشیدگی، سردرد، الجھن، چڑچڑاپن وغیرہ بڑھ جاتا ہے۔ نئی تحقیق کے مطابق موبائل فون کی برقناطیسی (electromagnetic radiation) تابکاری چھوٹے بچوں کے لیے بہت ہی خطرناک ہے۔ اسمارٹ فون کا زیادہ استعمال ہر شخص کے لیے خاص طور پر کم عمر بچوں کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ موبائل ٹاور اور موبائل سے نکلنے والی تابکاری لوگوں کے دماغ پر خاص طور پر کر بچوں کی یادداشت برا اثر ڈالتی ہے۔ یہ بات سوئس سائنس دانوں کی تحقیق سے سامنے آئی ہے جس میں ۱۲/سال سے ۱۷سال کی عمر کے ۷۰۰ سو بچوں پر ایک سال تجربہ کیا گیا۔ نتائج کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کی اسمارٹ فون کی اسکرین سے نکلنے والی شعائیں لوگوں کی یادداشت کو خاص طور پر بچوں کی یادداشت (memory) کو بہت نقصان پہنچا رہی ہیں۔ فیگر لی میموری جو دماغ میں دائیں جانب موجود ہوتی ہیں، اس پر ان شعاؤں کا زیادہ اثر پڑتا ہے، جس سے چڑچڑا

پن، سر درد بھولنے کی عادت میں زبردست اضافہ ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ سائنس دانوں نے موبائل کے ٹاوروں کو صحت کے لیے انتہائی خطرناک قرار دیا ہے۔

ہارورڈ اور بوسٹن یونیورسٹیوں کے سائنسدانوں نے اپنی تحقیق میں موبائل فون ٹاورز یعنی کھمبوں سے نکلنے والی شعاعوں کو مضر صحت قرار دیا ہے۔ اپنی تحقیق میں بتاتے ہیں کہ موبائل ٹاور سے نکلی ہوئی ریڈیائی لہروں سے انسانی صحت پر خراب اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ موبائل ٹاور کے آس پاس رہنے والوں کے جسم پر تھرمل اثرات کا زیادہ اثر پایا جاتا ہے۔ اس صورت حال میں جب کوئی شخص موبائل سے بات کرتا ہے تو موبائل کے تھرملا کے اثرات سے اس کے کان کے آس پاس پسینہ آتا ہے۔ یہ واضح اشارہ ہے۔ انسانی خلیات، جین اور ڈی این اے کی تھرملا اثرات ایک ہی قسم ہے جو انسانوں کے لیے زیادہ خطرناک ہے، جو کینسر کی بیماری پیدا کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ موبائل کا استعمال اور موبائل ٹاور کے قریب رہنے والوں کی یادداشت بہت کم ہوجاتی ہے۔ تھوڑی، تھوڑی دیر میں ذہن سے بات نکل جاتی ہے پھر دماغ پر زور دینا پڑتا ہے۔ بھولی ہوئی بات کو یاد کرنے کے لیے دماغ پر زور ڈالنا پڑتا ہے۔ نیند نا آنا، سر در ہونا، بے چینی ہونا وغیرہ وغیرہ روز کا معمول ہوجاتا ہے۔ سائنسدانوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کے اندر تولیدی صلاحیتیں بہت کم ہوجاتی ہیں (یعنی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت)۔ اسقاط حمل کی بڑھتی تعداد میں موبائل ٹاور اور موبائل کی بر قناطیسی تابکاری کا بڑا حصہ ہے اور دل کی بیماریوں میں اضافے کا سبب بھی ہے۔

موبائل ٹاورز اور کینسر:

کینسر پر تحقیق کرنے والی ایجنسی (روز ویل پارک کمپر لی ہینوکینیر ینٹر نیو یارک کے) مطابق موبائل کے کھمبے سے انتہائی طاقتور شعائیں خارج ہوتی ہیں۔ جو لوگ موبائل فون ٹاور کے ۱۰۰ میٹر کے علاقے میں رہائش پذیر ہیں، ان کو کینسر ہونے کا بہت زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور اس کے اثرات سے ارد گرد رہنے والے جانور بھی متاثر ہوتے

ہیں۔فرانس کے سائنسدانوں کے مطابق موبائل فون کے کھمبوں کے سامنے ۲۰۰ میٹر کے فاصلے تک کوئی بچہ اور کوئی بھی جاندار نہیں رہنا چاہیے کیوں کہ ٹاور سے نکلنے والی شعائیں جو خارج ہوتی ہیں، اس کی رینج رہائشی علاقے میں ۲ رکیلومیٹر تک ہوتی ہے جب کہ میدانی علاقوں میں اس کی مضر شعائیں ۴ رکیلو میٹر تک ٹریول یعنی حرکت کرتی ہیں۔فرانس کے مشہور سائنسداں پروفیسر راجر سینٹی اور اسپین کے پروفیسر کے انرناویر نے اپنے تحقیقی مقالوں میں لکھا ہے ہے کہ موبائل فون کے ٹاورز کے ۳۰۰ سے ۴۰۰ میٹر تک نصف قطر میں مختلف جانداروں میں بیماری کے اثرات پائے جاتے ہیں۔اسپین میں موبائل کمپنیوں نے اپنے کھمبے اس لیے اتارے کیوں کہ وہاں پر تھوڑے عرصے میں کافی لوگ برقی مقناطیسی مائیکرو ویو شعاؤں سے متاثر ہوئے۔ نیوزی لینڈ میں موبائل کھمبوں کو تعلیمی اداروں کے قریب ممنوع قرار دیا گیا ہے۔کینسر تحقیق سے متعلق عالمی ادارے آئی۔اے۔آر۔سی کے مطابق موبائل فونز کھمبوں سے شعائیں نکلتی ہیں۔ زیادہ حد تک یہ امکان ہے کہ یہ جانداروں میں دماغ کے کینسر کا سبب بنتی ہیں۔عالمی ادارہ انٹرفونز نے ۱۳ رممالک کے افراد پر ۱۰ رسال تک تحقیق کی اور ان میں جو لوگ ۲ رگھنٹے مسلسل موبائل فونز کا استعمال کرتے ہیں، ان میں ۵۱۱۷ رافراد کے دماغ میں رسولی پائی گئی۔جرمن، آسٹریا، برازیل اور اسرائیل میں ۵ سے ۱۰ سال کے عرصے میں کینسر زدہ افراد میں اضافہ ہوا ہے۔

بچاؤ کے طریقے:

لوگوں کو چاہیے کہ ان فلیٹوں میں کرائے پر گھر نہ لیں جن میں ٹاور لگے ہیں۔ جہاں موبائل ٹاور ہوں وہاں سے کم از کم ۶۰۰ میٹر دور مکان بنائیں یا کرائے پر لیں۔ جمشید پور، ادیت پور، شیر پنجاب علاقہ کے ایک فلیٹ ''سویرا'' (Savera) میں فلیٹ کے مالک نے اپنے فلیٹ میں موبائل ٹاور لگانا چاہا جس کے لیے ہر ماہ اسے ۳۰۰۰ رمہینہ کرایہ اور پانچ موبائل فون فری کالنگ کے ساتھ مل رہے تھے، لیکن

اسی فلیٹ میں رہنے والے ادیت بنرجی نے نہیں لگانے کی بات کہی، بات آگے بڑھ کر کورٹ تک پہنچ گئی۔ کمپنی نے فلیٹ کے رہنے والے ہر شخص کو ایک موبائل فری کا آفر دیا۔ سب تیار ہو گئے۔ بے چارے ادیت بنرجی اکیلے کیس لڑ رہے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں آبیل مجھے مار بلکہ دوڑ کے مار۔ موبائل استعمال کرنے والے حضرات اور موبائل ٹاور کے قریب رہنے والے حضرات توجہ دیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے کم سے کم موبائل کا استعمال کریں اور ان جگہوں پر رہائش سے بچیں جہاں ٹاور لگے ہوئے ہیں۔

●●●

طلاق،طلاق،طلاق سے ہزار بار توبہ
خدا کے لیے نکاح سنت طریقے سے کریں!

طلاق ،طلاق،طلاق ۔توبہ استغفر اللہ! توبہ استغفر اللہ! دونوں لفظوں کو اسلام کے ماننے والوں کو استعمال کرنے کا حق ہے۔لفظ طلاق اگر چہ حلال ہے لیکن حلال ہونے کے باو جود اس کے استعمال سے عرش اعظم ہل جاتا ہے اور اللہ رب العزت کو سخت ناپسند ہے جب کہ توبہ استغفر اللہ،توبہ استغفر اللہ، ایسا لفظ ہے جس کے استعمال کرنے سے انسان اپنے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے، اللہ رب العزت اس سے خوش ہوتا ہے۔فیصلہ آپ کریں کہ کس پر عمل کرنا ہے جس سے اللہ ناراض ہوجائے یا اللہ رب العزت معاف فرمائے اور خوش ہو۔

ادھر کئی سالوں سے طلاق پر اتنا بولا گیا اور لکھا گیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ طلاق کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو سامنے نہ آ گیا ہو۔طلاق کے موضوع پر مختلف زبانوں میں بھی بہت لکھا اور بولا گیا۔ مسجدوں کے ممبروں سے لے کر پارلیمنٹ اور ودھان سبھا تک،جلوسوں سے لے کر جلسوں کے اسٹیجوں تک جس کا فائدہ کم، نقصان زیادہ ہوا۔ چوں کہ حکومت کی نیت اسلام اور مسلمانوں کے تئیں خراب تھی تو زور زبردستی اور جلد بازی میں قانون بنا دیا،جس میں بہت سی خامیاں ہیں حتیٰ کہ سپریم کورٹ کے قانون (حکم) اور بی جے پی حکومت کے بنائے قانون میں بہت بڑا تضاد (اختلاف) Contradictary ہے۔ اہل علم خاص کر علما اس طرف توجہ فرمائیں جو وکلا حضرات طلاق کے مقدمات لڑ رہے ہیں انھیں ضرور اسلامی نقطہ نظر سے واقف کرائیں۔

طلاق پر حکومت ہند اتنی فکر مندی کیوں دکھا رہی ہے، یہ جگ ظاہر ہے کہ ان کو اسلام

اور مسلمانوں سے ازلی بیر (دشمنی، عداوت، کینہ، نفرت) ہے۔طلاق کا معاملہ صرف ایک فیصد بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ پورے ہندوستان میں ایک ہزار کی بھی تعداد نہیں مگر اسلام مخالف میڈیا نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے اور کچھ مسلم جماعتیں بھی ان کا ساتھ دے رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ طلاق دینے والوں کو کوئی مبارک باد نہیں دیتا بلکہ ہر طبقے میں ان کی مذمت (برائی، توہین، عیب جوئی) Blamming ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جب رب ذوالجلال والاکرام اس کو پسند نہیں فرماتا۔ طلاق دینا سنت نہیں، نبی کریم ﷺ نے طلاق نہیں دی، صحابہ کرام کے زمانے میں اِکّا دُکّا واقعات ہوئے لیکن نکاح سنت طریقے سے ہوئے۔ طلاق پر آج بھی واویلا مچایا جارہا ہے، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے جیسے اسلام میں طلاق سے بڑا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ ہر چہار جانب غیر اسلامی طریقے سے شادیاں، فضول خرچی پر قوم کے جھوٹے ہمدرد چپ کیوں؟

نکاح کی اسلامی حیثیت:

انسان کی بہت ساری فطری ضروریات ہیں۔ ان میں نکاح بہت اہم فطری (طبعی، قدرتی) Naturally ضرورت ہے اور اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کے لیے اسلام نے نکاح کو عبادت سے تعبیر فرمایا۔ آقا ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا، فرمایا:

''جو میرے طریقے کو محبوب رکھے، وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت نکاح ہے''۔

(صحیح مسلم: باب خیر متاع الدنیا، حدیث ۱۴۶۷)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور (اے رسول!) بیشک ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لیے بیویاں (بھی) بنائیں اور اولاد (بھی)۔

اس ارشاد رباری تعالیٰ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاے کرام بھی اہل وعیال والے رہے ہیں۔

عورت قدرت کا انمول تحفہ:

نکاح کرنے سے انسان کو عورت کے روپ میں اللہ رب العزت کا ایک عظیم تحفہ ملتا ہے۔ نکاح کے ذریعے انسان کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں جن میں سب سے اہم اس کو جنسی سکون حاصل ہوتا ہے جس سے اس کا قلب (دل) ودماغ پر سکون رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی زندگی میں سکون (آرام، قرار، چین) سب سے قیمتی دولت ونعمت ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے نکاح بہت ضروری ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۔ ۔ الخ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۸۹)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے۔ (کنز الایمان)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دنیا ساری کی ساری (برتنے کی چیز ہے) لیکن ساری دنیا میں سب سے بہترین (قیمتی) چیز نیک وصالح عورت ہے''۔

(سنن نسائی: باب رنیک وصالح عورت کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۳۴)

زندگی کی اہم نعمت چین وسکون کو کس نے غارت کر دیا۔ خود اولاد آدم ''جہیز'' جیسی لعنت کے چکر میں زیادہ سے زیادہ کی لالچ میں تاخیر سے شادی کرتی ہے، جس سے طرح طرح کی بہت سی سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں، جن کا مشاہدہ روز ہو رہا ہے۔ کیا کیا لکھوں۔ اصل جوانی سے ڈھلتی جوانی میں شادی کرنا زندگی کے حسین دنوں بھی گنوانا ہوتا ہے۔

حوا کی مجبور بیٹیاں:

قدرت کے عظیم شاہ کار، عظیم نعمت ''عورت'' کی ناقدری کر کے انسان آج خود بھی پریشان ہے اور خاندانی وسماجی ماحول میں بہت فساد و بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ انسانی زندگی کی

اہم ضرورت 'عورت' جس کو قدرت نے انسانوں کو تحفے میں دیا ہے۔ بیٹی، بہن، بیوی اور ماں جس کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔آج عورت کے ہر روپ میں اس کی بے قدری ہورہی ہے۔جس گھر میں بیٹیاں، بہنیں ہیں ان کے ماں باپ، بھائیوں سے پوچھیں ان کا کیا حال ہے۔

نکاح تمام انبیاے کرام کی سنت ہے۔اعتدال کی صورت میں نکاح سنت ہے۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

(بخاری: حدیث نمبر ۵۰۶۳۔مسلم: حدیث نمبر ۱۰۲۰)

فقہاے کرام نے حالات کے اعتبار سے نکاح کرنے اور نہ کرنے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔جو سنت نکاح پر عمل نہ کرے سخت گناہ گار ہے۔شادیوں میں اب نکاح کو سنت طریقے سے کرنے کا خیال ہی نہیں رہتا۔لوگ جتنا زیادہ دکھاوا اور فضول خرچی کرتے ہیں، لوگ اتنی ہی مبارک باد دیتے ہیں، چاہے لڑکی کا باپ قرضوں میں ڈوب رہا ہو، یا بھائی کنگال ہورہا ہو، کسی کو احساس نہیں، کوئی مطلب نہیں۔جب کہ لڑکے یا اس کے گھر والوں کی طرف سے لڑکی والوں سے کسی بھی سامان، یا باراتیوں کے لیے طرح طرح (کھانوں کی فرمائش یا رسم و رواج کا حوالہ دے کر مطالبہ (مانگنا، تقاضا کرنا, demand) کرنا جائز وحرام ہے ،سخت گناہ کی بات ہے اور مرد کی غیرت کے خلاف ہے۔نکاح (شادی) میں فضول خرچی کے ہر غلط طریقے سے لالچ پیدا ہوتی ہے۔فخر وریا کے مقابلے ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ خرچ کرتا ہے، دوسرا مقابلہ کر کے اس سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔لوگ اللہ کے اس حکم کو بھول جاتے ہیں۔اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّوَا لتَّقْوٰ ی وَلَاتَعَا وَنُوْاعَلَى الْاِثْمِ وَا لْعُدْوَانِ وَتَّقُو ا للّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔(سورۂ مائدہ: آیت ۲)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔بیشک اللہ (نافرمانی

کرنے والوں کو) سخت سزا دینے والا ہے۔

عدوان (ستم،ظلم، زیادتی) میں ہر وہ چیز شامل ہے جو گناہ اور زیادتی کے زمرے میں آئے۔افسوس صد افسوس، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قرآنی تعلیمات سے بہت دور جا چکی ہے۔لوگ فضول خرچی اور دکھاوا کر کے مصیبت خود مول لے رہے ہیں (اسی کو کہتے ہیں، آ بیل مجھے مار)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آدمی اپنے آپ کو خود ذلیل نہ کرے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیسے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اپنے آپ کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ آدمی ایسا کام کرے جس کو وہ نہ کر سکے یا ایسی مصیبت میں اپنے کو نہ ڈالے جس کو وہ جھیلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔(ترمذی: حدیث نمبر ۲۲۵۴۔ ۴۰۱۶)

کیا ہم غیر شرعی شادیوں کا بائیکاٹ نہیں کر سکتے؟:

طلاق کی تعداد پورے ہندوستان میں ایک ہزار سے زیادہ نہیں لیکن شادیوں میں جہیز اور فضول خرچی کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں ہے، جو قرضوں کے بوجھ تلے، زمین و جائیداد بیچ کر اور بہت سے سودی قرضوں میں پھنسے کراہ رہے ہیں۔ جہیز کی مخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا، لکھا جا رہا ہے، بولا جا رہا ہے، کیا اس کا اثر ہو رہا ہے؟ نہیں۔ایسی شادیوں میں جن میں زیادہ تر کام اسلامی شریعت کے خلاف ہو رہا ہے۔رسم ورواج کے نام پر فضول خرچی عام بات ہے۔ دیکھا یہ بھی جا رہا ہے جو لڑکی کی شادی کے نام پر ہاتھ پھیلاتے، سوال کرتے، چندہ کرتے ہیں، وہ بھی (اپنے دل کے ارمان بھی ہیں جناب!) کہہ کر مہنگے کارڈ چھپوانے سے لے کر کئی طرح کے پکوان بنا کر خوب فضول خرچی کر رہے ہیں۔ فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔قرآن کہتا ہے۔لیکن ان شادیوں کی دعوتیں خوب مزے لے لے کر سب کھا رہے ہیں اور وہ بھی کھا رہیں جو اسٹیجوں سے لے کر مسجد کے ممبروں سے چیخ چیخ کر بتاتے ہیں کہ فضول خرچی حرام ہے، جہیز لینا دینا حرام ہے۔وغیرہ۔اس وقت ان کا ضمیر کہاں سو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔سچ اور حق تو یہ ہے

ضمیر مر ہی گیا ہے کیوں کی دعوت چھوڑ نا بڑا مشکل کام ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کی دعوت میں شامل نہ ہونے سے یہ رک جائے گا۔ لیکن ہاں! ایک ایسا پیغام ضرور جائے گا کہ اتنے لوگوں نے ہمارے اس غیر شرعی کام کی وجہ سے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کام کی شروعات اگر ہمارے عزت مآب علمائے کرام کریں تو ضرور اس کا فائدہ ہوگا، لیکن یہ ہے بہت مشکل، اس میں ہزاروں تاویلیں نکال لی جائیں گی۔ خدارا اس پر اہل ثروت، اہل علم، دانشور خاص طور پر علمائے کرام سوچیں اور عمل کریں، اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کریں تاکہ یہ سماجی برائی جو اژدہا بن کر مسلم قوم کو نگل رہی ہے، اس سے غریبوں کی جان بچے اور سبھی طبقوں کو راحت ملے اور وہ غریب بچیاں جو سسک رہی ہیں، وہ بھی اپنے حسین خواب کو حقیقت میں بدلتے دیکھیں تاکہ کچھ تو مداوا ہو۔

اللہ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

●●●

پانی اور ہوا اللہ کی نعمت ہیں، برباد ہم کریں تو جھیلے گا کون؟

اللہ رب العزت سارے جہانوں کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہی تمام مخلوق کا پالن ہار ہے۔ جتنے جاندار ہیں سب کی روزی اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے اپنے ذمۂ کرم پر لی ہے اور وہ سب کی ضرورت کے مطابق نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ کڑوروہا نعمتیں ہیں جو اس نے اپنی مخلوق کو عطا کی ہیں اور اعلان فرمایا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ النحل: آیت ۱۸)

ترجمہ: اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انھیں شمار نہ کرسکو گے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اور دوسری جگہ ہے:

ترجمہ: اور جو بھی نعمتیں تمھیں حاصل ہیں سو وہ اللہ ہی کی جانب سے ہیں۔

(سورۃ النحل: آیت ۵۳)

اور جن کو نعمتیں ملی ہوئی ہیں ان کے بارے میں اعلان خداوندی ہے:

ترجمہ: آپ ان کے چہروں سے ہی نعمت و راحت کی رونق اور شگفتگی معلوم کرلیں گے۔ (سورہ المطففین: آیت ۲۴)

موسم گرما ہو یا اور کوئی موسم ہمیشہ انسانی ضروریات میں ہوا، پانی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ خاص طور پر جب سورج پورے شباب کے ساتھ جلوہ گر ہو، ایسے میں ہر چند منٹ

کے بعد ہونٹ تر کرنے کے لیے پانی نہ ملے تو ہر جاندار پریشان ہو جاتا ہے، اس کی زبان باہر آنے لگتی ہے اور اس کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں پانی، ہوا اور درختوں کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے:

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمھارے لیے آسمان کی جانب سے پانی اتارا، اس میں سے (کچھ) پینے کا ہے جسے تم پیتے ہو اور اس میں سے (کچھ) شجر کاری کا ہے (جس سے نباتات، سبزی اور چراگاہیں اگتی ہیں) جن سے تم اپنے مویشی چراتے ہو۔

(سورۃ النحل: آیت ۱۰)

پانی جیسی نعمت کا ذکر فرما کر رب العالمین نے بتایا کہ تم اسے پیتے ہو، باقی دوسرا پانی تمہارے جانور پیتے ہیں اور درختوں اور کھیتی کی سیرابی بھی پانی ہی سے ہوتی ہے۔ پانی کی اہمیت وضرورت کا ذکر قرآن مجید میں بہت سی جگہ موجود ہے۔ اس کے لیے آپ سورۃ النحل: آیت ٦٠، سورۃ الکہف: آیت ١٨، سورۂ رحمٰن: آیت ٦، سورۂ لقمان: آیت ٢٧۔ وغیرہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

خاص طور پر قرآن نے پانی کو انسان کی پیاس بجھانے کا ذریعہ بتایا ہے۔ میٹھا صاف وشفاف، خوش گوار اور اچھے ذائقہ کا پانی تم (انسان) پیتے ہو، باقی دوسرا پانی تمھارے جانور پیتے ہیں۔ اسی سے پھل اگتے ہیں، پیڑ سیراب ہوتے ہیں۔ پانی وہی برساتا ہے۔

(قرآنی مفہوم سورۂ واقعہ)

قرآن مجید میں پانی کا ذکر صراحت (DETAILS) کے ساتھ ۵۸ جگہ آیا ہے۔ ہوا، پانی انسانی زندگی کے لیے ہی نہیں بلکہ کائنات کے وجود وبقا کے لیے بھی ضروری ہے۔ رب العالمین کی پیدا کردہ نعمتوں میں سے پانی عظیم نعمت ہے، اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ انسان کی تخلیق سے لے کر کائنات کی تخلیق تک سبھی چیزوں میں پانی کی جلوہ گری ہے۔ آج پوری دنیا پانی کی کمی اور بڑھتی ہوئی حرارت (TEMPERATURE) سے پریشان ہے۔ آج دنیا کے کئی ممالک پانی کی حفاظت کے لیے نئی نئی تکنیک کو اپنا رہے ہیں اور ہمارا ملک اس معاملے میں کہاں ہے، اس پر کچھ لکھنا دیوار سے سر ٹکرانا ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا

ہے کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے۔؟ جواب تو یہی ہونا چاہیے کہ ذمہ داری تو ہر انسان کی ہے۔اب ذمہ داری دوسرے پر ڈالنے کے بجائے ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں۔آج اور ابھی سے کریں۔اگر ہمیں اپنی اولاد اور آنے والی نسلوں سے محبت ہے تو پانی برباد کرنے کے بجائے پانی بچانے کی ہر ممکن کوشش شروع کرنی ہوگی۔

پانی کی کمی کی شکایت تو سبھی زور وشور سے کرتے ہیں، لمبی لمبی تقریریں کرتے، تحریریں لکھتے ہیں لیکن پانی کی حفاظت پر خود کوئی قدم اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔یہ ہم اپنے قدموں پر کلہاڑی مارنے کا کام کررہے ہیں۔کسی کو سمجھاؤ تو وہ سمجھنے کو تیار نہیں۔جس کے پاس دولت ہے وہ پانی کو اپنی جاگیر سمجھتا ہے اور کہتا ہے پانی استعمال کرنا ہمارا پیدائشی حق ہے چاہے ہم جتنا استعمال کریں،اس کی بحث نہ کریں،میری مرضی ایسی سوچ۔ایسے بول ایک نہ ایک دن ان کے لیے مہنگے پڑیں گے۔قدرت کی پکڑ سے کوئی نہیں بچتا۔اللہ کی پکڑ جب ہوتی ہے تو پھر اس پر نہ آسمان روتا ہے نہ زمین، اور نا قدری کرنے والوں کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انھیں مہلت نہ دی گئی۔

(سورۃ الدخان: آیت ۲۸)

پانی کس طرح برباد ہورہا ہے۔آج جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھیں پانی کی بربادی لوگ کررہے ہیں۔گھر کی صفائی، گاڑی کی دھلائی کرنے میں کتنا پانی برباد کررہے ہیں۔پڑوسی کو پانچ بالٹی پانی دینے میں کلیجہ پھٹ جاتا ہے لیکن اپنے تعیش میں، فضول (WASTE) خرچی کرنے میں حاتم طائی کی قبر پر لات مارنے میں ذرا بھی نہیں شرماتے۔آج بیت الخلا میں (FLUSH) کے ذریعے کتنا پانی برباد کیا جارہا ہے، ہوٹلوں میں گرم پانی آنے کے لیے نل کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔اس میں کم از کم ۵۰ لیٹر (LITRE) پانی مفت میں بہا کر برباد کر دیا جارہا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق شہروں میں ہر سال ۲۹ ارب مربع لیٹر پانی (جس کی قیمت ۴۳ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔) سپلائی کے دوران برباد ہوتا ہے۔(دینک بھاسکر: شمارہ مارچ)

یہ ماہرین اور انجینئر کس کام کے۔؟ ایک سروے کے مطابق ہندستان میں کل ۹۱ ؍ پانی کے ذخیرے موجود ہیں لیکن ان میں ۲۴ فیصد پانی ہی باقی رہ گیا ہے۔ تلنگانہ، آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، مغربی بنگال، راجستھان، مہاراشٹر، اڈیشا، گجرات، جھارکھنڈ، اتر پردیش، اترا کھنڈ، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، کیرالہ اور تمل ناڈو جیسی ریاستوں میں پانی کے ذخائر بہت کم ہو گئے ہیں۔ ہر جگہ کہیں کم کہیں زیادہ تشویشناک صورت حال موجود ہے۔ پانی کی سطح بڑی تیزی کے ساتھ زمین کے نیچے اور بہت نیچے ہوتی جارہی ہے۔ راقم جمشید پور، جواہر نگر میں رہتا ہے۔ یکم جون ۲۰۰۳ میں گھر میں بورنگ ۱۹۰ ؍ فٹ کرائی تھی۔ اب اسی علاقے میں ۳۰۰ ؍ اور ۳۵۰ ؍ فٹ بورنگ ہو رہی ہے جب کہ ناچیز کے گھر سے جھارکھنڈ کی مشہور ندی ''سوورن ریکھا'' صرف آدھا کیلومیٹر کی دوری پر ہے تب یہ حال ہے۔ پینے کے پانی کی بات تو دور ہے، روزمرہ کی ضروریات کے لیے بھی پانی کی کمی ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ راجستھان و مہاراشٹر میں لوگ کپڑا بھیگا کر بدن پوچھ کر نہانے کا کام کررہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان حالات میں حکومتیں کیا قدم اٹھارہی ہیں؟ اور عام لوگ کیا کررہے ہیں؟ کیا عوام کو اس کی فکر نہیں ہونی چاہیے، صرف حکومتوں پر انحصار کرنا کہاں تک صحیح ہوگا؟ دنیا پانی کی حفاظت کر پانے میں ناکام نظر کیوں آرہی ہے۔؟

دنیا کی کوئی تکنیک پانی بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ پانی صرف اور صرف اللہ رب العزت کا انمول عطیہ ہے۔ اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس معاملے میں ہر انسان اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے پانی کم سے کم خرچ کرے اور اس کی بربادی کو روکنے کی کوشش کرے، گھروں میں پانی کا غیر ضروری استعمال کم سے کم کرے، نلوں کے بجائے برتنوں میں پانی لے کر استعمال کرے۔ گھر گھر جا کر ''پانی بچاؤ، زندگی بچاؤ'' مہم چلائے، صفائی کی طرف بھی توجہ دلائے، علما حضرات اپنے بیانوں میں پانی کی بے قدری پر لوگوں کو سمجھائیں، حکومتیں بھی خاص طور پر آبی وسائل کے وزرا اسکیمیں بنائیں اور انہیں سختی سے لاگو کرائیں۔ ہمیں اپنے بچوں کو اگر خوش دیکھنا ہے تو IPL CRICKET بھولنا ہوگا جہاں کرکٹ کے میدانوں میں لاکھو گیلن پانی ڈال کر میدانوں کو

بنایا سنوارا جاتا ہے اور پانی بے دردی سے بہایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال کورٹ نے کئی میچوں کو مہاراشٹر سے ہٹا کر دوسری جگہ کروایا تھا۔ منریگا اسکیم کے تحت اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے بڑے بڑے تالاب بنوائیں جائیں، صرف کاغذوں پر نہیں۔ برساتی پانی جو قدرت کا انمول تحفہ ہے، اسے محفوظ کریں تاکہ کھیتی بھی سیراب ہو، جانور پانی پئیں اور انسانوں کے لیے بھی راحت ہو۔

مسلمانوں کی ذمہ داری:

موجودہ صورت حال میں امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض بنتا ہے کہ وہ پانی کی اہمیت کے پیش نظر دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کریں۔ اگر آج کسی کو پانی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ مسلمانوں کو ہے۔ ''نماز'' جیسی اہم عبادت کو بغیر پاک ہوئے ادا نہیں کرسکتا، بغیر وضو کیے نماز ادا نہیں کرسکتا۔ دن میں پانچ بار وضو کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ پاکی حاصل کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے، بغیر پاکی عبادت کا تصور بھی نہیں کرسکتا لہٰذا آگے بڑھ کر خود پانی کی قدر کریں، پانی بچاؤ کی تحریک چلائیں اور دوسروں کو بھی شامل کریں۔ احادیث پاک میں واقوال صحابہ کرام، تابعین، بزرگان دین اور علما کے یہاں پانی کے استعمال اور احتیاط کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ایسی کون سی (چیز) ہے کہ جس سے انسانوں کو منع نہیں کیا جاسکتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ چیز پانی ہے۔ (بخاری: حدیث ۳۴۷۳)

دوسری حدیث یوں ہے:

''تین چیزیں ایسی ہیں جو سب کے لیے عام ہیں (۱) پانی (۲) گھاس (۳) آگ

(ابوداؤد حدیث، ۳۴۷۷)

پانی کا بے جا استعمال خواہ وضو، غسل کے لیے ہی کیوں نہ ہو منع ہے بلکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اس پر علما کا اجماع ہے کہ پانی میں اسراف منع ہے اگرچہ سمندر کے کنارے پر ہو یا

نی میں اسراف نہ کرے یعنی حاجت شرعیہ سے زیادہ پانی استعمال نہ کرے۔
(صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ، باب المستحب منالماء بحوالہ: فتاویٰ رضویہ: ج،۲ ص۷۶)

دوسری جگہ ہے:

اگر کسی نے دریا سے گھڑا بھر کر پانی زمین پر بے فائدہ بہا دیا تو اس نے پانی برباد کر دیا۔(فتاویٰ رضویہ: ج۲،ص۷۸)

گلاس میں بچا ہوا پانی پھینک دینا گناہ ہے۔آج کل فضول خرچی کو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پانی پیا اور بچا ہوا پانی پھینک دیا۔اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ایک شخص حاضر تھا کہ ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پانی پھینک دیا۔اس پر آپ نے فرمایا: بچے ہوئے پانی کو پھینکنا نہیں چاہیے بلکہ کسی برتن میں ڈال دیتے۔ اس وقت پانی افراط (EXCESS) ہے تو اس کی قدر نہیں۔جنگل جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہوتی ہے۔اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی زندگی بچ جائے۔
(الملفوظ: ج ۳/فیضان سنت: باب/ پانی پینے کی سنتیں،ص ۸۱۰)

جہاں پانی میسر ہو، وہاں پانی پلانا ثواب کا کام ہے۔ایک گھونٹ پانی پلانے کے عوض اللہ رب العزت ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ پانی سب سے بہتر صدقہ ہے۔گرمیوں میں ہم لوگوں کو چاہیے کہ ٹرینوں میں، اسٹیشنوں میں، بس اڈوں میں اور چوراہوں وغیرہ میں پانی پلانے کا ضرور انتظام کریں۔آپ دیکھیں ریلوے اسٹیشنوں پر میں برادران وطن کی مختلف تنظیمیں، مارواڑی یوا منچ، اتکل ایسوسیشن وغیرہ وغیرہ پانی کا انتظام کرتی ہیں ۔ یہ کام مسلمانوں خاص کر نوجوانوں کو ضرور کرنا چاہیے۔ آج کے حالات میں تو اس کی سخت ضرورت ہے۔ ملک میں بھائی چارگی قائم ہوگی ۔ ماہ محرم الحرام میں بہت سے مسلمان مظلوم کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدا واسیران کربلا کی یاد میں لوگوں کو پانی وشربت پلاتے ہیں ۔ یہ بہت ہی اچھا کام ہے، موجب اجر وثواب ہے۔ یہ عمل گرمیوں میں ضرور کریں، بلاتفریق مذہب وملت کریں، اس سے ثواب کے ساتھ میل ومحبت کا جذبہ ابھرے گا اور اللہ کے وہاں بھی سرخرو ہوں گے۔

اگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام اچھا ہے تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہ رہیں بلکہ ایک زندہ قوم کی طرح آبادیوں میں نکلیں، معاشرے کو بیدار کریں اور آنے والی نسلوں کے لیے ضرو کچھ نہ کچھ کریں۔ پانی پلانا بڑے ثواب کا کام ہے، حق مسلم بھی ہے، جنت میں لے جانے والا عمل بھی ہے۔ اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ آج جو ملکی ماحول ہے، اس وقت اس بات کی سخت ضروت ہے کہ ہم خود بھی اس پر عمل پیرا ہوں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی دعوت دیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ پانی کا انتظام کریں اور بلا تفریق مذہب وملت سب کو پلائیں۔ پھر دیکھیں آپ کو کتنا فائدہ وسکون ملے گا۔

کرو مہر بانی تم اہل زمیں پر
خدا مہر باں ہو گا عرش بریں پر

اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

●●●

پانی بچے گا تبھی تو پیجیے گا جناب!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن اللہ رب العزت کے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔اتنی وسیع وعریض دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کے لیے کھانے پینے کے واسطے ہر طرح کی ضروریات وسہولیات کی بے شمار چیزیں پیدا فرمائیں اور فرمایا:

وَاٰتٰکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ۔ (سورۂ ابراھیم: آیت ۳۴)

ترجمہ: اور اس (اللہ) نے تمھیں ہر وہ چیز عطا فرمادی جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو (تو) پورا شمار نہ کرسکو گے، بیشک انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

رب العالمین سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ جب رب سارے جہان کا پالنے والا ہے تو پھر آج زندگی کی اہم ضروریات کی چیزیں کیوں کم پڑ رہی ہیں؟ غور کریں، اپنا محاسبہ کریں۔ پانی جیسی انمول نعمت جو اللہ کی ہر مخلوق کی ضرورت ہے، اس کی اتنی کمی کیوں ہورہی ہے جب کہ پانی کے بارے میں قرآن کریم نے مختلف طریقے سے بتایا کہ پانی اللہ نے پینے کے لیے برسایا، اللہ نے پانی زمین کو سیراب کرنے کے لیے برسایا، اللہ نے پیٹ کے بل چلنے والی مخلوق (سانپ، بچھو، وغیرہ وغیرہ) کے لیے پانی پیدا فرمایا، اللہ نے آسمان سے تم پر پانی اس لیے اتارا کہ تمھیں اس سے ستھرا (پاک وصاف) کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کردے۔ (سورہ نمبر ۸، آیت نمبر ۱۱)

وہ خود قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا، اور ہم نے پانی اس لیے اتارا کہ زندہ کردیں مُردہ زمین کو اور اس پانی کو پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو۔ (سورہ ۲۵، آیت ۴۹)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس پانی کے ذریعے سے تمھارے لیے رزق کے طور پر پھل پیدا کیے۔

(سورہ ۱۴، آیت ۳۲)

یہ بھی فرمایا:

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی بارش) نازل کی جس سے ہر طرح کے پھل نکلتے ہیں۔ (سورہ ۷، آیت ۵۷)

قرآن کریم میں ۹۳ جگہ پانی کا ذکر آیا ہے اور اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ فلاں فلاں چیز کی ضرورت کے لیے پانی برسایا۔ ظاہری بات ہے جب اتنی ضروریات ہیں اور رب تعالیٰ پالنے والا ہے تو وہ پانی کم کیسے پیدا فرمائے گا کہ اس کی مخلوق پیاسی رہے (یا بھوکی) رہے یا دوسری ضرورتیں پوری نہ ہوں۔ اللہ کی رحمت تو بندوں پر جھما جھم برس رہی ہیں اور ربِ کریم فرما رہا ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (سورۂ اعراف: آیت ۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ زیادہ خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

کھانے پینے کا حکم خود رب تبارک وتعالیٰ دے رہا ہے، ساتھ میں یہ بھی فرما رہا ہے فضول خرچی نہ کرو۔ اللہ کے اس حکم کو آج اولادِ آدم بھول گئی ہے اور اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے اور آنے والے دنوں میں اپنی کرنی ہی کی وجہ سے ہی پینے کے لیے بوند بوند پانی کو ترسے گی۔ حضرت انسان آج اپنے کو ترقی یافتہ سمجھ بیٹھا ہے اور جدید ٹکنالوجی کی مدد سے قدرتی

وسائل و ذخائر کو حاصل کر کے بے دریغ خرچ ہی نہیں برباد کر رہا ہے، خود کردہ را علاج/ علاجے نیست ۔خود کے کیے کا کوئی علاج نہیں۔ *there is no remedy for one 's own wrongdoing*

گرمی شروع ہوئی کہ پورے ملک میں پانی، پانی، پانی کا ہاہا کار مچنا شروع ہو گیا۔ سیاسی بیان بازیاں عروج پر ہیں۔ ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرانا سیاسی لوگوں کا پرانا طریقہ ہے۔حکومتیں مستقل لائحہ عمل تیار نہیں کر رہی ہیں اور کر بھی رہی ہیں تو رفتار کچھوے کی چال سے بھی زیادہ سست ہے۔ ارجنٹ مدد کی ضرورتوں میں پاکٹ بھرنے میں زیادہ دلچسپی بنی رہتی ہے اور گھوٹالوں میں سرفہرت ملکوں میں ''ہمارا بھارت مہان'' کے پیارے پیارے باسی بغیر ڈکار کے سب ہضم کر جاتے ہیں۔قدرتی نظام سے لڑنا اپنے لیے گڑھا، قبر کھودنے جیسا ہوتا ہے، لیکن اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ ۳۰۰ رفٹ اس کے بعد ۴۰۰ رفٹ کے بعد بور ویل کر کے پانی پالینا کوئی کمال نہیں، حماقت ہے۔قدرتی نعمتوں اور وسائل و ذخائر کو برباد کر کے ہم اپنے لیے نئے نئے مسائل کھڑے کر رہے ہیں اور اس کا دوش دوسروں پر ڈال رہے ہیں۔اس سے بات بننے والی نہیں۔ ہر آدمی اپنی ذمہ داری نبھائے تبھی کچھ ہوگا، رونے سے کچھ ہونے والا نہیں۔ پانی آپ برباد کریں گے تو پانی آپ کو دھتکار دے گا جیسے آج کل ہو رہا ہے۔ ملک کے کئی حصوں میں پانی کی سخت کمی سے لوگ بے حال و پریشان ہیں۔ ہر آدمی اپنے گھر سے پانی کی حفاظت کا بیڑا اٹھائے، دوسروں کو بھاشن دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔

آج ہمارے سماج میں ملک میں دوسروں کے لیے اصول وقوانین بنائے جاتے ہیں، خلاف ورزی کرنے پر سزائیں دی جاتی ہیں، ذمہ دار لوگ کریں تو کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔غریب عورتیں خالی برتن لیے میلوں دور سڑکوں، نالوں، ندیوں میں پانی لینے کے لیے ماری ماری پھرتی رہتی ہیں۔منسٹروں اور بڑے لوگوں کے یہاں اور ہوٹلوں میں چائے کا ایک کپ دھونے میں نل سے اتنی مقدار میں پانی بہا دیا جاتا ہے کہ اتنی دیر میں پانی سے ایک بالٹی بھر جائے گی۔ کپڑے دھونے کی آٹومیٹک مشینوں اور سیمی مشینوں سے کپڑے دھونے میں پانی اس طرح بہا یا جاتا ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ نل کا کنکشن دریاؤں یا سمندر سے جڑا

ہوا ہے۔ پانی اب خریدا جارہا ہے جس کے پاس جتنی دولت ہے، اسی اعتبار سے خرید رہا ہے۔ پہلے پانی بیچا نہیں جاتا تھا، پانی کو تالابوں اور ندیوں میں جمع کرنے کی روایت تھی، اب پانی ہم خریدنے لگے ہیں تو یہ سوچ رہے ہیں کہ پیسے سے سب چیز خرید لیں گے۔ یہ دولت مندوں کی بھول ہے۔ صنعت کاری (industry) کے کارخانوں میں پانی کی کھپت بہت تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ کسانوں کو کھیتی کے لیے پانی کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے۔ پانی کے مسلسل غلط استعمال سے زمین کا پانی بہت تیزی سے نیچے چلا جارہا ہے جو بہت فکر کی بات ہے۔ زمین کے اندر سے پانی نکال کر ہم یہ سوچ رہے ہیں ہم نے بڑا کمال کر دیا لیکن ہم اپنے ہی ہاتھوں قدرت کی انمول شئے پانی کے ذخائر کو برباد کر رہے ہیں۔ سب کو سوچنا ہوگا، جو بن پڑے کرنا ہوگا ورنہ سب کو بھگتنا ہوگا۔

ہمارا پیارا ملک ہندوستان قدرتی خزانوں سے مالا مال ہے۔ کوئلہ، تانبا، پیتل، یورو نیم، پہاڑوں، ندیوں سے لبالب ہیں، لیکن کوئلہ سے لے کر بالو تک ندیوں سے بے تحاشہ نکال کر قدرتی نظام کو بدل رہے ہیں اور ندیوں کی زندگی خراب کر کے طرح طرح کی مصیبتیں مول لے رہے ہیں۔ ہندوستان میں ۲۶۳ ر ندیاں ہیں۔ جو بھی ندی ایک سے زیادہ ریاستوں سے گزرتی ہیں ان ندیوں کے پانی کا جھگڑا چل رہا ہے۔ کئی کیس سپریم کورٹ میں چل رہے ہیں۔ پنجاب ہریانہ کے بیچ ستلج و یاس یمنا گزرتی ہے، یہاں لڑائی بہت زمانے سے ہے۔ عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ دہلی ہریانہ کے بیچ یمنا کو لے کر جھگڑا چل رہا ہے۔ یاد رہے کہ ہریانہ میں جاٹ آندولن کے وقت جگہ جگہ نہر کاٹ کر یمنا کا پانی دہلی جانے سے روک دیا گیا تھا۔ ایمرجنسی جیسے حالات پیدا ہو گئے تھے، فوج طلب کر کے نہر کی مرمت کرائی گئی تھی اور دہلی کو پانی کی سپلائی شروع کی جاسکی تھی۔ دہلی کو ۲۱۵ ر ایم جی ڈی پانی یمنا سے اور ۲۴۰ ر ایم جی ڈی پانی گنگا ندی سے ملتا ہے۔ اکثر پانی کو لے کر کہا سنی ہوتی رہتی ہے۔ کرناٹک اور تامل ناڈو میں کاویری ندی کے پانی کو لے کر جھگڑا بہت پرانا ہے۔ گزشتہ سال سپریم کورٹ نے پانی کی مقدار مقرر کی۔ کرناٹک اور تامل ناڈو میں حالات بدتر ہو گئے، سیکڑوں بسوں کو جلا گیا، اربوں کی املاک کو برباد کیا گیا، مہینوں حالات خراب رہے۔ ندیوں میں جو خرابیاں ڈیم بنا کر،

پل بنا کر اور بے تحاشا بالو نکال کر پیدا ہو رہی ہیں، ان کو سدھارنے کی کوشش نہ ہی ریاستی حکومتیں اور نہ ہی سنٹرل حکومت کر رہی ہے۔ گزشتہ سال مغربی بنگال میں پانی کی کمی کی وجہ سے کتنا بڑا حادثہ ٹلا تھا، این ٹی پی سی کو پانی کی کمی سے بند کرنا پڑا تھا۔ فرکا فیڈر نہر میں پانی کم ہونے کی وجہ سے این ٹی پی سی کو بند کرنا پڑا، مشینوں کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے پانی نہیں تھا۔ مغربی بنگال کا ایک بڑا علاقہ بجلی کی قلت سے دو چار ہوا، فیکٹریاں بند ہو گئیں اور سیکڑوں مسائل پیدا ہو گئے۔

تازہ رپورٹ ملاحظہ کریں۔ ہندوستان کے بڑے ہندی اخبار ''امر اُجالا'' میں پانی کی کمی کے سروے رِپورٹ پڑھیں، آنکھیں کھولیں، سوچیں، کیا ہوگا:

''گنگا کے جل استر کی لگا تار گراوٹ (کمی) کی وجہ سے کان پور بھیرو گھاٹ وارڈ نمبر ۶۷ جس سے ۳۰ /لاکھ کی آبادی کو گنگا ندی سے پانی ملتا ہے، پانی کی زبردست کمی ہو گئی ہے۔ جے این یو آر ایم کی جل آپورتی یوجنا بھرسٹاچار کی بھینٹ چڑھ گئی۔ ۲۰۰۸ میں شروع اس یوجنا پر جل نگم نے 7.59 ارب روپے خرچ کیے مگر متعینہ وقت ۲۰۱۳ سے ختم ہونے کے پانچ سال بعد بھی لوگوں کو بھرپور پانی نہیں مل رہا ہے۔ بھیرو گھاٹ پمپنگ اسٹیشن سے گنگا کی دھارا ۱۰۰ میٹر ابھی سے نیچے چلی گئی ہے۔ ابھی گرمی شروع بھی نہیں ہوئی ہے اور لوگوں کو بھرپور پانی بھی نہیں مل رہا ہے۔ اس سال بھیانک صورتِ حال پیدا ہونے والی ہے۔''

(امر اجالا: ۲۶ /فروری ۲۰۱۸، کان پور)

لوگ سوچتے ہیں، ہم ندی کے کنارے بسے ہیں تو بلے بلے۔ پانی تو ملے گا ہی۔ ایسا نہیں۔ پانی کسی کی جاگیر نہیں، قدرت کا عطیہ ہے، اسے جو سنبھالے گا، عزت دے گا، وہی پیئے گا اور سیراب ہوگا۔ یہ سب حال دیکھ کر سن کر بھی ہم اندھے بہرے بنے ہوئے ہیں۔ وقتی طور پر واویلا مچاتے ہیں، پھر آنکھ بند کر کے بے سدھ ہو جاتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں پانی کی ضرورت ہے۔ اللہ نے اسی لیے فرمایا کہ پانی فلاں چیز کے لیے برسایا، فلاں چیز کے لیے پیدا فرمایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ پانی کی ہر بوند ہر شخص کے لیے قیمتی ہے۔ پانی اگر پینا ہے تو پانی کو بچانا ہوگا اس سے پہلے کہ پانی ختم ہو جائے۔ ملک کے مختلف علاقوں کی خشک سالی نے یہ

بتادیا ہے۔

پانی کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے:

راجستھان کے جیسلمیر اور دوسرے علاقوں سے سیکھنے کی ضرورت ہے جہاں بارش کی ایک ایک بوند کو بہت عزت واحترام کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے، جو سال بھر ان کی پیاس بجھاتی ہے۔ اللہ نہ کرے ہم اور آپ پر وہ دن آئے اس سے پہلے سب کو غور کرنا ہوگا۔ پانی کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔ معروف سائنس داں اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) جن انتقال ۱۴؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ہوا، انہوں نے ابھی چند ماہ پہلے ہی اس کرۂ ارض پر انسانوں کے ذریعے قدرتی وسائل کے بے دریغ برباد کرنے کی وجہ سے کرۂ ارض کے آئندہ سو سال میں تباہ ہونے کی پیشن گوئی کر کے پوری دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس کے باوجود ہم قدرتی وسائل کو برباد کر رہے ہیں۔ برباد ہم کریں گے تو جھیلے گا کون؟ ترقی کون نہیں چاہتا۔ ترقی کے لیے پانی جیسے قدرتی وسائل کو نیست و نابود کر دیں تو ترقی کو لے کر چاٹیں گے کیا؟۔ پانی کی ضرورت کو رکھ کر ترقی کے پروجیکٹ لگانا ہوگا، پیڑ لگانے ہوں گے، تالاب بنانے ہوں گے، ندیوں کی زندگی لمبی کرنے کے لیے ندیوں کو گہرا کرنا ہوگا، کچڑا ڈال کر ندیوں کو بھر دیں گے اور پانی چاہیں گے یہ تو وہی مثال ہوئی کسی کو گولی مار دیں اور پھر اسے آکسیجن دے کر زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

مچھلی جل کی رانی ہے
جیون اس کا پانی ہے

پانی ہوگا تبھی تو آپ کی، ہماری، سب کی زندگی باقی رہے گی۔ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

سفر ضروری یا جان کی حفاظت؟

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا اور اِتنی وسیع وعریض خوبصورت دنیا بھی۔ دنیا میں رہ کر اللہ کی عبادت کریں اور جو برتنے (استعمال) کی چیزیں ہیں اُن سے فائدہ بھی حاصل کریں۔ یہ علم بھی اللہ نے اپنی ہر مخلوق کو عطا فرمایا، یہ اس کا احسان عظیم ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں الگ الگ جگہ طرح طرح کی خوبیاں رکھیں اور سفر کی سہولیات بھی عطا فرمائیں اور سفر کے طور طریقے بھی بتائے تا کہ انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر اللہ کی قدرت کا نظارہ کرے، اس کا شکر ادا کرے اور اپنی ضروریات کی چیزیں اور روزی روٹی بھی حاصل کرے۔ سفر کی صعوبتوں کو برداشت کر کے ترقی کا زینہ چڑھ کر اپنے کو مالا مال کرے۔ سفر کے فوائد ونقصان قرآن کریم واحادیث کریمہ میں موجود ہیں۔ سفر کے فوائد اور اس کے سرور، (خوشی، فرحت) کا ذکر میں قرآن یوں کہتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ..الخ

(سورۂ یونس: آیت ۲۲)

ترجمہ: وہی ہے جو سیر کراتا ہے تمھیں خشک زمین اور سمندر میں یہاں تک کہ جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلنے لگتی ہیں مسافروں کو لے کر موافق ہوا کی وجہ سے اور وہ مسرور ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں اپنی قدرت اور رحمت کی ایک اور نشانی اور اپنے خاص انعام ''سفر'' کا ذکر فرمارہا ہے کہ دیکھو! ہم نے اپنے فضل وکرم سے تمھارے لیے سواریوں کا انتظام فرمایا دیا ہے جن کے ذریعے تم لمبی دوریوں کو آسانی سے طے کر سکتے ہو۔ اگر یہ تیز رفتار سواریاں

(گاڑیاں، ریل، جہاز وغیرہ وغیرہ) نہ ہوتیں تو تم بحر وبر کی ان وسعتوں میں ہی کھو کر رہ جاتے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچ نے میں عمریں ختم ہو جاتیں۔ بھلا تم سمندر کے گہرے اور بیکراں پانی کو کیسے پار کر سکتے تھے؟ یہ سب اللہ رب العزت کی عنایت اور اس کا کرم ہے کہ ایسی سواریوں کا بندو بست فرما دیا جو تمھیں اپنے کندھوں پر اُٹھائے تیز رفتاری سے کھلے میدانوں، دشوار پہاڑی راستوں، گھنے جنگلوں، ریگستانوں، دریاؤں اور فضاؤں میں دوڑتی پھرتی ہیں۔ غور کرو اگر آمدورفت کی یہ سہولتیں نہ ہوتیں تو، تم کو علم وفن کی یہ ترقی، تجارت وصنعت کی یہ گہما گہمی اور تہذیب وتمدن کی یہ بہاریں کیسے ملتیں؟ ہرگز نہیں پھر تم اس کا شکریہ کیوں نہیں بجالاتے۔

سفر کی مشکلات:

جہاں سفر میں بے شمار فوائد ہیں وہیں بہت سی مشکلات بھی ہیں جو انتہائی سنگین ہیں۔ ترقی یافتہ زمانہ اور زبردست آرام دہ سفر کے باوجود جان کو خطرہ لاحق رہتا ہے اور آج تو بھگوا تنظیموں نے ملکی حالات کو سنگین بنا دیا ہے۔ روز روز نئے حادثات میں حافظ جنید، بلو خان وغیرہ وغیرہ کی جانیں جارہی ہیں۔ مسلمانوں پر ساری قیامت گزر رہی ہے، کوئی آہ تک سننے والا نہیں ہے۔ حکام ہاتھ پر ہاتھ دھرے ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم'' کی مورت (صورت) اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا صرف اللہ ہی حامی وناصر ہے۔ اس وقت ملک کی سب سے بڑی اقلیت ''مسلمان'' سفر تو کیا حضر میں بھی اپنے کو غیر محفوظ (Unsafe) محسوس کر رہی ہے۔ لو جہاد، گئو رکشا، آستھا اور دیش بھگتی کے نام پر حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا ہے۔ کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ مقصد ہے مسلمانوں کو شدید خوف وہراس میں رکھا جائے اور ڈرا کر احساس کمتری کا شکار بنا دیا جائے۔ ملک کی سیاسی بساط ہی الٹ گئی۔ جب سے مرکز میں آر ایس ایس کے وچار دھارا والی حکومت آئی ہے، عوام اور بالخصوص اقلیتیں، اور ان میں بھی خاص طور پر مسلمان شدید نفسیاتی دباؤ میں رہ رہے ہیں۔ سفر ہو یا حضر ہر وقت ایک انجانا سا خوف لگا رہتا ہے۔ زندگی میں انسانی ضروریات کے مطابق سفر کی ضرورت پڑتی ہی رہتی

ہے۔سفر میں انسان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی سبب سے اللہ رب ا لعزت نے نماز جیسی اہم عبادت پر رخصت عطا فرمائی اور قصر کا حکم دیا۔

سفر کی ہدایات مختلف طریقے سے قرآن کریم میں کئی جگہ بیان فرمائی گئی ہیں:

سورۂ نساء: آیت ۱۰۱ سے ۱۰۲۔سورۂ توبہ: آیت ۴۲۔سورۂ نحل: آیت ۸۰۔سورۂ زخرف: آیت ۱۳ سے ۱۴۔وغیرہ وغیرہ۔

فرمانِ الٰہی ہے کہ تم کہیں سفر میں جارہے ہو (یہی الفاظ سفر کے لیے سورۂ مزمل میں بھی آئے ہیں) تو تم پر نماز کی تخفیف ''قصر'' کرنے میں کوئی گناہ نہیں یعنی بجائے چار رکعت دو رکعت ہے جسے جمہور علمانے اس آیت سے سمجھا ہے۔(تفصیل کے لیے فقہ کی کتابیں مثلاً قانونِ شریعت، بہارِشریعت کا مطالعہ فرمائیں) حدیثوں میں نماز قصر کا ذکر صراحت سے ملتا ہے۔حضرت ابن سیرین،ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ سے مکہ کے لیے نکلے۔آپ کو سوائے اللہ رب العالمین کے کسی کا خوف نہ تھا (اس کے باوجود) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں۔امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے (جامع الترمذی: باب/سفر میں قصر نماز پڑھنے کا بیان، حدیث ۵۴۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سفر میں ''قصر'' خوف کی وجہ سے نہیں ہے، جیسا کی بعض لوگ سمجھتے ہیں، سفر خواہ کیسا بھی ہو، پرامن ہو، اس میں قصر کی (چھوٹ) ہے۔نسائی: حدیث ۱۴۳۶۔مسند احمد: ج ۱، ص ۲۱۵، اور ترمذی کی حدیث نمبر ۵۴۸ میں بھی اس کا ذکر ہے۔

واضح رہے کہ جب سفر میں نماز جیسی عبادت پر قصر کی چھوٹ ہے تو سفر کے بارے میں ہمیں اور احتیاط کرنا چاہیے اور خوب سوچ سمجھ کر سفر کا پروگرام مرتب کرنا چاہیے۔حالات اگر سفر کی اجازت نہ دیں تو سفر بعد میں کریں، جان کی حفاظت ضروری ہے۔اس وقت ملکی حالات جنگی صورت حال جیسے ہیں۔مسلمان اس وقت دفاعی صورت حال میں بھی نہیں ہے لہٰذا حکمت عملی اور تدابیر کے ساتھ چوکنے رہیں اور خوب سوچ سمجھ کر اور تیاری کے ساتھ سفر کا پروگرام شروع کریں کیوں کہ حالات روز بروز خراب ہوتے جارہے ہیں۔جو لوگ خبروں

سے باخبر رہتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ روز روز نئے نئے حادثات ہو رہے ہیں لہٰذا احتیاط کے حکم کو مانیں۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کا ایک واقعہ پڑھیں کہ جس میں انہیں اللہ تعالیٰ نے احتیاط کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

غزوۂ انمار میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم بخشی۔ جب کوئی کافر مقابل نہ رہا تو حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے لشکر سے بہت دور جنگل تشریف لے گئے۔ دشمن رسول حویرث بن حارث محاربی کو پتہ چلا تو تلوار لے کر دوڑا اور تلوار کھینچ کر سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا کہ اے محمد! (ﷺ) اب آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے نہایت بے پرواہی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ جب اس نے وار کرنے کا ارادہ کیا تو اوندھے منھ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ تلوار حضور ﷺ نے اُٹھائی اور فرمایا کہ بتا! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔؟ بولا؟ کوئی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلمہ پڑھ لے تو تجھے امان ہے۔ وہ بولا: میں تو کلمہ نہیں پڑھتا، البتہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو آپ سے لڑوں گا، نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ اس پر حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ اسی وقت سورۂ نساء کی ۱۰۲ نمبر کی آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایسے وقت میں جس کام پر جاؤ، احتیاط کے ساتھ جاؤ۔ (تفسیر نور العرفان: ص۱۴۹)

اور یہاں تک کہ نماز جیسی اہم عبادت میں بھی احتیاط کا حکم فرمایا:

ترجمہ: اور اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیے کی ان میں سے ایک جماعت تمھارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کریں تو ہٹ کر پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت نماز میں شریک نہ تھی۔ اب وہ تمھارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اپنے ہتھیار لیے رہیں اور کافروں کی تمنا ہے کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل نہ ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں، اور تم پر مضائقہ نہیں اگر مہینے کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو۔ بیشک اللہ نے کافروں کے لیے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۂ نساء: آیت ۱۰۱، کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ ''ذات الرقاع'' میں نبی ﷺ نے ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ با جماعت ادا فرمائی۔ کافروں کو بہت رنج ہوا کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقع ملا مگر ہم چوک گئے۔ بعض کفار بولے کہ مت گھبراؤ، عنقریب ان کی عصر کی نماز کا وقت آ رہا ہے۔ وہ نماز تو مسلمانوں کو جان و مال و اولاد اور ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

(سورۃ البقرۃ: آیت ۲۳۸)

ترجمہ: نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

لہٰذا جب یہ مسلمان نماز میں کھڑے ہوں تو پوری قوت سے ان پر حملہ کر دینا۔ چنانچہ اسی وقت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یعنی جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جائے تو آپ نمازیوں کی دو جماعتیں کر دیں۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے اور دوسری دشمن کے مقابل میں رہے۔ دوسری رکعت میں یہ جماعت دشمن کے مقابل میں چلی جائے اور وہ جماعت آپ کے پیچھے آ جائے۔ پھر وہ اپنی بقیہ رکعت پڑھ لیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں بلکہ مع اسلحہ کے نماز پڑھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار لیے رہیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں جیسے تلوار، خنجر یا (آج کل بندوق) وغیرہ وغیرہ۔ دوسری جماعت جو دشمن سے مقابلے میں ہے وہ بھی اور جو نماز میں ہے وہ بھی، دونوں جماعتیں ہتھیار سے لیس رہیں۔ معلوم ہوا کہ نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی معاف نہ کی گئی۔ افسوس ان پر جو آج نماز کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جنگ میں بہت سخت زخمی تھے، انھیں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا بہت گراں (سخت) تھا۔ ان کے تعلق سے یہ آیت اتری۔ اس آیت کریمہ سے بعض علما نے اس پر دلیل پکڑی کہ نماز خوف میں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا واجب ہے۔ کچھ کا قول مستحب ہے۔

سفر میں، جنگ میں نماز جیسی عبادت ادا کرتے وقت بھی حفاظت کا حکم ہے تو پھر کیوں

نہ مسلمان سفر میں وہ تمام ممکن احتیاطی تدابیر اپنائیں جو قانونی پکڑ میں نہ آئیں اور حکمت و دانائی سے اپنی حفاظت بھی کریں۔ جب حالات خراب ہوتے ہیں تو بڑے بڑے سپر پاور مما لک امریکہ، انگلینڈ، فرانس، ترکی اپنے اپنے شہریوں کو ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں کہ فلاں ملک نہیں جانا ہے، فلاں شہر نہیں جانا ہے، فلاں چیز نہیں خریدنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ سفر کریں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ (سورۂ نساء)

ترجمہ: اپنے بچاؤ کی راہ اختیار کرو۔ سفر میں نکلنے سے پہلے سفر کی دعا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ضرور پڑھیں۔ برکت وحفاظت کے لیے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق (۱) قُلْ یآ ایها الکافرون (۲) اِذَجَآء (۳) قل هو الله احد پڑھیں۔ پہلی کوشش یہ ہو کہ گروپ کی شکل میں سفر کا پروگرام بنائیں خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، کم از کم تین لوگ ہوں تو بہتر ہے۔ سفر میں ایک شخص کو امیر (گارجین) بنالیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

تین آدمی سفر پر ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ (ابوداؤد)

امیر سب سے مشورہ کرے اور سفر میں سب کا خیال رکھے نہ کہ حاکم بن جائے اور خدمت لینا شروع کردے۔ اپنے تمام دستاویز ID جیسے آدھار کارڈ، ووٹر آئی ڈی کارڈ، ڈرائیورنگ لائیسنس، پاسپورٹ کی فوٹو کاپیاں، اپنے تمام سامان بیگ، اٹیچی، ہینڈ بیگ سب میں ایک ایک کاپی حفاظت سے رکھ دیں اور خود اپنے پاس بھی پلاسٹک میں کر کے ضرور رکھیں۔ کئی ایسے اہم واقعات ہیں جو لکھنے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مقالہ طویل ہونے کا ڈر ستا رہا ہے۔ گزشتہ سال ممبئی میں سفیروں کے ساتھ اور وشاکھا پٹنم میں تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو پولیس نے حراست میں لے کر ان کے ڈاکومنٹس کو پھاڑ دیے اور طرح طرح کے الزام لگا کر بہت زدوکوب کیا، پریشان کیا۔ جب ان کے جان کاروں کو اطلاع ہوئی تو ان لو

گوں نے تھانہ جا کر سارے دستاویز دکھائے۔ان کے سامانوں میں وہی دستاویز نکلے تو مجبو راً پولیس کو چھوڑ نا پڑا۔حافظ صاحب کا نذرانہ کمینوں نے غائب کر دیا اور سفیر حضرات کی رقم بھی ہڑپ لرلی۔یادر ہے۔

نہ یہ ظلم وستم ہوتا نہ یہ بے چارگی ہوتی
حکومت کرنے والوں کی نیت نہ گر بری ہوتی

جب نیت ہی بری ہے تو ان سے انصاف کی کیا اُمید کی جائے۔

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

عقلمند را اشارہ کافی است:

اپنی حفاظت آپ خود کریں،الرٹ ہو کر سفر کریں،ٹرینوں میں کھانے پینے کی چیزوں میں ممنوعہ سامان ہرگز نہ لے جائیں۔سیٹ پر بیٹھے لوگوں سے خود ہی باتوں میں پہل کریں کہ مثلاً آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔اچھے سے بیٹھنے کو کہیں،اخلاق سے پیش آئیں۔یاد رکھیں سفر میں سیاسی گفتگو ہرگز ہرگز نہ کریں،انجان بنے رہیں۔بہت ضروری کام کی باتیں کریں،باقی اللہ کی بارگاہ میں لو لگائیں رہیں۔کثرت سے توبہ استغفار ودرود شریف کا ورد کریں،اپنے ساتھ میں لیموں،سیب،امرود رکھیں،اس کے کاٹنے کے لیے ایک اچھا تیز چاقو رکھیں،پسی مرچ زیادہ مقدار میں رکھیں،وقت ضرورت حفاظت کے لیے استعمال کریں،حتی الامکان صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں۔جب بات جان پر بن آئے تو رحم کی بھیک قطعی نہ مانگیں، موت برحق ہے۔اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر۔۔۔۔یادرہے ظالم بزدل ہوتا ہے اور اللہ مظلوم کا مددگار،قرآن کریم میں ہے:

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ۔
(سورہ الشوریٰ: آیت ۴۱،)

ترجمہ: جو مظلوم اپنے ظالم سے اس کے ظلم کا انتقام (بدلہ) لے اس پر کوئی مواخذہ

نہیں۔

سفر میں پریشانیاں لازم ہیں۔ اگر سیٹ پر کوئی آ کر بیٹھتا ہے تو بیٹھنے دیں۔ تھوڑی تکلیف خوش دلی سے اُٹھائیں، مجبوری سے نہیں۔ ان شاء اللہ رب کی مدد شاملِ حال رہے گی۔ انتہائی ضروری ہو تو سفر کریں ورنہ پرہیز لازم ہے۔

طوفان نوح لانے سے ہے کیا فائدہ
دو اشک ہی بہت ہیں گر کچھ اثر کریں

یا ارحم الراحمین! تمام مسلمانوں کی جان، مال، ایمان، عزت، آبرو، روزی، کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

●●●

شراب و جوا اور سٹہ کا بڑھتا رجحان: لمحہ فکریہ؟

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، علم اور عقل سے سرفراز فرمایا تاکہ بندہ اپنے رب کے حکم کو بجالائے اور اس کے احکام کی پیروی کرے۔ صرف نیکی ہی کا حکم نہیں دیا بلکہ برائی سے بچنے کا بھی حکم دیا تاکہ انسان اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دے۔ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی نہیں حاصل ہوتی بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں، پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا صرف دکھاوے کے لیے نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کی خوشنودی وآخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔

دولت مند ہونا اسلام میں برا نہیں بلکہ عطاے الٰہی اور فضل وکمال ہے مگر ناجائز اور حرام طریقے سے دولت مند بننا اسلام میں برا ہے۔ آج کھلے عام جوا، سٹہ، لاٹری اور جوئے کے اڈے بنام کلب چل رہے ہیں۔ ان حرام طریقوں کو اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔ اس کے منع کرنے میں بہت سی حکمتیں ہیں جن کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ مال کی بربادی، وقت کی بربادی، عزت ووقار کی بربادی، بیوی بچوں کے حقوق سے غفلت، مسلمانوں کے حقوق سے غفلت، دنیا وآخرت کا زبردست نقصان، رب ذوالجلال اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی وہ حکمتیں ہیں جس کے باعث اسلام میں جوا، سٹہ اور لاٹری وغیرہ حرام ہے۔ اسلام نے ایسے تمام ذرائع اور روزگار کو حرام قرار دیا ہے جو جائز راہِ تجارت وزراعت اور محنت کے بغیر کسی باطل وناجائز طریقے سے کمایا مال ہو۔ اس وقت مسلم معاشرہ سود کے ساتھ جوا، سٹہ، لاٹری کی لعنت میں گرفتار ہے۔ جوا، لاٹری، سٹہ میں رقم لگانے والا شخص اس آرزو وامید

کے ساتھ اس کھیل میں شریک ہوتا ہے کہ ہمیں بغیر محنت کیے کئی گنا زیادہ نفع (profit
) حاصل ہوگا۔ لیکن اس میں شریک ہونے والے سارے لوگوں کو منافع حاصل نہیں
ہوتا بلکہ جیتنے والا کثیر رقم پر قبضہ جما لیتا ہے اور دوسرے شریک جو آرزؤں اور تمناؤں کے
خیالی دنیا میں جیتنے کی لالچ میں دولت کی بازی لگاتے ہیں، کف افسوس ملتے رہتے ہیں۔ اللہ
رب العزت نے قرآن مجید میں شراب و جوا کو حرام فرمایا اور سخت وعید بھی فرمائی:

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک
شیطان کے کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور
جوا کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض و کینہ ڈال دے اور تمھیں اللہ کی یاد سے
اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آتے ہو؟

یہ سارے کام رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ سے ہیں یعنی ناپاک شیطانی کام ہیں۔
اس آیت کریمہ میں چار چیزوں کے نجاست وخباثت اور ان کا شیطانی کام ہونے کے
بارے میں بیان فرمایا اور ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:
(۱) شراب (۲) جوا (۳) انصاب یعنی بت اور (۴) ازلام یعنی پانسے ڈالنا۔

شراب پینے کی وعیدیں:

شراب حرام ہے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ نے بہارِ شریعت میں بہت
صراحت کے ساتھ شراب و جوا کے نقصانات بیان فرمائے ہیں:

شراب پینے کی وجہ سے بہت سے گناہ پیدا ہوتے ہیں لہٰذا اگر اس کو معاصی
(یعنی گناہوں) اور بے حیائیوں کی اصل کہا جائے تو بجا ہے۔ (بہارشریعت: ج۹ص ۳۸۵)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''شراب ہرگز نہ پیو کہ یہ ہر بدکاری کی اصل ہے۔ (مسند امام احمد: حدیث نمبر ۲۲۱۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور ﷺ نے شراب کے بارے میں دس لوگوں پر لعنت فرمائی: (۱) شراب بنانے

والے پر(۲) شراب بنوانے والے پر(۳) شراب پینے والے پر(۴) شراب اٹھانے والے پر(۵) جس کے پاس شراب اٹھا کر لائی گئی اس پر(۶) شراب پلانے والے پر(۷) شراب خریدنے والے پر(۸) شراب بیچنے والے پر(۹) شراب کی آمدنی کھانے والے پر(۱۰) جس کے لیے شراب خریدی گئی اس پر۔ (ترمذی: حدیث نمبر ۱۲۹۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو اتنی ہی پیپ (مواد، رطوبت، pus) پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے اسے چھوڑے گا، میں اس کو حوض قدس سے پلاؤں گا۔ (مسند امام احمد: حدیث نمبر ۲۲۲۸)

جوا، سٹہ، لاٹری (Lottery) کو روکنے کے لیے اسلامی ہدایت:

اسلام کے سوا کسی بھی مذہب نے جوا، سٹہ، اور لاٹری کے کھیلنے پر روک نہیں لگائی۔ دوسرے مذاہب کا تقابلی مطالعہ کریں تو ان کے یہاں اسے کرنا اور کھیلنا نیک شگون (اچھا) مانا جاتا ہے۔ استغفر اللہ!۔ اسلام ہی نے ان کاموں کو شیطانی کام بتایا ہے۔ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱۔ ۹۲ کی تفسیر پڑھیں۔ اسلام کا معاشی نظام بالکل صاف ستھرا ہے۔ اگر آج مسلم دنیا اسے اپنا لے تو معاشرے سے سودخوری، جوابازی، لاٹری بازی کی لعنت ختم ہو جائے۔ کیا کسی مسلمان کو فکر ہے کہ قوم مسلم آخر اس قدر جوا، سٹہ، لاٹری بازی میں کیوں مبتلا ہے؟ پیارے مسلمانو! غور کرو اور رب ذوالجلال والاکرام کا دل میں خوف پیدا کرو۔ جس اولاد کے لیے آپ یہ ناجائز دولت کما کر جمع کر رہے ہیں کیا وہ آپ کو اللہ و رسول ﷺ کی ناراضی اور عذاب سے بچائیں گے؟

اقتصادی econmical ماہرین جوا کے نقصانات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سرمایا داری کے فروغ میں جوا، لاٹری، سٹہ کا بڑا دخل ہے۔ فریقین صرف کاغذ بیچتے ہیں، کاغذ پر خرید و فروخت کرتے ہیں، مال کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ اب تو نئے نئے طریقوں سے سرمایہ دار لوگ اپنا بینک بیلنس بڑھا رہے ہیں۔ ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعے

سے مال بیچتے اور خریدتے ہیں جب کہ اس مال کو لینے پیدا کرنے یا لانے یا اس کو کارآمد بنانے کے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا ہوتا ہے جس کے وجہ سے وہ اس مال کے جائز حق دار ہوں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:

''اگر ٹکٹ ہی بکتا تو خریدار کیا احمق (بیوقوف، ناسمجھ) ہے کہ روپیہ دے کر دو انگل کا محض بے کار پرچہ کا کاغذ مول لیتے ہیں جسے کوئی دو کوڑی کو بھی نہ پوچھے گا، لا جرم بیع وغیرہ سب بالا طاق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ۷، ص ۹۵)

جوئے کی مذمت میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَھَاتَیْنِ لِلّٰعُبَتَیْنِ فَاِنَّھُمَا مِنْ مَیْسِرِ لْعَجَمْ۔

ترجمہ: تم ان دونوں نرد (بازی لگانا) اور شطرنج کھیلوں سے بچنا کہ یہ دونوں عجمیوں کے جوئے ہیں۔

(شیخ زادہ نے حاشیہ بیضاوی میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ نَّرْدَوَشَطْرَنْجَ مِنَ الْمَیْسَرْ۔

بے شک نرد (چوسر) اور شطرنج جوا ہے۔

(شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی شریف: ج ۱، ص ۵۲۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جس نے نرد (جوا) کھیلا سور کے گوشت اور خون میں ہاتھ ڈال دیا۔

دوسری روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ ابوعبدالرحمٰن حطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

جو شخص نرد (جوا، لاٹری، سٹہ) کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے۔ اس شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ، مواد اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

امام احمد ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں والدین کا نافرمان نہیں جائے گا اور نہ جواری اور نہ احسان جتانے والا اور

نہ شرابی۔(مشکوٰۃ شریف:ص۲۱۸)

سٹہ، جوا، لاٹری وغیرہ سے آدمی کے اندر غلط ذہنیت پرورش پانے لگتی ہے یعنی بغیر محنت کے دولت حاصل ہوجائے اور مفت کی دولت حاصل کرنے کا یہی طریقہ بہتر ہے۔ جوااور لاٹری لوگوں کے جذبات پر بہت ہی خراب اثر ڈالتی ہے۔ جو لوگ لاٹری اور جوا کا انعام جیت لیتے ہیں، وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے لیکن جو لوگ ہار جاتے ہیں ان کے جذبات کا خون ہوجاتا ہے اور وہی لوگ جیتے ہوئے کو جان سے مارنے تک میں عار محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ اس کا اعتراف کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنس کا مصنف لکھتا ہے:

> ''معاشی اور اقتصادی خرابیوں سے قطع نظر لاٹری کا کثرت سے عوام میں مقبول ہونا سماجی خرابیوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ لاٹری کے خلاف تعزیری اقدامات کا بنیادی محرک معاشی خرابیاں ہیں، معاشی معاملات میں بجائے محنت اور قابلیت کے قسمت پر انحصار کرنا وہ بدترین رجحان ہے جو عوام میں جوا اور لاٹری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے''

(انسائیکلو پیڈیا سوشل سائنس: ج۹،ص۶۱۶)

امریکہ کی ایک صوبائی اسمبلی نے لاٹری کی قباحتوں کو واضح طور سے تسلیم کرتے ہوئے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ پنسلوانیا کی صوبائی اسمبلی نے لاٹری کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ لاٹری سماجی خرابیوں اور تساہلی کی موجب ہے نیز معاشی نظام کے لیے سخت مضر ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا: ج۱۴،ص۴۰۵ بحوالہ لاٹری کے نقصانات: مصنف شمس پیرزادہ، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی)

جوا اور لاٹری اور سٹہ کی نئے نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں۔ بہت سے اہم واقعات ہیں جن کے لکھنے کے لیے کتاب کی ضرورت ہے۔ ایک اہم دردناک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک صاحب نے مکان بیچ کر زیادہ کمانے کے چکر میں Bet Queen میں انویسٹ کر دیا اور پورا سرمایہ ڈوب گیا، حسرت و یاس میں ڈوبے رہتے ہیں اور بچوں کا برا حال ہے۔ ایسے

انگنت واقعات ہیں جو عبرت کے لائق ہیں۔اس وقت سماج جوئے کی لعنت کے ساتھ ساتھ سود کی لعنت میں بھی گرفتار ہے۔جوئے میں سرمایہ لگانے والے اس آرزو و امید کے ساتھ کھیلتے ہیں کہ اس کو کئی گنا اضافہ کے ساتھ مالی فائدہ حاصل ہوگا لیکن اس میں شریک سارے افراد کو فائدہ نہیں ملتا، صرف جیتنے والے کو ہی فائدہ ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جوابازی حرام حرام حرام ہے۔جو بھی مروجہ صورت ہو، جو لوگ جوئے بازی کو محض ایک کھیل کہتے ہیں، یہ سراسر غلط ہے۔جوئے کا کھیل خودغرضی کی بنیاد پر ٹکا ہوتا ہے، یہ بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔اللہ تبارک وتعالی اس موذی گناہ ومرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

●●●

ویلن ٹائن ڈے: محبت کا دن یا بے حیائی کا؟

محبت ایک پاک جذبہ ہے، یہ کیوں اور کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اچھی بات تو سب کو اچھی لگتی ہے، لیکن جب تمھیں کسی کی بُری بات بھی بُری نہ لگے تو سمجھو تمھیں اس سے محبت ہو گئی ہے۔ راحت و سرور ہو یا رنج و غم، نفع ہو یا نقصان، ہر حال میں اپنی خواہش کو ختم کر کے محبوب کی خواہش کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام محبت ہے۔ محبت کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت، رسول اللہ ﷺ سے محبت، اپنے عزیزوں اور رشتے داروں سے محبت، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں سے محبت، اپنے گھر، کاروبار، گاؤں، شہر سے محبت، جانوروں سے محبت، دنیا سے محبت۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں سے محبت فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف انداز میں محبت کا ذکر ہے:

ترجمہ: بیشک اللہ نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے۔ (سورۂ البقرہ: آیت ۱۹۵)

اللہ اپنی تمام مخلوق پر مہربان ہے، اس کی صفت رحمٰن ورحیم ہے۔ اللہ کے نیک بندے بھی اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ (سورۂ البقرہ: آیت ۱۶۵،)

لفظِ ''محبت'' بہت ہی پاک وصاف ہے اور ''محبت'' دنیا کا سب سے خوبصورت جذبہ ہے لیکن مطلب پرستوں اور ہوس پرستوں نے اپنی خود غرضی اور ضرورتوں کے تحت اسے گندہ اور بدنام کر دیا ہے۔ غیر فطری و ناجائز کام کو بھی محبت کا نام دیتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ محبت

کی خوبیوں اور خرابیوں کی بہت تفصیل ہے۔ محبت کی سب بڑی خرابی ماہرین یہ بتاتے ہیں کی محبت اندھی ہوتی ہے۔ حالاں کہ فلسفی اور محبت کرنے والے محبت کو اندھی نہیں مانتے۔ بہر حال محبت کا الگ الگ جذبہ ہے۔ آج کے نوجوان نے محبت کے نام پر عیاشی کا دروازہ کھول دیا ہے جو، اب رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ اسی میں VALENTINE DAY کو بھی شامل کرلیا ہے۔

۱۴ رفروری ویلن ٹائن ڈے (یوم محبت) نہیں، یوم شہادت ہے:

ویلن ٹائن ڈے کے حوالے سے ہمارے مسلم نوجوانوں کی معلومات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ جہاں اس کے منانے والے جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہیں اس دن کی مخالفت کرنے والے بھی کم نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ویلن ٹائن ڈے جیسی روایت موجود نہ ہوتی تو کیا دنیا میں لوگ اظہارِ محبت نہ کرتے۔ صرف چند بے شرم نوجوان ایسے ہیں جو اس دن کو عیاشی کے حوالے سے مناتے ہیں یا منا سکنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ زیادہ تر امیر گھروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک غریب تو اسے برداشت AFFORD بھی نہیں کر سکتا۔ ہمارے معاشرے میں کیا کوئی محبت نہیں کرتا تھا یا اب نہیں کرتا، جو آج کا نوجوان ویلن ٹائن ڈے منا کر دنیا کو محبت کرنا سکھا رہا ہے۔ آج تو تمام ٹی وی شو بے شرمی کے ساتھ محبت کرنا سکھا رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر آج جتنے گانے ہیں، سب ہی بے شرمی کے ساتھ محبت کا سبق دے رہے ہیں بلکہ لوک کہانیاں اور آج کی ننگی و بے شرم فلمیں محبت سکھا رہی ہیں۔ پھر کیوں ہمارا نوجوان فیشن کے نام پر بے حیائی و بے شرمی کے تمام ریکارڈ توڑتا جا رہا ہے۔

حیا نہیں زمانے کے آنکھ میں باقی!:

عہدِ نو کے فیشنوں نے سب کے یوں بدلے ہیں رنگ
دیکھ کر ان کی ادائیں، عقل رہ جاتی ہے دنگ
نت نئے انداز میں یوں محو ہیں پیرو جواں

جس طرح کہ ڈولتی ہے، ڈور سے کٹی پتنگ
گھیر میں شلوار کے کوئی تو لائے پورا تھان
آدھ گز کپڑے میں کوئی سُوٹ کو کر ڈالے تنگ
وہ حیا جو کل تلک تھی مشرقی چہرے کا نُور
لے اُڑی اس نِکہتِ گُل کا یہ تہذیبِ فرنگ
کوئی چھٹی جینز کو سمجھا ہے ہستی کا عروج
خواہشِ عُریاں نے ہے فیشن کا پایا عُذرِ لنگ
میں مخالف تو نہیں جدت پسندی کا مگر
کھا نا جائے مشرقی اقدار کو پچھمی پلنگ
مختصر اتنا کہ سرور، احتمال یہ بھی رہے
تُند صحرا کے لیے ہو تا نہیں ہر گز کلنگ

(کلنگ ۔۔ہنس)

ویلن ٹائن ڈے کا پس منظر:

رومن کیتھولک چرچ کے مطابق ویلن ٹائن ایک نوجوان پادری تھا جسے سنہ ۲۷۰ء میں شہید محبت کر دیا گیا تھا۔ کہتے ہیں ما کہ رکس آرے لیئس روم کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ کو اپنی فوج میں اضافے کے لیے فوری طور پر فوجیوں کی ضرورت پڑ گئی تو اس نے ہر ملک میں اپنے نمائندے پھیلا دیئے تا کہ وہ اس کے لیے کنوارے نوجوانوں بھرتی کر سکیں۔ رومی فوجی نوجوانوں نے شادیاں کرنا شروع کر دیں۔ اطلاع شہنشاہ کو پہنچی تو اس نے شادیوں پر پابندی نافذ کر دی۔ ویلن ٹائن پادری نے بادشاہ کے حکم کو ناجائز قرار دے دیا۔ خفیہ شادیاں کرانے لگا۔ یہ بات زیادہ دیر تک چھپی نہ رہ سکی اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ قید کے دوران نوجوان پادری کو داروغہ کی بیٹی سے عشق ہو گیا۔ اس کی پاداش (سزا) میں ویلن ٹائن پادری کا سر قلم کر دیا گیا۔ رومن کیتھولک چرچ ۱۴ر فروری کو اس کا یومِ شہادت مناتا ہے۔

تاریخ سے ناواقفیت سے ہم کیسے کیسے گناہ کے کام کرتے ہیں۔عیسائی لوگ پادری کے قتل کا دن ۱۴ر فروری (یوم محبت) کے نام پر مناتے ہیں۔اگر ہم کو محبت ہی بانٹنا ہے تو سبھی سے محبت کریں اور ہر دن کریں۔ویلن ٹائن پادری تو دوسروں کی شادیاں کروایا کرتا تھا، شادی کرانا تو ثواب کا کام ہے۔آج مسلم معاشرے میں جہیز کی لعنت کی وجہ سے کتنی غریب بچیاں کنواری سسک رہی ہیں، ماں باپ کی نیندیں حرام ہیں۔آیئے! ہم عہد کریں کہ سال میں کم از کم ایک غریب کی شادی کرائیں گے، ان شاءاللہ یا کم از کم زندگی میں ایک غریب لڑکی کی شادی کروائیں گے اور خود بھی بغیر جہیز کی فرمائش کے شادی کریں گے۔خدارا! ہوش میں آؤ، معاشرے میں پھیلی برائیوں کو روکنے کی کوشش کرو، نہ کہ اور اس میں بڑھاوے کا سبب بن کر گناہوں کا انبار لے کر اللہ کے وہاں پہنچو۔اللہ ہم سب کو بے حیائی کے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین، ثم آمین۔

●●●

اپریل فول(April Fool Day) ناجائز وحرام ہے

کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت اس قوم کی پہچان ہوتی ہے۔اگر وہ اپنی تہذیب سے منھ موڑ کر اغیار کی ثقافت پر عمل پیرا ہوجائے تو اس قوم کی پہچان مٹ جاتی ہے۔افسوس آج قوم مسلم اپنے ازلی دشمن یہود ونصاریٰ کی تمام رسم ورواج ،طرز عمل اور ہر قسم کے فیشن کو نہایت ہی فراخ دلی سے قبول کررہی ہے۔

اسلام ایک مکمل تہذیب والا ایسا دین ہے جس کی اپنی تہذیب وشناخت ہے اور اسلام اپنے ماننے والوں کو اس خاص خدائی رنگ میں پورے طور پر عمل پیرا دیکھنا پسند کرتا ہے جسے قرآن میں صبغت اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔آج مسلمان اپنی تہذیب وثقافت اوراخلاق وکردار کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلا جارہا ہے۔مغرب سے آنے والی برائی کو آسمانی تحفہ سمجھ کر بڑی فراخ دلی سے قبول کررہا ہے۔ان کی پیروی ہر خرافات میں کی جارہی ہے۔غلط کاری، بدتہذیبی میں ان کی تقلید کی جارہی ہے،خواہ وہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے معاشرے میں جن رسموں کو رواج دیا جارہا ہے ان ہی میں سے ایک رسم ’’اپریل فول‘‘ کی بھی ہے جس نے مسلم قوم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

’’اپریل فول‘‘ کے حرام وناجائز ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر تذبذب کا شکار

نہیں ہونا چاہیے۔اس لیے کہ اس میں جن باتوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام ہیں۔ جیسے جھوٹ، دھوکہ، گندہ مذاق، تمسخر، وعدہ خلافی، مکروفریب، بد دیانتی اور امانت میں خیانت وغیرہ۔ یہ سب مذکورہ امور فرمانِ الٰہی اور فرمانِ رسول کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہیں۔خلاف مروت، خلاف تہذیب اور ہندوستان کے سماج ومعاشرے کے خلاف ہیں۔

''اپریل فول'' ماہ اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بول کر اور دھوکا دے کر ایک دوسرے کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔اردو کی مشہور لغت ''نوراللغات'' میں اپریل فول کے تعلق سے مصنف مولوی نورالحسن نیرؔ لکھتے ہیں:

> ''اپریل فول انگلش کا اسم ہے۔اس کا معنی اپریل فول کا احمق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ پہلی اپریل میں خلاف قیاس دوستوں کے نام مذاقاً بیرنگ خط، خالی لفافے یا خالی لفافے میں دل لگی چیزیں رکھ کر بھیجتے ہیں۔اخباروں میں خلاف قیاس (جھوٹی) خبریں چھاپی جاتی ہیں۔جو لوگ ایسے خطوط لے لیتے ہیں یا اس قسم کی خبر کو معتبر سمجھ لیتے ہیں وہ اپریل فول (بے وقوف) قرار پاتے ہیں۔اب ہندوستان میں اس کا رواج ہو گیا ہے اور ان ہی باتوں کو اپریل فول کہتے ہیں۔'' (نوراللغات: جلداول،صفحہ ۲۴۱)

روشن خیالی کے نام پر اس دن لوگ ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے ہیں۔جھوٹ،مکرو فریب کا کھلے عام سہارا لیتے ہیں جو کہ تہذیبِ اسلام میں سراسر حرام ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (سورۃ الحج: آیت ۳۰)

ترجمہ: پس پرہیز کر بتوں کی نجاست سے اور جھوٹی بات سے۔

جھوٹ بات میں، جھوٹی قسم بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ یہ بت جس کو مشرکین نے اپنا معبود بنایا ہوا ہے، سراسر نجاست اور غلاظت ہیں۔ان سے دور بھاگو اور ہر قسم کی جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو۔کذب بیانی، جھوٹی شہادتوں سے پرہیز کرو، یہ

سب قولِ زور میں شامل ہیں۔اس کو حدیث پاک میں شرک اور ماں باپ کی نافرمانی کے بعد تیسرے نمبر پر گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔(تفسیر ضیاء القرآن: جلد ۳،صفحہ ۲۱۲)

اپریل فول میں جھوٹ بول کر فریب دینا حرام ہے:

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا، اس کے ساتھ فریب (دھوکا) کیا وہ ملعون ہے۔

(جامع ترمذی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جامع الاحادیث میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے کسی مسلمان کے ساتھ بد دیانتی کی ،اسے نقصان پہنچایا یا اس کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

اپریل فول کی بدترین روایت ہے کہ وقتی اور عارضی طور پر لوگوں کو پریشان کیا جائے۔ مذہب اسلام نے اپنی تعلیمات میں قدم قدم پر اس بات کا حکم دیا ہے کہ ایک مسلمان کی کسی نقل وحرکت یا کسی کام وادا سے دوسرے کو کسی بھی قسم کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی یا مالی تکلیف نہ پہنچے۔فرمایا گیا ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔

(ترمذی شریف: حدیث نمبر ۲۶۲۷)

مذاق میں نہ جھوٹ بولنا ہے نہ دھوکا دینا ہے:

لوگ مذاق میں تفریح کے لیے جھوٹ بولتے اور دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔حالاں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مذاق میں جھوٹی باتیں کرنا منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

افسوس ہے اس شخص پر اور دردناک عذاب ہے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے

جھوٹ بولتا ہے۔(ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، حدیث نمبر ۴۹۹۰)

اپریل فول(April Fool Day) میں دھوکا دینا عام بات ہے اور حالاں کہ حضور ﷺ نے واضح الفاظ میں ارشادفرمایا:

جوشخص دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۶۳۴۱)

غور کرنے کا مقام ہے۔ پیارے مسلمانو! محسنِ کائنات ﷺ کا کسی سے اظہارِ براءت اوراعلانِ لاتعلقی اس شخص کی بہت بڑی بدبختی ہے اور جب پوری قوم اپنے طرزِ عمل سے اس بد بختی میں مبتلا ہوتو اللہ کی پناہ لینا۔ ایسے عالم میں مسلمانوں کی ہدایت کی دعا ہی کی جاسکتی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں جارہے تھے۔ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کی رسی اٹھالی۔ وہ سو رہے تھے، بیدار ہونے کے بعد انھیں گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لا یحل المسلم یعنی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو پریشانی میں مبتلا کرے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: حدیث نمبر ۲۱۷۰۹)

دوسری روایت میں آیا ہے:

کوئی شخص اپنے بھائی کا سامان مذاق میں یا سنجیدگی سے (بلا اجازت) نہ اٹھائے۔ جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی اٹھائی ہے واپس کردے۔(بیہقی: حدیث نمبر ۱۱۸۳۳)

پیارے مسلمان نوجوانو! یہ بہت چھوٹا مذاق ہے لیکن رسول اللہ ﷺ پر اہلِ ایمان کی معمولی سی تکلیف بھی گراں گزری۔ اس لیے آپ نے صراحت (Detail) کے ساتھ منع فرمایا۔

ایمان والوں کی خوبی:

اہلِ ایمان اور سنجیدہ لوگوں کو اپریل فول کی بدتمیزیوں سے نہ صرف گریز و پرہیز کرنا چاہیے بلکہ بڑھ چڑھ کر اس کے خلاف تبلیغ بھی کرنا چاہیے۔ اہلِ ایمان کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشادفرمایا:

والذین لا یشھدون الزور واذا مرّو باللغوِ مرّو کراماً۔

ترجمہ: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔(القرآن ۲۵/ ۷۲)

ایمان والے اس طرح کے جھوٹے بدکاروں کی مجلس سے دور رہتے ہیں۔ انھیں جھوٹوں کی گواہی دینے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی لیے علما فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں کے وعظ نہ سنو، کافروں کے میلے ٹھیلے میں نہ جاؤ۔ یہ تمام چیزیں زور ہیں، دغا، فریب، مکر وغیرہ۔ ایمان والے اس طرح کی بری مجلسوں میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ میں برے لوگ مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ نہ وہاں کھڑے ہوں، نہ ان سے راضی ہوں، نہ ان کا ساتھ دیں، نہ ہی باطل کی سرگرمی یا لہوولعب کی محفلوں میں شریک ہوں۔ بخاری شریف میں ہے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں خبر دار نہ کروں سب سے بڑا گناہ کون کون سے ہیں؟۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔''

پہلے حضور ﷺ ٹیک لگائے تھے پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا: ''خبر دار خبر دار، جھوٹی گواہی''۔

اور ان الفاظ کو حضور دہراتے رہے۔ فرمایا: ''جھوٹی گواہی سے بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں۔''

اسی لیے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جھوٹے گواہوں کو چالیس کوڑے لگاتے، اس کا منھ کالا کرتے اور اس کا سر منڈواتے اور اسے بازار میں پھراتے تاکہ اس کی خوب تشہیر ہو۔ نیک لوگ ایسی بیہودہ حرکات سے لطف اندوز نہیں ہوتے بلکہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں اور ان خرافات کی طرف ذرا توجہ نہیں کرتے۔

اپریل فول گناہِ عظیم:

اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے یہ رسم بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کرنا غیروں سے مشابہت اختیار کرنا ہے اور احادیث میں غیروں سے مشابہت اختیار کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۞ حضور ﷺ نے بار بار یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم فرمایا۔ عاشورہ کے روزے کا یہودی بھی اہتمام کرتے تھے۔ آپ نے تاکید فرمائی کہ اس سے پہلے یا بعد میں ایک روزہ ملا لیا کرو۔ (بیہقی: حدیث نمبر ۸۷)

۞ اہلِ کتاب افطار میں دیر کیا کرتے تھے۔ آپ نے وقت ہونے کے بعد افطار میں عجلت کی تاکید فرمائی۔ (ابوداؤد: حدیث نمبر ۳۳۵۵)

۞ سورج طلوع وغروب کے وقت کفار بت پرستی، (عبادت) کیا کرتے تھے۔ ان اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۷۰۱۴)

۞ داڑھی رکھنے اور مونچھوں کو کتروانے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ (بخاری: جلد ۳، صفحہ ۸۷۵)

فقہ کی کتابوں میں ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ آج کا مسلم نوجوان اسلامی تعلیمات سے محروم ہے، دنیاوی معاملات میں جائز و ناجائز میں تمیز ہی نہیں کرتا اور افسوس اس پر ہے کہ بتانے پر بھی سمجھنے کے لیے کوشاں نہیں ہے۔ اللہ پاک ہم تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور سیرتِ مصطفی و بزرگانِ دین کی راہ پر چلنے اور دوسری قوموں، کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی تقلید سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

●●●

آئی پی ایل کی کرشمہ سازی اور سٹہ ولاٹری کا بول بالا

تمام حمد وثنا اس رب العالمین کے لیے لائق وزیبا ہے، جس نے ہم کو پیدا کیا اور ہماری ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے جس کو اللہ نے دنیا میں بسنے والے تمام بنی نوع انسان کے لیے اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہے۔ اس کو هُدًى لِّلنَّاسِ (لوگوں کی ہدایت کے لیے) بھی کہا گیا ہے اور دوسری جگہ اس کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (متقیوں کے لیے ہدایت) بھی کہا گیا ہے۔

اصلاح معاشرہ کی اہمیت قرآن مجید میں:

قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور اصلاح عقیدہ کے بعد اصلاح معاشرہ پر دیا گیا ہے۔ سماجی اور اخلاقی برائیوں کو دور کرنے کی جگہ جگہ تلقین کی گئی ہے۔ اس کام کے لیے اللہ نے انبیاے کرام، صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے بعد علماے ربانیین کو منتخب فرمایا ہے۔ احیاے اسلام کے لیے بزرگان دین وعلماے ربانیین نے بے شمار مصائب وآلام برداشت کر کے دین اسلام کی آبیاری کی۔ موجودہ زمانے میں پہلے سے کہیں زیادہ قوم مسلم کی اصلاح وتربیت کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اس کے لیے جذبۂ جہاد کی ضرورت ہے۔ اَمَرْ بِالْمَعْرُوْف وَ نَهِيْ عَنِ الْمُنْكَرْ (نیکیوں کا حکم و برائیوں سے روکنا) ایک اہم فریضہ ہے جسے مسلمان بہت تیزی سے بھولتا جا رہا ہے۔

مسلمان بھائی کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا نام دین ہے:

حدیث شریف میں آیا ہے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاس

ترجمہ: لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے

دوسری حدیث شریف ہے: اَلدِّیْنُ اَلنَّفْعُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ: دین ہر مسلمان بھائی کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا نام ہے۔

لہٰذا ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی نفع رسانی و خیر خواہی کے لیے کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں علمائے کرام اور اہل قلم حضرات زیادہ مؤثر کردار و رول ادا کر سکتے ہیں اور یہ ان کی مذہبی ذمہ داری بھی ہے۔

اسلام کی نظر میں لاٹری Lottery اور سٹہ کیا ہے؟

مسلمانوں کو چاہیے کہ دنیا کے کسی گوشے میں ہوں، احکام شریعت کے پابند رہیں۔

اسلام میں شراب و جوا اور لاٹری Lottery حرام ہے۔ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ (سورۂ بقرہ: آیت نمبر ۲۱۸)

ترجمہ: (اے نبی) تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیاوی نفع ہے اور ان کا گناہ انکے نفع سے بڑا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں شراب اور جوئے کو تھوڑے نفع کا ذکر کرتے ہوئے ان کی برائیاں بیان کی گئی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کام میں تھوڑا نفع اور زیادہ نقصان ہو تو اس کی برائی میں کوئی کلام نہیں اور محض معمولی نفع کی بنیاد پر کوئی چیز جائز و مباح نہیں ہو سکتی جبکہ نقصان کا پہلو غالب ہو۔ لاٹری Lottery اور سٹہ Satta جس کا لغوی معنی قرعہ اندازی ہے لیکن ہمارے عرف عام میں اب لاٹری Lottery اور سٹہ Satta کا معنی محض قرعہ اندازی نہ رہا بلکہ جب مطلق لاٹری Lottery یا سٹہ Satta کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مخصوص ہار جیت والی لاٹری مراد ہوتی ہے۔ جوئے کو میسر (تاش) اس لیے کہتے

ہیں اس میں ہارنے والے کا مال آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا موجودہ زمانے کی معمہ بازی یعنی لاٹری اور سٹہ اور کسی بھی کھیل میں لگائی جانے والی بازی (بدلہ ہوا نام لاٹری) خالص جوا ہے۔اسی طرح سٹہ Satta اور وہ تجارتیں جن میں مالی ہار جیت ہوتی ہے، سب حرام ہیں۔ایسے ہی تاش، شطرنج میں لگائی جانے والی بازی وغیرہ وغیرہ شراب کا کاروبار سب گناہ ہے نفع سے زیادہ نقصان ہونا گناہ ہے۔اسی وجہ سے یہ سب حرام ہے۔

کرکٹ Cricket کا کھیل اور اس کے مضر اثرات:

پوری دنیا میں کرکٹ (کھیل) کے دیوانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ہمارے ملک ہندوستان میں ویسٹ انڈیز کی طرح یہاں بھی کرکٹ کو عبادت کی طرح مانا جاتا ہے اور یہ تفریح کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔اس سے بڑھ کر یہ کھیل پیسہ اور تفریح وگلیمر Glamour کا سنگم ہے Indian Premier League(IPL6) نے ہمارے نوجوانوں کے ساتھ ساتھ سبھی عمر کے لوگوں، بچوں، بوڑھوں حد تو یہ کہ عورتوں، نوجوان لڑکیوں کو بھی اس نے اپنا دیوانہ بنالیا ہے۔کرکٹ کے دیوانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ٹیسٹ، ون ڈے، T-20 اور اب IPL6 کی آمد نے کرکٹ شائقین کے لیے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، اس فٹافٹ کرکٹ نے چھکے چوکے پر سٹہ Satta لاٹری Lottery کا بازار گرم کردیا ہے۔کروڑوں کا جوا روز کھیلا جا رہا ہے۔ہندوستان کے بڑے اخبار ''دینک بھاسکر'' نے ۷/اپریل ۲۰۱۳ کے شمارے میں IPL6 کے اشتہار کے ریٹ میں IPL6 کا نوسو پچاس کروڑ، دبنگ فلم کا گراف دوسوا کیاون کروڑ اور KBC پروگرام کا چارسو کروڑ روپے اور T-20 کا گراف اس سے اونچا بتایا ہے۔اس سے زیادہ دلچسپ بات یہ بتائی ہے کہ ان میں جوا، لاٹری Lottery اور سٹہ Satta کا گراف ان سب سے اونچا بتایا ہے۔حد تو یہ ہوگئی ہے کہ اب گھروں میں فیملی کے تمام لوگ ساتھ بیٹھ کر ٹھنڈا پینے، سنیما دیکھنے اور طرح طرح کی بازی لگا کر ہار جیت کا کھیل کھیل رہے ہیں اور اس کو نہ وہ جوا سمجھ رہے ہیں اور نہ ہی حرام وگناہ سمجھ رہے ہیں۔

اوپر قرآن کی آیت وتفسیر سے بتایا گیا ہے کہ جوا، سٹہ لاٹری کی صورت کیا ہے؟ اب احادیث کے ذخیرے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ آپ خود ہی فرمائیں۔

(۱) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَھَاتینِ للُّعْبَتیْنِ فانَّھُمَا من مّیسرِ العجم۔

ترجمہ: تم ان دونوں نرد (بازی لگانا) اور شطرنج کے کھیلوں سے بچنا کہ یہ دونوں عجمیوں کے جوئے ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ مخبر صادق ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ بازی لگانے والے جوا اور شطرنج سے بچنا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ نَرْدَوَ شَطْرَنْجَ مِنَ الْمَیْسِرِ

ترجمہ: بے شک نرد (بازی لگانا) چوسر (شطرنج کھیلنا) جوا ہے۔

(شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی شریف: جلد اول، ص ۵۲۵، مطبوعہ ترکی)

(۳) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے نرد کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں ہاتھ ڈال دیا۔

اور دوسری روایت میں حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔

(۴) ابوعبدالرحمٰن حطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص نرد کھیلتا ہے (جوا بازی لگانا) پھر نماز پڑھنے اُٹھتا ہے اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو پیپ (مواد) اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) امام احمد ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جنت میں والدین کا نافرمان نہیں جائے گا اور نہ جواری اور احسان جتانے والا اور نہ شرابی۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد اول، ص ۲۱۸)

(۶) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

لاٹری Lottery، سٹہ Satta بازی لگانا) جوئے کا فرد (حصہ) ہے اور جوا حرام ہے (لہٰذا لاٹری و بازی لگانا حرام ہے)۔ اب یہ دیکھنا کہ جوئے کی تعریف اس پر صادق ہے کہ نہیں، طمع میں پھنس کر ایک امید موہوم پر پانسہ (بازی) لگانا یہی قمار (جوا) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ۷، ص ۹۵)

علمائے کرام، دانشوروں اور تمام مسلمان ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو اس قبیح فعل کے مضر اثرات سے بچائیں، بتائیں، سمجھائیں اور ان پر کڑی نظر رکھیں کیوں کہ یہ کھیل ابھی مہینوں چلے گا۔ علمائے کرام جلسوں میں، خطبۂ جمعہ میں اس پر روشنی ڈالیں اور اس کے ہر نقطے کو وضاحت سے لوگوں کو بتائیں۔ ان دنوں اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ فحاشی سے بھرے رہتے ہیں لیکن اب تو فحاشی، عریانیت نے ساری حدیں پار کر دی ہیں۔ چیئر لیڈرس (لڑکیاں) Cheer Leaders کا ناچنا کمر مٹکانا ادھ ننگے جسم کے ساتھ لاکھوں لوگوں کے سامنے لٹکے جھٹکے دکھانا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور زمانۂ جاہلیت کی طرح انسانوں کی خرید و فروخت کی منڈی لگانا جبکہ انسانوں کی خرید و فروخت مہذب سماج میں غیر انسانی کہا جاتا اور مانا جاتا ہے۔ کیا کھیل کے نام پر کھلاڑیوں (انسانوں) کی خرید و فروخت IPL کے نام پر بازار لگانا قبیح کام نہیں۔؟ لوگوں کا یہ کہنا کہ کھیل کھیل میں ٹھنڈا (کولڈ ڈرنک) یا کھانے پینے کی شرطیں یہ تو دل بہلانے کے لیے ہے، یہ جوا کیسے ہوسکتا ہے، انتہائی دیدہ دلیری اور خدا کے خوف سے دوری کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ۔۔الخ ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ یہ جھوٹی دلیلیں دینے والے انسان ہی جہنم کے ایندھن بن جائیں ۔استغفرُ اللهِ استغفرُ اللهِ۔

اللہ ہم تمام مسلمانوں کو شراب، جوا لاٹری، سٹہ بازی جیسے بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

سٹّہ ولاٹری کا مہا کمبھ: آئی پی ایل کرکٹ

سٹّہ (Satta) اور لاٹری کا جوا، حرام ہونا علماے اسلام کے متفقہ فتووں سے ثابت ہے۔ اس میں کسی مسلک کا کوئی اختلاف نہیں اور جوئے کے بارے میں قرآن کریم وحدیث پاک میں پوری تفصیل موجود ہے۔ ایک مقام پر قرآن کریم فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطانی کام ہیں، تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں۔ اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے، تو کیا تم باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا، اور ہوشیار رہو۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔ (سورۂ مائدہ: آیت ۹۰۔ ۹۲)

جوا اور سٹّہ ومٹکا کھیلنے والے اور شراب پینے والے قرآن کے اس انداز بیان پر بھی غور کریں کہ جوا، سٹّہ کو شراب کو صرف حرام و ناجائز ہی نہیں کہا جا رہا ہے بلکہ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (ناپاک شیطانی کام ہیں) فرما کر ان سے گھن اور نفرت دلائی جارہی ہے۔ ان ناپاک کاموں کا ارتکاب وہی کرے گا جو گندے ذہن وفکر کا ہوگا۔ جو صاف طبیعت کا ہوگا وہ ان گندے گھناؤنے کاموں کے پاس بھی نہیں جائے گا۔ اب آیت مذکوہ کا اجمالی معنی و مفہوم پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک ہی نظر میں شراب اور خاص کر جوئے کی برائیاں اور اس سے بچنے کے فوائد سامنے آئیں۔

جوا، سٹّہ اور شراب ایک نظر میں:

جوا، سٹہ اور شراب ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں۔ مومن کو اس سے بچنا ضروری ہے۔ یہ گھاٹے اور خسارے کے باعث ہیں۔ دینا و آخرت دونوں میں ناکامی کا سبب ہیں۔ شرابی اور جواری دونوں شیطانی خواہش کے پیرو ہیں۔ شراب، جوا، سٹہ آپس میں بغض و عداوت کا ذریعہ ہیں۔ نماز اور ذکرِ الٰہی سے غفلت پیدا کرتے ہیں۔ شراب اور جوا کا ارتکاب اللہ اور رسول کی صریح نافرمانی، عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ ان سے بچنے میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ اس سے دور رہنے میں خدا اور رسول کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

لاٹری (Lottery) اور سٹّہ احادیث کی روشنی میں:

جوئے کی حرمت (برائی) میں جہاں قرآنی آیات وارد ہیں، احادیث طیبہ میں بھی اس فعل بد سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم خصوصیات میں ہے کہ سرکار نے شراب، جوئے کی رسیا عرب قوم کو ان خراب کاموں سے متنفر فرما دیا۔ اس کے لیے نہ تو کوئی کمیٹی مقرر فرمائی، نہ فوج و طاقت کا استعمال فرمایا اور اس معاشرے سے جوئے کا جنازہ نکال دیا۔ اللہ کے رسول نے نرد (بازی) اور شطرنج کے بارے میں ارشاد فرمایا:

☆اِيَّاكُمْ وَهَاتَيْنِ للُّعْبَتَيْنِ فَاِنَّهُمَا مِنْ مَيْسِرِ الْعَجَمِ

ترجمہ: تم ان دونوں کھیلوں سے بچنا کہ یہ دونوں عجمیوں کے جوئے ہیں۔

☆كُلُّ شَيْئٍ فِيْهِ خَطَرٌ فَهُوَ

ترجمہ: جس چیز میں بھی خطرے کا معاملہ ہو وہ جوا ہے۔

یعنی ایسا معاملہ کہ نقصان یقینی ہو اور نفع خطرے میں ہو وہ جوا ہے۔

☆ كُلُّ شَيْئٍ فِيْهِ قِمَارٌ فَهُوَ مِنَ الْمَيْسِرِ حَتّٰى لَعَبُ الصِّبْيَانِ بِالْجَوْزِ وَالْكَعَاب

ترجمہ: ہر وہ چیز جس میں ہار ہو وہ جوا ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹ یا پانسے کا کھیل

(یا گوٹی پھینکنا)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ النَّرْدَوَالشَّطْرَنْجَ مِنَ الْمَيْسِرِ

ترجمہ: بے شک نرد (چوسر) اور شطرنج جوا ہے۔ (شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی: ج ا، ص ۵۲۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس نے نردشیر کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں ہاتھ ڈال دیا۔

دوسری روایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ (امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جونرد (بازی) جوا کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔ (امام احمد)

لاٹری، سٹہ، جوا کی کمائی حرام و ناجائز ہے:

قرآن و احادیث میں جوا کی سخت مذمت آئی ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس مسلمانوں کا حال انتہائی خراب ہے۔ خاص کر ہمارا نوجوان اور انگریزی ماحول کا پروردہ مسلمان آج کل اسلامی ماحول سے بہت دور ہے اور اسے گناہ کی پہچان بھی نہیں ہے۔ آج بہت سے مسلمان یہ بھی نہیں جانتے کہ لاٹری و سٹّہ جوا ہے جو شرعاً حرام ہے خواہ چھوٹی شرط لگائی جائے یا بڑی شرط لگائی جائے، اور اب تو رہی سہی کسر IPL Cricket نے پوری کر دی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ کرکٹ میں جوا (بازی) لگانا اور سٹہ کتنی تیزی اور کتنے بڑے پیمانے پر کھیلا جا رہا ہے۔ حال ہی میں اخباروں میں آئی پی ایل کرکٹ میں سٹہ کا ریٹ گراف سب سے ہائی بتایا گیا ہے۔ گلدستہ و سنڈے میگزین میں آئی پی ایل نمبر ایک پر، کیجر یوال نمبر ۲ پر اور نریندر مودی نمبر ۳ پر سٹہ کا ریٹ چل رہا ہے۔ کھلاڑی سے لے کر ادھیکاری تک اس میں ملوث پائے گئے ہیں۔ شری سنت، راہول شرما، بندو دارا سنگھ اور للت مودی وغیرہ کی تو گرفتاریاں بھی ہوئیں اور یہاں تک کہ ملک کی سب سے بڑی عدلیہ سپریم کورٹ کو بھی اس میں مداخلت

کرنی پڑی۔اخبار بینوں سے یہ سب مخفی نہیں ہے۔شرم تو مسلمانوں کو دیکھ کر آتی ہے۔جس مذہب نے اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کی ہو وہ قوم قعر مذلت کے گہرے گڈھے میں گرتی جارہی ہے۔IPL7 کھیلوں میں ٹاس سے لے کر کھیل کی آخری گیند تک دھڑلے سے بازی لگانا، سٹہ کھیلنا،کون ٹاس جیتے گا،ہراوور(Over) پر بازی لگانا، ہر کھلاڑی پر بازی لگانا،کرس گیل کتنے چھکے مارے گا،برینڈن میک کولم کتنے بال پر ففٹی مارے گا،گلین میکسویل کتنی اونچائی کا چھکا مارے گا،اشون اس اوور میں وکٹ لے گا،وراٹ کوہلی چوکا بچائے گا وغیرہ وغیرہ۔ ہر طرح کی بازی لگا کر ٹھنڈا سے لے کر بڑی بڑی رقمیں بازی میں ہارنا جیتنا۔ کہنے بتانے پر یہ کہنا کہ ہم لوگ کھیل رہے ہیں۔آپس میں فیملی ممبر کے ساتھ جوا نہیں کھیل کرر ہے ہیں۔لولی لنگڑی دلیلیں دینا افسوس کی بات ہے۔جوا جیسے حرام فعل میں ملوث ہو کر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی تشہیر کی جائے ،تقریر وتحریر سے مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو بتایا جائے کہ لاٹری ،سٹہ جوا ہے،حرام اور گناہ کبیرہ ہے،جس کے لیے قرآن وحدیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔اس کے نقصانات کو بتایا جائے۔ روپئے پیسے بھی گئے، وقت بھی برباد ہوا، دنیا والوں کی نگاہوں سے بھی گر گئے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خدا اور رسول کے نزدیک گناہ گار و مجرم بھی ہو گئے اور لاٹری وسٹہ کے ذریعہ جو رقم حاصل کی جارہی ہے اور بنام شرط لگا کر جیتنا سراسر حرام اور ناپاک ہے۔اس خبیث مال کو اپنے خرچے میں لانا، بال بچوں پر خرچ کرنا حرام،اس سے مکان بنوانا ناجائز اور بے برکتی اور نحوست کا سبب۔اس پیسے سے مہمانوں کو کھلانا بھی منع ہے اور صدقہ وخیرات وتعمیر مسجد وغیرہ میں دینا، نیک کاموں میں دینا گناہ اور وبال کا باعث ہے۔یہ مال ہر طرح حرام ہی حرام ہے جو ایک مسلمان کے لیے کسی طرح مناسب نہیں لہٰذا اس بات کو خوب ذہن نشیں کرانے کی ضرورت ہے۔ممکن ہے بہت سے مسلمان شریعت کے اس حکم کو جاننے کے بعد اس گناہِ عظیم سے باز آجائیں،تائب ہو جائیں۔

حلام وحرام کی تمیز:

حلال وحرام کی تمیز کرنا ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ناجائز مال یعنی لاٹری،سٹہ، رشوت، بے ایمانی کے روپے لیتے ہیں کہ ہماری قسمت ہی میں اس طرح کا مال کھانا لکھا ہوا ہے۔ایسا سوچنا بالکل غلط ہے۔اللہ نے بندوں پر اپنے احکام واضح کر دیے ہیں۔ اس لیے حرام کو جائز بتانا کسی صورت میں درست نہیں۔ جوں جوں قیامت کا زمانہ قریب آئے گا انسان حرام وحلال کی تمیز کو پس پشت ڈال دے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِيْ اَلْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ

ترجمہ: لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا جب آدمی پروانہیں کرے گا کہ وہ جو حاصل کر رہا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔(بخاری)

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حرام رزق کھانے والے کی عبادت اور دعا قبول نہیں ہوتی۔

لہٰذا ہر انسان کو اپنی حد تک کوشش کرنی چاہیے کہ وہ حرام سے جس قدر بچ سکتا ہے بچے۔مسلمان احکامِ خداوندی کی اطاعت نہیں کرتا، دنیا میں حد سے گزر گیا ہے، اخلاق کا جنازہ نکل چکا ہے۔ جوا، سٹہ کو کاروبار کہنا اور جیتی ہوئی رقم کو ''انعام'' کے خوبصورت لفظ سے موسوم کرنا درحقیقت شیطان کی ایک چال اور شیطانی فریب ہے۔

لاٹری،سٹہ،مٹکا اور جوا کے اخلاقی نقصانات:

لاٹری سے آدمی کے اندر ایک غلط ذہنیت پرورش پانے لگتی ہے یعنی محنت کے بغیر دولت حاصل کرنے کا خیال۔اور مفت کی دولت حاصل کرنے کا یہ خیال اس میں کاہلی پیدا کرتا ہے کہ لاٹری کھیلیں اور جیت کر دولت حاصل کر لیں۔اسی لیے لاٹری گناہ کا کام خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا اعتراف کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنس کا مصنف

لکھتا ہے:

''معاشی اور اقتصادی خرابیوں سے قطع نظر لاٹری کا کثرت سے عوام میں مقبول ہونا سماجی خرابیوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ لاٹری کے خلاف تعزیری اقدامات کا بنیادی محرک معاشی خرابیاں ہیں، معاشی معاملات میں بجائے محنت اور قابلیت کے قسمت (Luck) پر انحصار کرنا وہ بدترین رجحان ہے جو عوام میں لاٹری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ (جلد ۹،صفحہ ۶۱۶)

امریکہ کی ایک صوبائی اسمبلی نے لاٹری کی قباحتوں کو واضح طور سے تسلیم کرتے ہوئے اسے ممنوع قرار دیا تھا۔ ۱۷۶۲ میں پنسلوانیا کی صوبائی اسمبلی نے لاٹری کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ لاٹری سماجی خرابیوں اور تساہلی کی موجب ہے۔ نیز معاشی نظام کے لیے سخت مضر ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برنائیکا: جلد ۱۴،صفحہ ۴۰۵)

لاٹری جوئے کی ایک قسم ہے۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ لاٹری میں ہارنے اور جیتنے کا دارومدار اتفاق (Chance) پر ہوتا ہے تو اس پر قطعی طور سے جوئے کا اطلاق ہوتا ہے کیوں کہ جوئے کی بھی یہی حقیقت ہے۔ جوئے میں آدمی ہار جاتا ہے تو بخت و اتفاق سے ہار جاتا ہے اور اگر جیت جاتا ہے تو محض بخت و اتفاق سے جیت جاتا ہے۔ اسی لیے لاٹری کو عام طور سے گناہ کا کام سمجھا جاتا ہے۔ (انسائکلو پیڈیا آف سوشل سائنس: جلد ۹،صفحہ ۶۱۵)

جوا، سٹہ سے دولت جمع کرنا حرام ہے:

دولت مند اور مالدار ہونا اسلام میں معیوب نہیں بلکہ عطائے الٰہی اور باعثِ فضل وکمال ہے مگر ناجائز اور حرام طریقے سے دولت جمع کرنا اسلام میں سختی سے منع ہے۔ اس کے منع میں کیا حکمت ہے وہ اصحابِ عقل وشعور سے پوشیدہ نہیں۔ مال کی بربادی، وقت کی بربادی، عزت و وقار کی بربادی، حقوق مسلمین سے غفلت، دنیا و آخرت کا نقصان، خدا اور رسول کی نافرمانی۔ یہی وہ حکمتیں ہیں جن کے باعث اسلام میں جوا اور سٹہ حرام ہے۔ سماج

اور معاشرے میں جواری کی ذلت ورسوائی ہے۔ جواری اور سٹے باز پوری پوری رات گھروں سے باہر کلبوں میں گزارتے دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے اور مسلمان اس خبیث مرض (جوا اور سٹے) سے فرصت ہی نہیں پاتے۔ یہ پہلو بھی بہت افسوس ناک ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے روز برباد ہورہے ہیں۔ کیا کسی کو فکر ہے کہ قوم مسلم آخر اس قدر جوا اور سٹے بازی میں مبتلا کیوں ہے؟ پیارے مسلمان نوجوانو! غور کرو اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ جس اولاد کے لیے تو یہ ناجائز دولت جمع کررہا ہے کیا وہ تجھے اللہ ورسول کے غضب سے بچانے آئے گی؟ حرام کمائی کے بارے میں پیارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ

ترجمہ: وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا ہو۔

(الترغیب والترہیب: جلد ۲ رصفحہ ۵۵۳)

اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں، طبرانی نے الوسط میں اور ابو اعلیٰ اور بزّار نے روایت کیا ہے۔ امام منظری کہتے ہیں کہ اس کی سندیں حسن ہیں۔

ایک حدیث شریف میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

لاَ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ (مسند احمد: ۳/۳۲۱،۳۹۹)

اسی مضمون کی حدیث جامع ترمذی، کتاب الجمعہ، باب ماذکر فی فضل الصلوٰۃ، حدیث ۶۴۱ میں مروی ہے)

ترجمہ: وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پرورش پایا ہو، اور جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو اس کے لیے دوزخ ہی ہے۔

حرام کمائی کا اثرِ بد اس دنیا میں ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں رد فرما دیتا ہے۔ اس کی شان کریمی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہے جس کی کمائی حرام کی ہو۔ شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب جوا کے مفاسد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سرمایہ داری کے فروغ میں سٹے کا بڑا دخل ہے۔ فریقین صرف کاغذ پر خرید وفروخت کرتے ہیں۔ مال کسی کے پاس نہیں ہوتا، سینکڑوں آدمی اپنا Partner بینک بیلنس، ٹی وی، فون (موبائل اور انٹرنیٹ) کے ذریعہ مال بیچتے اور خریدتے ہیں جبکہ اس مال کو پیدا کرنے، لانے یا اس کو کارآمد بنانے کے لیے انھوں نے کوئی کام نہیں کیا ہوتا جس کی وجہ سے وہ اس مال کا جائز حقدار ہوتا۔'' (شرح مسلم جلد ۴، صفحہ ۹۶)

اسلام نے ہی جوا، سٹہ پر روک لگائی اور اسے شیطانی کام بتایا، فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسہ (بازی لگانا) ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں۔ تو اس سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ مائدہ: آیت ۹۰)

اس پرآشوب دور میں مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔ ان میں جن باتوں سے منع کیا گیا ہے، ان سے اپنے آپ کو روکیں اور جن کو کرنے کا حکم ہوا انھیں کریں تا کہ ان کی حیات وزیست خوشگوار ماحول میں بسر ہو۔ قومِ مسلم کی معاشی ومعاشرتی زبوں حالی پر بہت کچھ کہا اور لکھا گیا اور لکھا اور کہا جا رہا ہے۔ لیکن میرا اپنا نظریہ ڈاکٹر محمد اقبال کے ان اشعار میں واضح پیغام ہے۔

طریقِ مصطفی کو چھوڑنا ہے وجہِ بربادی
اسی سے ہوئی ہے قوم دنیا میں بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمتِ پرودگار اپنی

●●●

۲۶؍جنوری (یوم جمہوریہ): قومی یادگار کے اظہار کا دن

۲۶؍جنوری یوم جمہوریہ کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے کیوں کہ اسی روز مرتب کردہ آئین اسمبلی کے ذریعے نافذ کیا گیا تھا۔ اس دن کا یہ بھی پس منظر ہے کہ ۱۹۳۰ میں لاہور کے مقام پر دریائے راوی کے کنارے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے اجلاس میں جس کی صدارت جواہر لال نہرو نے کی تھی، ڈومنین اسٹیٹس کی بجائے مکمل آزادی کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دے کر ۲۶؍جنوری کو یوم آزادی کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس روز شاندار فوجی پریڈ اور جھانکیوں کی نمائش کے علاوہ چراغاں اور جشن کی تقریبات منا کر ہندستانی عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ وہ تحریک آزادی کے اصولوں کی روشنی میں مکمل طور پر آزاد خود مختار ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی کی طرف رواں ہیں، لیکن عملی دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ ملک نہ تو مکمل طور پر آزاد ہے اور نہ ہی عوام الناس کو اپنی خوش حالی اور فارغ البانی کا کہیں نام ونشان مل رہا ہے۔ یہ دُرست ہے کہ سیاسی طور پر غیر ملکی حکمرانی کا خاتمہ ہو چکا ہے اور سفید فام حکمرانوں کی بجائے گندمی رنگ کے حکمران برسر اقتدار ہیں جو ہر وہ ناروا کام کر رہے ہیں جس میں دورِ غلامی میں بڑھ چڑھ کر فرنگی ملوث تھے۔ یہ ملک ابھی تک پسماندگی، ناخواندگی، بیماری، استحصال اور دوسری طرح کی غلامیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ سماجی طور پر منتشر، سیاسی طور پر استحصال زدہ اور معاشی لحاظ سے اس وقت بھی ملک برابر نیم آبادیاتی ہے کیوں کہ معیشت پر سامراجی طاقتوں، ان کے مقامی دلالوں اور بڑے بڑے لینڈ لارڈوں کی مشترکہ گرفت مکمل طور پر موجود ہی نہیں بلکہ مضبوط و مستحکم ہے۔ تمام تر معاشی پالیسیاں ورلڈ بنک، ملٹی نیشنل کمپنیوں، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

اور انٹرنیشنل کنشوژیم کے کنٹرول میں ہیں۔ چوں کہ ملکی دولت کا زیادہ تر حصہ سامراجیوں، گماشتہ مقامی سرمایہ داروں اور بڑے بڑے لینڈ لارڈوں کی تحویل میں چلا جاتا ہے اس لیے محنت کش عوام کنگال و معاشی طور پر ناآسودہ ہیں۔ اندریں حالات آزادی اور جمہوریت کا جوخواب ہندوستانی عوام نے بڑے ذوق وشوق سے دیکھا تھا، وہ ادھورا ہے، تشنہ تعبیر ہے اور اسے پورا کرنے کے لیے سخت جدوجہد اور بے لوث سیاسی ومعاشی قیادت کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں دورائے نہیں کہ ہمارے سروں پر مسلط خودغرض اور استحصالی حکمران وسیاست دان بے شک اپنی منزلِ مُراد یعنی 'لوٹو اور پھوٹو' پر پہنچ چکے ہیں لیکن عوام منزلِ تمنا سے کوسوں دور ہیں۔

جس قوم کو خود کفالتی اور خود انحصاری کی پالیسی ترک کر کے لبرل معاشی پالیسی کے نام پر ملک کو عالمی سرمایہ دار منڈی کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہو، جس ملک کی معاشی ومالی پالیسیاں ورلڈ بنک، ملٹی نیشنل کمپنیوں، مانیٹری فنڈ، ورلڈ بنک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن جیسے سامراجی ادارے طے کرتے ہوں، جہاں بیرونی سرمایہ داروں کو لوٹ کھسوٹ کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہو۔ جہاں مالی ومعاشی بحران کا دیو ہاہا کار مچا رہا ہو، جہاں برآمدات اور درآمدات میں تفاوت کے باعث تجارت میں عدم توازن موجود ہو، جہاں روپیہ کی قیمت ۱۹۶۰ کے مقابلے میں چار پیسے رہ گئی ہو، جہاں آئے دن غیر ملکی سکے کے مقابلے میں ہندوستانی روپے کی قیمت کم ہوتی جارہی ہو، جہاں صنعت وحرفت میں غیر ملکی غلبہ ہو، جہاں معاشی پالیسیاں طے کرنے کی آزادی اور خود بینی وخودنگری کا اختیار حاصل نہ ہو تو اس ملک، قوم اور معیشت کو آزاد کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ جہاں کھلم کھلا غیر ملکی سامراجی طاقتیں اس ملک کی معیشت وسیاست پر قبضہ کرنے کے لیے آپس میں برسرپیکار ہوں تو اسے آزاد معیشت وجمہوری سیاست کا نام کیسے دیا جاسکتا ہے؟ یہ سب نیم نوآبادیاتی معاشرے کی خصوصیات ہیں جو ہم اپنے سروں پر سوار دیکھتے ہیں۔ اس لیے بلاشبہ ہندوستانی معاشرہ، نیم نوآبادیاتی معاشرہ ہے۔ بھلے ہی حکمران کسی شک وشبہ کے بغیر میڈیا کے زور پر اسے آزاد اور حاکمیت اعلیٰ کا حامل معاشرے کا نام دیں۔

سوال یہ ہے کہ جب متذکرہ بالا سیاسی ومعاشی پالیسیوں کے طفیل صنعتوں پر بیرونی اور ان کے مقامی گماشتہ سرمایہ داروں کا قبضہ ہو، جب زمین کے غالب حصے پر لینڈ لارڈ

قابض ہوں تو عوام کی حالت بہتر کیسے ہوسکتی ہے؟ ان غلط و نا ہنجار پالیسیوں کی ہی وجہ سے ملک میں غربت، مفلسی، بیکاری، بے روزگاری، مہنگائی، حق تلفی، رشوت ستانی، بدعنوانی، کنبہ پروری، اقربا نوازی، اور خاندانی راج جیسی بری چیزیں سر بازار بک رہی ہوں تو مزدور، کسان اور درمیانہ طبقے کے لوگ کیوں نہ کنگال ہوتے رہیں۔ اس مخمصے کو کن معنوں میں آزادی، خوش حالی اور تعمیر و ترقی کا دور کہا جا سکتا ہے جسے یوم جمہوریہ اور یوم آزادی، آزادی کے نام سے معنون کرتا ہے اور اسے عوام کی جیت سے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ملک میں دولت کے بیشتر حصے پر سامراجی مقامی گماشتہ سرمایہ دار اور لینڈ لارڈ قابض ہیں اور محنت کش نیم فاقہ کشی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ آزادی کا پھل سامراجی، گماشتہ سرمایہ دار، لینڈ لارڈ اور سیاسی پارلیمانی شہزادے کھا رہے ہیں اور مفلوک الحال عوام مصائب و آلام کے شکار ہیں اس لیے یہ کس زبان و بیان کے پیرائے میں کہا جا سکتا ہے کہ آزادی کے ۷۰ سال بعد آج عوام جشن وخوشیاں منائیں کیوں کہ وہ حقیقی طور پر آزادی اور معاشی مساوات سے ہمکنار ہیں؟ حقیقت حال یہ ہے کہ عام آدمی حسب سابق ذلت کے گہرے غار میں پڑا ہوا، استحصال، گراں بازاری اور بے نوائی کے سبب کراہ رہا ہے۔ خدارا بتائیے کہ اس ناگفتہ بہ صورت حال کو خوش حالی اور فارغ البالی سے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ ہاں، اقتدار کے رسیا نیتا اگر کانٹوں کو پھول اور مشکالت ومصائب کو راحتیں قرار دیں تو بھی امر واقع یہی ہے کہ لوگ در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ بھلے ہی حکمران ذرائع نشر و اشاعت کے ذریعے رات دن خیالی جنتوں اور افسانوی خوش حالی کا ڈھنڈورہ پیٹیں۔

ہندوستان ایک مختلف القومیتی ملک ہے جس میں مختلف مذاہب اور عقائد رکھنے والے لوگ صدیوں سے حب الوطنی کے بے لوث جذبے کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ اس ملک کا اتحاد، سالمیت، یگانگت صحیح معنوں میں اس وقت قائم رہ سکتی ہے جب یہاں حقیقی معنوں میں وفاقی نظام قائم ہو، تمام مذاہب اور عقائد وافکار کو تحفظ حاصل ہو، ہر نسل اور زبان وثقافت کو پھلنے پھولنے کی راہیں ہموار ہوں تو پھر ملک کی جمہوریت اور آزادای کے کیا کہنے! اس کے برعکس جب کہ چھوٹی قومیتوں اور دیگر اقلیتوں کے آئینی وانسانی حقوق پامال کرکے

عملاً وحدانی طرز حکومت قائم کر دیا گیا ہے، جس سے سب مالیات اور ذرائع مرکز کی تحویل میں ہیں اور ریاستیں مرکز کی دست نگر ہیں، مذہبی اقلیتوں میں احساس عدم تحفظ پایا جائے اور وہ بوجوہ خوفزدہ اور دبے کچلے ہوں، کرسی کے لیے ضمیروں کو بیچ کھانے والے حکمرانوں نے اپنے حقیر سیاسی اغراض کے لیے پورے ملک کو ذات برادریوں میں تقسیم کر رکھا ہو کہ جس سے قومی یک جہتی بھی خطرے میں ہے، اس تناظر میں ۲۶ جنوری کی خوشیاں ایک بے سمت سفر اور ایک بے مقصد اچھل کود ہے۔ جب تک حقیقی معنوں میں فیڈرل نظام قائم نہیں ہوتا تب تک قومی یک جہتی کیسے قائم ہو سکتی ہے؟ یہ الگ بات ہے کہ ہوس اقتدار رکھنے والے رنگے سیار اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے گلا پھاڑ پھاڑ کر قومی اتحاد کے ڈنکے بجاتے رہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ اس ملک میں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں، شہری آزادیاں غارت ہو رہی ہیں اور آزادیِ تحریر و تقریر کی نفی ہو رہی ہیں، معصوم و بے گناہ لوگ دن دھاڑے مارے جا رہے ہیں، بے گناہ تختہ مشق بن رہے ہیں اور مجرموں کو خود غرضانہ سیاست کی چھتر چھایا حاصل ہونے کی بنا پر حکام کی زبانوں پر تالے، آنکھوں پر پٹیاں اور ضمیروں پر بے پرواہی کی دھول جمی ہوئی ہے۔

ایک جانب منظر نامہ یہ ہے اور دوسری جانب سخت گیر کالے قوانین دھڑا دھڑ بنائے جا رہے ہیں۔ یہ سب ان خوابوں کی نفی ہے جو عوام نے انگریز سامراج کے خلاف دیوانہ وار جدوجہد کے دوران دیکھے تھے گو اس انارکی کو بے ضمیر حکمران آزادی کا نام ہی دیں۔ سیاسی ومعاشی آزادی کی حقیقی منزل پر پہنچنے، ملک میں خوشحالی لانے اور قومی یک جہتی قائم کرنے کے لیے سامراجیوں، گماشتہ سرمایہ داری اور لینڈ لارڈ ازم کی گرفت کو توڑنا اشد ضروری ہے۔ جب تک ملک ان کی گرفت سے آزاد نہیں ہوتا تب تک آزادی اور جمہوریت کا گن گان بے معنی ہے۔ ایسا موجودہ لٹیرے نظام کی تخریب اور عوامی جمہوریت کے قیام سے ہی ممکن ہے۔ لٹیرے حکمران طبقوں کے مختلف گروہ موجودہ استحصال اور لوٹ کھسوٹ کے نظام کے ہی نقیب ہیں۔ ان میں بے شک کسی قدر بھی لڑائی جھگڑے بھی ہوں، پھر بھی ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہونے کی بنا پر وہ اس لٹیرے نظام پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتے اور نہ اسے بدل

کر پورے سسٹم کو ایک انقلابی سانچے میں ڈھالنے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ اس لیے لازم ہے کہ ان کے مایا جال سے آزادی حاصل کر کے پارلیمانی نظام کے ابہامات سے آزاد ہو کر ایک انقلابی تحریک کے ذریعے عوامی جمہوری انقلاب کر کے ہی سچی آزادی اور جمہوریت سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے اور صحیح معنوں میں یوم جمہوریہ منانے کی ایک نظریاتی اور عملی بنیاد فراہم ہو سکتی ہے۔ اس منزل کو حاصل کیے بغیر یوم جمہوریہ کے نام پر اُچھل کود کرنا محض عوام کی آنکھوں کو خیرہ کرنے اور زمینی حقائق کو عوامی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی مکروہ چال ہے جسے عوام کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ صورت حال میں ہم جیسے دل جلے لوگ تو فقط یہی کہہ سکتے ہیں ؎

مالی نے اس لیے چمن کو خون سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں
ملیں اس لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
کہ دختر ان وطن تار تار کو ترسیں

اس موقع پر ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام ان مقاصد کو سمجھیں جن کی خاطر ان سے پیشتر کی نسلوں نے انمول قربانیاں دے کر سچی آزادی اور حقیقی جمہوریت کے قیام کے لیے کوششیں کی تھیں، لاتعداد جان بحق لوگوں کا لہو پکار پکار کر موجودہ نسل کو غور وفکر کی دعوت دے رہا ہے کہ ابھی اس ملک میں سچی آزادی اور حقیقی جمہوریت کا قیام عمل میں نہیں آیا ہے۔ اس منزل تاباں پر پہنچنے کے لیے انہیں انتھک محنت کرنا ہوگی اور اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چل کر قربانیوں کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ بصورت دیگر انہیں موجودہ ذلت زدہ حال میں ہی زندگی بسر کرنا ہوگی۔ بھارت کا دستور جب مرتب کیا گیا تو بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کی دفعات میں دفعہ 25-26-27 -28-29 -30 میں ہر شہری کو مذہب کی آزادی اپنے مذہبی رسم ورواج پر عمل کی آزادی۔ اپنے تہوار منانے اور اپنے مذہبی اور تہذیبی خصوصیات کے ساتھ رہنے کی آزادی۔ اپنے مذہب کی تبلیغ وترویج کی آزادی، مذہبی تقریبات کی آزادی، اپنے مذہب، زبان اور اپنی تہذیب کے تحفظ اور فروغ کے لیے

ادارے قائم کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔

انگریزی حکومت میں مسلمانوں نے اپنے مسائل اسلامی طریقے پر حل کرنے کی درخواست دی تو انگریزی حکومت نے مسلمانوں کی درخواست منظور کر لی اور شریعت ایکٹ ۱۹۳۷ پاس کیا۔جب ہمارا ملک آزاد ہوا تو ڈاکٹر امبیڈکر کی رہنمائی میں دستور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی۔اس کمیٹی نے شریعت ایکٹ ۱۹۳۷ کو جوں کا توں برقرار رکھا اسی کو مسلم پرسنل لا کہتے ہیں جو آج بھی ہمارے عدالتی نظام میں رائج ہے۔۲۶ر جنوری ہندوستان میں یومِ جمہوریہ کے نام سے یادگار دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ہندوستان نے برطانیہ کے تسلط سے یوں تو ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی حاصل کی تھی لیکن ہندوستان کا آئین ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کے دن قائم کیا گیا تھا لہٰذا حکومتی سطح پر یہی دن (۲۶ جنوری) ہندوستان کے جمہوری مملکت ہونے کے مبینہ اظہار کا دن قرار دیا جاتا ہے۔اسی دن ڈاکٹر راجندر پرساد ہندوستان کے پہلے صدر جمہوریہ کے طور پر منتخب کیے گئے۔یومِ جمہوریہ کے اسی قومی دن پر ہر سال ہندوستان کے دارالحکومت نئی دہلی میں ایک عظیم فوجی پریڈ کی نمائش ہوتی ہے۔آرمی، نیوی اور ائیر فورس کی قوتوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔صدرِ ہندوستان جو کہ ہندوستانی مسلح فوج کا کمانڈر انچیف بھی ہوتا ہے، اس موقع پر فوج کی سلامی لیتا ہے۔یوم جمہوریہ کی اس پریڈ میں شرکت کے لیے مہمانِ خصوصی کے طور پر کسی دوسرے ملک کی اہم شخصیت کو دعوت دی جاتی ہے۔اس سال فرانس کے صدر اور کچھ ملک کے سربراہان کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔یومِ جمہوریہ کو سارے ہندوستان میں تعطیل منائی جاتی ہے۔ساری ریاستوں کے دارالحکومت میں مختلف رنگین تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔علی الصبح پرچم کشائی کی تقریب ریاستی گورنر کے ہاتھوں انجام پاتی ہے۔

●●●

آوارہ کتوں اور گایوں نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا

شہر ہو یا دیہات، ریلوے اسٹیشن ہو یا پلیٹ فارم، اسپتال ہو یا اسکول اور کالج، ہر جگہ سڑکوں، گلیوں، بستیوں میں آوارہ کتوں کا جھنڈ موجود ہے۔ کتوں کی آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت پورے بھارت میں تین کروڑ آوارہ کتے موجود ہیں اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کتیا سال میں تین سے چار بار بچے پیدا کرتی ہے، کتیا کے حمل کی مدت ۴۸ سے ۵۸ دن ہوتی ہے اور یہ ہر بار ۵ سے ۸ بچے جنتی ہے۔اس سے ہر سال ایک کروڑ سے زیادہ آوارہ کتوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔ پیدائشی اوسط اور تناسب میں بندروں کی پیداوار کا بھی یہی حال ہے، ان کی بھی آبادی میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔صحت کے عالمی ادارے (WHO) کے مطابق ہر سال لگ بھگ ایک کروڑ ستر لاکھ کتے کسی نہ کسی کو کاٹ لیتے ہیں۔WHO کی ۲۰۱۴ کی رپورٹ میں درج اعداد و شمار کے مطابق بھارت میں ہر سال کتے، بلی، لومڑی کے کاٹنے سے تقریباً ۲۰/ ہزار افراد باؤلے پن کے مرض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کے ملتے جلتے اعداد و شمار بندروں کے بارے میں بھی پائے جاتے ہیں۔

ریبیز کیا ہے اور اس سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

ہندوستان سمیت دنیا بھر میں اس وقت دو کروڑ ۹۰ لاکھ سے زائد افراد ریبیز جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا ہیں اسی لیے ۲۸ ستمبر کو ریبیز ڈے منایا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو ہوشیار و خبردار کیا جائے۔ یہ وائرل بیماری انتہائی خطرناک ہوتی ہے۔اس بیماری سے ہندوستان میں

بہت موتیں ہو رہی ہیں۔ یہ بیماری اعصاب (دماغ کی موٹی نسیں جو جسم کے تمام حصوں میں پھیلی ہیں) پر خاص قسم کے جراثیم کے حملہ آور ہونے سے دیوانگی کا باعث بنتی ہے۔ ربیز (rabis) اعصابی نظام کی بہت خطرناک بیماری ہے، اس مرض میں مبتلا مریض سو فیصد مر جا تا ہے۔ یہ مرض موسم بہار میں زیادہ پھیلتا ہے۔ ربیز کا مریض پانی سے بہت ڈرتا ہے اس لیے اس کا نام ہائیڈروفوبیا (پانی سے ڈرنا) بھی رکھا گیا ہے اور یہ علامت صرف انسان میں ہوتی ہے۔ ایسے مریض کے آنسو، قے اور پیشاب میں بیماری کے وائرس پائے جاتے ہیں اس لیے ایسے مریض کا علاج کرنے کرانے والوں کو چاہیے کہ وہ مریض کے پاس جاتے وقت دستانے اور ماسک پہن کر اپنا بچاؤ کریں۔ جن لوگوں کو کسی طرح کا زخم ہے وہ تو ایسے مریض کے پاس ایک دم ہی نہ جائیں۔ جانوروں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیموں نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ جانوروں کی پیدائش کو کنٹرول کرنے پر کام کرے تا کہ گلیوں ،سڑکوں، جگہ جگہ گھومنے والے آوارہ کتوں کی آبادی میں کمی ہو۔ بی بی سی کے رپورٹ کے مطابق ''گلوبل الائنس فار ریبیز کنٹرول'' کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال لاکھوں لوگ کتے کے کاٹنے والی بیماری rabis سے ہندوستان میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہمارے ملک نے کتوں کو مارنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔

کتوں کو مارنے پر پابندی:

عدالت عظمیٰ کی جانب سے کتوں کو مارنے پابندی لگی ہوئی ہے۔ کیا طرفہ تماشا ہے (عجیب وغریب تماشا)؟ ۲۰۰۱ میں ہندوستان میں جانوروں کی فلاح و بہبود سے متعلق منظور کیے جانے والے قانون کے تحت آوارہ کتوں کو مارنا جرم قرار دیا گیا ہے۔ کتوں کو مارنے کے خلاف قانون بننے کے بعد آوارہ کتوں کے مارنے کے جو ادارے قائم تھے وہ سب بند کر دیے گئے۔ جمشید پور جھارکھنڈ ٹاٹا اسٹیل کمپنی TISCO میں کتوں کی نسبندی کرنے اور پاگل کتوں کو مارنے کا جو محکمہ تھا، وہ بند کر دیا گیا اور اس سے بہت لوگ بے روزگار ہو گئے۔ کتوں کو نہ مارنے کے قانون بننے کے بعد سے کتوں کی آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہو گیا

ہے۔ ہمارے ملک کے پرائم منسٹر مودی کو انسانوں کی بڑھتی آبادی پر تشویش ہے، ہونی بھی چاہیے، پر کیا ان کی توجہ انسانوں کے قاتل آوارہ کتوں، بندروں کی طرف بھی جائے گی؟ جائے تو بہتر ہوگا۔ کتا انتہائی خطرناک اور جراثیم سے بھرا جانور ہے، اس کے کاٹے ہوئے کو جان کا خطرہ بنا رہتا ہے۔ اسلام میں موذی جانور کو مارنے حکم ہے۔ (مسلم شریف: حدیث نمبر ۱۹۵۵) البتہ موذی کتے کو مارنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں کم سے کم تکلیف ہو۔ جانور کو تڑپا کر مارنے سے شریعت میں منع کیا گیا ہے۔ آوارہ کتوں کے کاٹنے کے بڑھتے واقعات نے لوگوں کی پریشانی میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس سے بڑی بات یہ ہے کہ کتوں کے کاٹنے والی ویکسین کا نہ ملنا اور بھی مزید پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ربیز کے انجکشن اسپتالوں میں اکثر نہیں ملتے اور ملتے ہیں تو کسی کو صرف ایک انجکشن ہی دیتے ہیں اور کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ اور نہیں ہے، کسی کو دو لگا کر ٹال دیتے ہیں کہ ۲/ری کافی ہے اور سب سے بڑی پریشانی تو یہ ہے کہ کبھی کبھی تو یہ مارکیٹ میں ناپید ہو جاتا ہے جب کہ آج کل کتے کے کاٹنے کے بہت سے واقعات روز ہو رہے ہیں۔ ذمہ دارانِ حکومت کو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سڑک حادثوں میں مرنے میں اضافے کا سبب:

ترقی یافتہ دور میں سڑک پر فراٹے سے چلتے ہوئی طرح طرح کی گاڑیوں کی وجہ سے ایکسیڈنٹ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور پھر آج کل ہر جگہ گندے جانور (pig) اور گایوں اور سانڈوں کی بھرمار بھی بہت بڑی وجہ ہے۔ گائے کو ہمارے ملک کی ہندو اکثریت مقدس مانتی اور ماں کا درجہ دیتی ہے۔ مسلمان بھی گائے کو ایک پیارا اور سیدھا جانور مانتے ہیں۔

اردو ادب کے بہت بڑے شاعر اسماعیل میرٹھی کا نام جدید نظم نگاری میں بہت نمایاں اور ممتاز ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲/نومبر ۱۸۴۴ء میں اور وفات ۱۹۱۷ میں میرٹھ میں ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تحریک میں آپ کی عمر ۱۴/سال تھی۔ آپ کی نظموں، غزلوں اور انقلابی اشعار نے لوگوں کے دلوں میں آزادی کی لہر دوڑا دی تھی۔ آپ کی مشہور نظم ''ہماری

گائے''بہت مقبول ہوئی۔آپ کی نظم کو مدرسوں اوراسکولوں میں پڑھایا جاتا تھا اور گائے سے محبت وانسیت کا سبق دیا جاتا تھا اور آج بھی گائے کو ایک پیارااورسیدھا جانور مانا جاتا ہےاوراسے اللہ کی نعمت سمجھا جاتا ہے۔گائے کے پیدا ہونے پراللہ کی حمداور شکرانہ ادا کیا جاتا ہے۔گائے سے محبت کااس سے بڑااور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔آپ کی نظم پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے،آپ بھی پڑھیے:

رب کا شکر ادا کر بھائی	جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں	جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں
خاک کو اس نے سبزہ بنایا	سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جوگھاس چری تھی بن میں	دودھ بنی اب گائے کے تھن میں
سبحا ن اللہ دودھ ہے کیسا	تازہ گرم سفید اور میٹھا
گائے کو دی کیا اچھی صورت	خوبی کی ہے گویا مورت
دونہ دُنکا، بھوسی، چوکر	کھالیتی ہے سب خوش ہوکر
کیا ہی غریب اور کیسی پیاری	صبح ہوئے جنگل کو سدھاری
سبزے سے میدان بھرا ہے	جھیل میں پانی صاف بھرا ہے
پانی پی کر چارہ چر کر	شام کو آئی اپنے گھر پر
دوری میں جو دن ہے کاٹا	بچے کو کس پیار سے چاٹا
بچھڑے اس کے بیل بنائے	جو کھیتی کے کام میں آئے
رب کی حمد وثنا کر بھائی	جس نے ایسی گائے بنائی

افسوس صد افسوس!اب اس معصوم اور پیارے جانور کے نام پرخونی ہولی کھیلی جارہی ہے۔اتر پردیش میں گریٹر نوئیڈا سے متصل دادری میں اخلاق نامی ۵۵/سالہ شخص کے گھر گائے کے گوشت کھانے کے شبہے میں دھاوابول کر پوری فیملی کو بری طرح سے مارا گیا جس میں ان کےلڑکے اورخواتین شدید زخمی ہوگئیں اور زخموں کی تاب نہ لاکر اخلاق صاحب کی موت واقع ہوگئی۔۲۰۱۷ راجستھان کے الور میں گائے کے نام پر پہلوخان نامی ۵۵/سالہ

اور ان کے دو جوان بیٹوں کو مارا گیا جس میں پہلو خان کی موت ہوگئی۔اخلاق احمد اور پہلو خان سے لے کر تبریز انصاری تک ۳۰۰ سے زیادہ لوگ اب تک موب لنچینگ میں مارے جا چکے ہیں جن میں زیادہ تعداد گائے کی موب لنچینگ سے متعلق ہیں۔گائے کا بہانہ بنا کر لوگوں کو مارا گیا، بے چاری سیدھی سادھی گائے کو بدنام کیا جا رہا ہے۔گائے بھی شرم شار ہو رہی ہوگی کہ اندھے بھگت میرے نام پر سیاست کر رہے ہیں اور مجھے بدنام کر رہے ہیں۔ابھی حال ہی مویشی محکمہ کے وزیر گری راج سنگھ کا بیان اخباروں میں آیا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں گائیوں کی تعداد ۱۵۴۰۳۰۰ ہے اور اب صرف گائیوں (مادہ) کی پیدائش پر زور دیا جائے گا۔یو پی میں محکمہ پولیس لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری کیا نبھائے گی۔گائیوں کے ایکسیڈینٹ سے بچنے کے لیے جو گائیں سڑکوں پر رات میں بیٹھی رہتی ہیں، ان کی سینگوں میں الیکٹرانک لائٹ لگاتے پھر رہی ہے تاکہ ایکسیڈنٹ سے بچا جا سکے۔

گائے کی حالت اور اس کا آتنک

گائے کے چاہنے، ماننے والے اندھ بھگت، گائے کو بھی بھوکا مار ڈال رہے ہیں۔آئے دن سوشل میڈیا میں خبریں اور دردناک مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔بکاؤ میڈیا ان گئوشالوں کی خراب حالت کو نہیں دکھاتا۔جو بھوکی گائیں آزاد گھوم رہی ہیں ان کے آتنک سے کسان سے لے کر عام آدمی تک پریشان ہے۔رات رات بھر کسان جاگ کر اپنی فصل بچا رہا ہے، ذرا سے چوک ہوئی، آنکھ لگی، اور ساری فصل بھوکی گایوں اور سانڈوں نے کھا کر صاف کر دی ۔بے چارہ کسان کف افسوس مل رہا ہے۔گاؤں، شہروں، گلیوں، سڑکوں پر سانڈوں کی لائن گایوں پر دوڑ رہی ہے۔ان کے حملوں سے اسکول کے بچوں سے لے کر بڑے بوڑھے سبھی لوگ پریشان ہیں۔جگہ جگہ لاء اینڈ رڈر نے اس طرح کے بورڈ لگا رکھے ہیں" آگے سڑک پر جانور بیٹھے ہو سکتے ہیں، کرپیا دھیرے چلیں۔پولیس ادھی کچھ"

آئے دن خبریں آرہی ہیں کہ سانڈ نے سینگ ماردی، گائے نے دوڑا دیا، کسی کی جان چلی گئی، کسی کو سخت چوٹیں آئیں، کسی کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی وغیرہ وغیرہ۔ہمارے بڑے

ساڑھو صاحب کی بیٹی کانپور سے اناؤ اپنے شوہر کے ساتھ موٹر سائیکل سے جا رہی تھی، سانڈ نے دوڑ لگائی کئی، لوگ زخمی ہو گئے، یہ لوگ بھی سخت زخمی ہوئے، بیٹی زیبا کی کمر کی ہڈی کھسک گئی، اب بیٹھ نہیں پاتی، ابھی عمر ۲۲ سال ہے، زندگی اجیرن ہو گئی۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ کیا ارباب حکومت اس طرف توجہ دے کر کتوں، بندروں، گائیوں کے آتنک سے بچانے کی کی کوشش کرے گی۔ یا سخت گیر عناصر کے آتنک کے ساتھ ساتھ ان جانوروں کے آتنک کو بھی سہنا پڑے گا۔

●●●

کب تک ظلم ہوتا دیکھو گے؟

جس معاشرے میں انصاف اور امن قائم نہ ہو وہاں ظلم و جبر کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور پھر وہ معاشرہ بے غیرتی و بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے۔ دبنگ لوگ ظلم پر اتر آتے ہیں اور عام لوگ مصلحت کی چادر اوڑھ کر سو جاتے ہیں۔ آج کل عام طور پر مظلوم کی دادرسی کے لیے جلدی کوئی تیار نہیں ہوتا جس سے ظالم کا حوصلہ بڑھتے جاتا ہے اور پھر ایک دن وہ بھی آتا ہے جب چپ چاپ دیکھنے والے بھی اس کا شکار ہوتے ہیں۔ حالاں کہ مظلوموں کی مدد کرنے کی اسلام میں اتنی اہمیت ہے کہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں ۴۳ر جگہوں پر مختلف طریقوں سے احکام نازل فرمائے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ ہم مصلحت کی چادر اوڑھ کر اور خاموش بیٹھ کر اللہ کے یہاں کس قدر معتوب ہو رہے ہیں۔

اگر کچھ باہمت و باغیرت افراد متحد ہو کر ظالم کا مقابلہ کریں اور سمجھائیں تو مظلوموں کی مدد ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں ہمیں سیرت نبوی میں ایک بہت اہم واقعہ ملتا ہے جس پر عمل کر کے ہم اپنے حالات بہتر بنا سکتے ہیں۔ آج کے ہندوستانی ماحول میں جہاں حکومت کے ڈر سے بڑے بڑے لوگوں نے بھی اپنی زبانوں پر تالے لگا لیے ہیں، وہاں اس واقعے کی بڑی معنویت ہے۔ اس واقعے سے ہمارے ان بڑوں کو سبق لینا چاہیے۔ آپ اس واقعہ کو پڑھیں اور جھومیں کہ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس طرح مظلوموں کو ظالم کے ظلم سے بچانے کی سعی فرمائی اور اس کے لیے ایک معاہدہ فرمایا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے خوش گوار واقعات میں سے ایک اہم واقعہ ہے اور یہ اتنا اہم واقعہ ہے کہ جسے آپ برابر یاد فرماتے اور صحابہ کرام کو بتا کر خوش ہوتے اور فرماتے اگر آج بھی کوئی اس طرح کا معاہدہ

کرے تو میں شامل ہوں گا اور فرماتے کہ اس کے بدلے ہمیں کوئی سرخ اونٹ بھی دے تو میں نہ لوں۔ (یعنی میں مظلوموں کی مدد کے معاہدہ کو زیادہ پسند کرتا ہوں)۔ اس واقعے کو ’حلف عبداللہ بن جدعان‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی کوشش سے قریش کے مختلف خاندانوں کے نمائندہ افراد نے یہ معاہدہ فرمایا تھا، خود حضور ﷺ بھی اس میں ایک رکن کے طور پر شریک تھے۔ اس معاہدے کے وقت آپ کی عمر مبارک ۲۳ رسال کی تھی۔

واقعہ یوں ہے کہ قبیلہ بنو زید کا ایک شخص کچھ مالِ تجارت لے کر مکہ آیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ اس تاجر سے اس کا مال مکہ کے مشہور اور مالدار سردار ’’عاص بن وائل‘‘ نے خرید لیا اور اس نے سینہ زوری کرتے ہوئے اس سے اس کی بیٹی کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ وہ اجنبی مظلوم شخص خانہ کعبہ میں آیا اور کعبہ کا غلاف پکڑ کر بلند آواز سے روتے ہوئے فریاد کرنے لگا: اے شہر مکہ کے شرفا! تمھارے بااثر آدمی ’’عاص بن وائل‘‘ نے مجھ سے میری بیٹی زبردستی چھین لی ہے۔ میں مسافر اور مظلوم ہوں، تمھاری خدمت میں درخواست گزار ہوں کہ میری دادرسی کرو اور میری بیٹی مجھے واپس دلاؤ۔ قریش کے کچھ نوجوانوں نے اس مظلوم کی آہ و بکا سنی تو اللہ تعالیٰ نے اس مظلوم کی آہ و بکا کا اثر ان کے دلوں پر ڈال دیا۔ طبقات ابن سعد کے مطابق سب سے پہلے بنو ہاشم، بنو امیہ، بنو زہرہ اور بنو مخزوم، چاروں بڑے اور قابل ذکر اہم قبائل میں سے کچھ لوگوں نے مل کر اس مظلوم کی پکار پر لبیک کہا۔

مشہور مفسر علامہ امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے مظلوم کی پکار پر لبیک کہنے والے سعادت مند قریشی حضرت محمد ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب تھے۔ ابن سعد نے یہ بھی لکھا ہے کہ ’’عبداللہ بن جدعان‘‘ کے گھر جمع ہونے والے تمام لوگوں کے کھانے کا انتظام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے ہی کیا تھا۔ علامہ حافظ ابن کثیر کے مطابق قبیلہ عبدالدار، مخزوم حمیع، سہم اور عدی بن کعب کے سامنے جب اس مظلوم کی شکایت کی تو اس کی تو انھوں نے اس مظلوم کی حمایت میں کھڑے ہونے سے انکار کر دیا۔ (ج ۱/ ص ۴۱۶)

مظلوم کی پکار پر آپ ﷺ نے سب سے پہلے لبیک کہا، آپ نے سب کو اکٹھا کیا اور

سب کو لے جانے میں پیش پیش رہے۔آپ مظلوم تاجر ''زبیدی'' کو اپنے ساتھ لے کر ''عاص بن اوائل'' کے دروازے پر پہنچے۔آپ نے ہی اسے آواز دے کر باہر بلایا اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اس مظلوم پر تم نے کیوں ظلم ڈھایا ہے؟ وہ گھبرایا اور کہا: وہ لڑکی کنیز ہے جب مال کا سودا کیا تھا تو یہ لڑکی بھی میں نے اس شخص سے خرید لی تھی۔ میں اس سے تمتع (فائدہ، نفع) بھی کر چکا ہوں۔'' عاص بن اوائل کا جواب سن کر وفد کے لوگوں نے تاجر سے وضاحت مانگی تو اس نے کہا: خانہ کعبہ کی عظمت وتقدس کی قسم! میں نے اپنی لڑکی بیچی ہی نہیں اور نہ وہ کنیز ہے، وہ میری بیٹی ہے۔اس ظالم شخص نے اپنی قوت کے بل بوتے پر زبردستی اسے اغوا کر کے اپنے گھر میں ڈال لیا ہے۔اس پر وفد کے لوگوں نے سختی کے ساتھ ''عاص بن اوائل'' سے بات کی تو وہ ٹوٹ گیا اور اس بدبخت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور تاجر کی لڑکی اسے واپس دینا پڑی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ''عاص بن اوائل'' نے اس لڑکی سے تمتع نہیں کیا تھا۔اس کے واپس کرنے کے وقت ارکان وفد سے کہا کہ میں کل صبح لڑکی واپس کروں گا۔ایک رات مجھے اس کے ساتھ گزار لینے دو۔ وفد کے تمام غیرت مند ارکان نے اسے سختی کے ساتھ اس ارادۂ بد پر شرم دلائی اور کہا کہ یہ ہرگز ممکن نہیں۔ چنانچہ اسے اپنے شیطانی ارادے پر عمل کا موقع نہ ملا۔تاجر کی بیٹی اسے واپس دلا دی گئی۔تاجر نے اپنی بیٹی کو ساتھ لیا اور اپنے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا۔جاتے ہوئے وہ اور اس کی بیٹی دادرسی (مدد) کرنے والے سبھی کو دعائیں دے رہے تھے۔

جب مذکورہ واقعہ کا فیصلہ ہو گیا تو نبی رحمت ﷺ نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ اس قسم کے واقعات وقتاً فوقتاً رونما ہوتے رہتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہو کہ ہم آپس میں حلف (قسم) اٹھائیں کہ ہم ظالم کے مقابلے پر ہر مظلوم کی مدد کریں گے،خواہ وہ کوئی بھی ہو چنانچہ سبھی لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور اللہ کے نام پر سب نے حلف اٹھایا،جس کے الفاظ یہ تھے:

وتحالفوا ان یردّوا الفضول علیٰ اھلھا والا یعد ظالم مظلوما

ترجمہ: یعنی ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس دلائیں گے اور آج کے بعد کسی پر ظلم کو برداشت نہیں کریں گے، ہر مظلوم کی دادرسی (مدد) کی جائے گی اور ظالم کو

اس کے ظلم کی سزا دی جائے گی''۔

الفضول کا معنیٰ ہے کہ وہ چیز جو ظلم سے چھینی جائے۔مظلوموں کے مسیحا،مظلوموں کی دادرسی فرمانے والے نبی رحمت ﷺ فرمایا کرتے تھے:**لقد شهدت في دار عبد الله بن جدعان حلفًا لو دعيت به في الاسلام لاجبت۔**

ترجمہ: یعنی میں نے ''عبداللہ بن جدعان'' کے گھر میں جو حلف اٹھایا تھا،آج اسلامی دور میں بھی اگر کوئی مجھے اس کی طرف دعوت دے تو میں لبیک کہوں گا۔(البدایۃ والنہایۃ:ج۲/۱، ص۴۱۵-۴۱۶/السیرۃ الحلبیۃ:ج۱ص۱۹۰،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس حلف کو''حلف الفضول'' کہنے کی تین وجوہات بیان کی گئی تھیں۔ایک تو یہ کہ حلف میں جتنی باتیں کی گئی تھیں وہ اخلاقی زمرے میں آتی ہیں۔دوسری یہ کہ فضول اس متاع (وہ چیز جس سے نفع حاصل ہو جیسے تجارت کا مال، مال واسباب،سرمایہ) کو کہا جاتا ہے جو جبر وظلم سے چھین لی جائے۔تیسری وجہ یہ ہے کہ اس حلف میں شامل ہونے والے افراد میں سے تین نام''فضل'' تھے۔مؤرخ حلبی نے اپنی تاریخ میں مزید ایک وجہ بیان کی ہے کہ ان لوگوں نے یہ بھی حلف اٹھایا تھا کہ اپنی کمائی میں سے ضروریات سے زائد مال مہمانوں کی ضیافت (کسی کو مہمان کے طور پر کھانا کھلانا،دعوت،مہمانی) کے لیے خرچ کریں گے۔آپ ﷺ اپنی پوری زندگی میں اس واقعے کو یاد کر کے خوش ہوتے رہے اور اس پر فخر کرتے رہے۔

سیرت رسول ﷺ کا یہ ایک اہم واقعہ ہے۔اگر ہم رسول کے سچے چاہنے والے ہیں تو آپ کی اس سنت پر عمل کریں اور کرائیں۔کوئی ظالم کسی پر ظلم کر رہا ہے تو آپ پوری کوشش کریں کی مظلوم کی مدد کریں تبھی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنے گا ورنہ یہی بدترین حال اور بدتر ہوتے جائے گا۔آج مظلوموں کا ساتھ دینا تو دور کی بات ہوئی، بلکہ اب ظالم کی واہ واہی کرتے ہیں۔ڈریں اللہ کے عذاب اور اسکی پکڑ سے جس کی پکڑ بہت مضبوط ہے اور کوئی بڑے سے بڑا طاقت ور بچ نہیں سکتا ہے۔آج معاشرے کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کو رائج کیا جائے۔

●●●

مظلوم اِمام، بے حس عوام: احساس زِیاں جاتا رہا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِمامت کا منصب (عہدہ، سرداری) بہت باعزت وعظمت والا ہے۔اس کا اندازہ قرآن کریم کے انداز بیان سے ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آزمائشوں میں ڈالا۔ آپ تمام آزمائشوں میں کامیاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذِابۡتَلٰۤی اِبۡرٰھٖمَ رَبُّہٗ۔۔الخ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۴)

ترجمہ: اور جب........میں تمھیں لوگوں کا پیشوا (اِمام) بناؤں گا۔

انھوں نے عرض کیا: (کیا) میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا: ہاں! مگر میرا وعدہ ظالموں کو نہیں۔یعنی یہ وعدہ تمھاری اولاد کے ان لوگوں سے ہے جو صالح، نیک ہوں۔ دنیا میں بے شمار علم والے ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت قربِ الٰہی کی دولت سے فقط عالمِ باعمل کو نوزا۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓءُ (سورۂ فاطر: آیت ۲۸)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

حدیث پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہ تعالیٰ جس سے بھلائی کرنا چاہے اُسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔''

آقائے نعمت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام زندگی امامت فرمائی۔ آپ اگر کہیں سفر پر جاتے تو مدینہ منورہ والوں کے لیے امام کا انتخاب خود فرماتے کہ فلاں صحابی نماز پڑھائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے جو بھی خلیفہ منتخب کیا، وہ تمام سے بڑھ کر متقی اور پرہیزگار ہوتا، تاکہ بعد

میں آنے والوں پر امام کے اوصاف واضح ہو جائیں کہ امام کیسا ہونا چاہیے۔ اسلام میں امامت کا درجہ بہت اہم ہے۔ اللہ رب العزت نے امام کی فضیلت بیان فرمائی کہ میں جس سے خوش ہوں اسے لوگوں کا پیشوا (امام) بنایا۔ اسی طرح نبی ﷺ نے بھی امام کے فضائل ارشاد فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''نماز میں جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو نمازیوں سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا ہو۔''

ایک حدیث پاک میں ہے:

اے مسلمانو! تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہیں ان کو امام منتخب کرو کیوں کہ وہ تمھارے رب کے نزدیک تمھارے نمائندے ہیں۔''

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام رب کے نزدیک مقتدی کے نمائندے ہیں۔ اس سے بڑی فضیلت وعظمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں:

''مسجد کے لوگوں میں محبوب اور افضل مقام کا حامل امامِ مسجد ہے۔ امام مسجد کے بعد افضل مقام مؤذن کا ہے۔''

قرآن واحادیث میں علما اور امام کے بہت فضائل ہیں۔ دل بینا رکھنے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے مشہور صوفی بزرگ تصوف کے امام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ انبیاے کرام کے بعد علماے حق کا درجہ ہے، اس کے بعد ائمہ مساجد کا درجہ ہے کیوں کہ یہ لوگ مخلوق میں افضل ترین ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہیں۔

امام اور مؤذن کی ذمہ داریاں:

جہاں امام وموذن کے اتنے فضائل ہیں وہیں ان پر بہت ذمہ داریاں بھی ہیں۔ اما مت کا منصب بہت بڑا اور بہت ذمہ داریوں والا ہے۔ قوم کی رہنمائی کوئی آسان کام نہیں۔

قوم کے اندر جو کمی ہے، کجی ہے تو ائمہ کرام اور علماے کرام کو سوچنا پڑے گا کہ میرے اندر کیا کمی ہے جو قوم کے اندر یہ کمی ہے۔ ہم کہاں تک اس کے ذمے دار ہیں جو ان کی اصلاح نہ کر سکے۔ قوم کی غلطیوں کو گنا کر اپنے کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ ائمہ کرام کی ذمہ داری ستر فیصد تو عوام کی تیس فیصد ہے، ذمہ دار دونوں ہیں۔ جو جتنا بڑا عالم ہے، امام ہے، اس کی ذمہ داری اتنی ہی زیادہ ہے۔ تیزی سے بدلتی دنیا کو دیکھ کر دین کی جو ضرورتیں ہیں، اس کو سمجھیں، حل کریں اور عوام کی رہبری کریں۔ سب کا حل شریعت محمدی اسلام میں موجود ہے۔ علمائے حق کی کتابوں کو دیکھیں، علما نے کیسے کیسے لاینحل مسائل کو حل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' (جو ۳۰ تیس جلدوں پر محیط ہے اور حقیقتاً قدیم وجدید اسلامی مسائل کا اِنسائیکلو پیڈیا (Encyclopaedia) ہے) میں ہر دینی مسائل کا جواب ہے۔ علما وارثِ انبیا ہیں۔ ہر چیز میں قوم کی رہنمائی کرنا علما کی شرعی ذمہ داری ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیا کی باتیں ہیں، ہم کو اس سے کیا مطلب، ہم کیا کریں۔ سچ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جواب تو دور کی بات یہ جواب ہی نہیں ہے۔ ہماری یعنی مسلمانوں کی پہلی صفت داعی کی ہے اور یہ ذمہ داری علمائے کرام، ائمہ کرام کے اوپر ہے اور ہمارا دوسرا کام مجادلہ ہے۔ افسوس ہم نے اس ترتیب کو اُلٹا کر دیا ہے پہلے دعوت دینا ہے پھر ضرورت پڑنے پر مجادلہ کرنا ہے آج ہم نے ''مجادلہ'' کو ایک نمبر پر رکھا ہے، دعوت کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ کہاں دعوت کی ضرورت ہے، کہاں مجادلے کی، اس کو سمجھنے کی سخت ضرورت ہے۔ امامت کے فرائض کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے قوم کی اصلاح کے لیے سرانجام دیں اور خود کو اللہ رستے میں وقف کر دیں، غریبوں کی دل جوئی کریں، غریب لوگ سچے دل کے ہوتے ہیں۔

امامِ مسجد کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اگر کوئی امیر دولت مند مسجد میں آجائے تو تعریف کے پل باندھ دے اور کوئی غریب پنج وقتہ نمازی مسجد میں آئے تو اس سے السلام علیکم بھی نہ کہے۔ امامِ مسجد ہر نمازی کا خیال رکھے اور سب نمازیوں سے محبت کرے کیوں کہ وہ سب کمیونٹی (community) کا امام ہے۔ اگر کوئی نمازی بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کو جائے اور محلے کی ہر غمی وخوشی میں شریک ہو۔ امام سوشل ویلفیئر (social welfare) کا کام کرے تو

عنداللہ اس کی عزت ہوگی۔ امام مسجد کو صرف امامت ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے ہر شعبۂ زندگی کو اپنانا چاہیے۔ امام کو چاہیے کہ مسجد انتظامیہ (committee) کے قوائد وضوابط جو شریعت میں جائز ہوں، کما حقہٗ عمل کرے تا کہ مسجد آباد رہے۔ امام مسجد سب سے اخلاق سے پیش آئے خواہ وہ امیر ہو یا غریب، ہر آنے والے کا خیال رکھے۔ امیر خوش ہو کر تھوڑی رقم امام کو دے دے گا، لیکن غریب آدمی امام مسجد کی محبت میں بوقت ضرورت اپنے کا نذرانہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ شریعت اسلامی میں اپنی زندگی بسر کرے، ہر قسم کی برائی اور گناہ سے بچے، کسی قسم کا کوئی فتنہ پیدا نہ ہونے دے، فتنوں کو حکمتِ عملی سے ختم کرے، امت مسلمہ کا دل نہ دکھاوے۔ امامت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم کی امانت سمجھے تو اللہ تعالیٰ کی اس پر خاص رحمت نازل ہوتی رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عوام، مقتدی، انتظامیہ کی ذمہ داریاں:

مقتدی، عوام اور کمیٹی کے لوگ امام کی عزت واحترام کریں۔ امامِ مسجد کا بہت رتبہ اور عزت ہے جو اوپر مختصر میں ذکر ہو چکا ہے۔ دوسرے مذاہب باطل ہیں پھر بھی ان کے پیروکار اپنے رہنما کی عزت عام لوگوں سے زیادہ کرتے ہیں۔ یورپ وامریکہ جیسے آزاد معاشرے میں لوگ پادری کو یہ مقام دیتے ہیں کہ اگر کسی عیسائی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ پوپ کو مطلع کرتا ہے کہ مجھ سے فلاں گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ پوپ پانی کا چھینٹا اس کے چہرے پہ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا گناہ معاف ہو گیا ہے۔ عیسائی خوش ہو جاتا ہے کہ ہاں پادری نے اس کا گناہ معاف کر دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اللہ بچائے ایسے عقیدے سے۔ امامت مذہبِ اسلام کا باعزت عہدہ ہے لہٰذا عوام، مقتدی اور کمیٹی کے لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے امام اور مؤذن کا خاص خیال رکھے۔ امامِ مسجد سے بشریت کے تقاضے سے کوئی غلطی ہو جائے تو در گزر کریں اور اکیلے میں اس بات کا احساس دلائیں کہ یہ بات غلط ہے۔ امام کو بدنام ہرگز نہ کریں، امام کی نیت پر شک نہ کریں۔ اگر کوئی سنگین غلطی ہو تو کمیٹی امام کی حیثیت اور رتبے کا خیال کرتے ہوئے باعزت فارغ کر دے اور بعد میں اسے بدنام نہ کرے۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے: اللہ قیامت میں اس شخص کے حساب کو آسان فرمائے گا جو لو
گوں کے عیب کو چھپا تا تھا۔ اللہ ستارالعیوب ہے، لوگوں کی عیب پوشی فرماتا ہے۔ انتظامیہ
امام مسجد کی عزت کو ہر حال میں ملحوظ رکھے، اس کی کمزوری کو نہ اچھالے۔ بعض لوگ امام پر
کڑی نظر رکھتے ہیں۔ اپنی اولاد کی برائی ان کو نظر نہیں آتی۔ جس طرح وہ اپنی اولاد کی برائی
نظر انداز کرتے ہیں اسی طرح امام سے بھی درگزر سے کام لیں۔ اللہ معاف کرنے والوں کو
دوست رکھتا ہے۔

امامت انتہائی باوقار منصب ہے۔ امام ومؤذن کی عزت کرنا ضروری ہے۔ صاحب
ثروت لوگ تو اکثر دین سے دور جا چکے ہیں کچھ کو چھوڑ کر الا ماشاء اللہ۔ حال خراب ہے۔
اسلام میں امام ومؤذن مینارِ نور کی مثل ہیں۔ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ اللہ کی
رحمت شاملِ حال رہے گی ان شاء اللہ۔ معاشرے میں بہت سی برائیاں عام ہوگئی ہیں۔
الزام تراشی، غیبت اور چغل خوری وغیرہ کوئی شخص بھی ان برائیوں سے بچا نہیں ہے اور نہ ہی
محفوظ ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ دوسروں کی برائی کرنا اخلاق سے گری ہوئی بات ہے لیکن افسوس
کہ آج بہت سے لوگ امام مسجد اور مؤذن کو بدنام کرنے کا کوئی موقعہ نہیں جانے دیتے۔ لو
گوں کو اماموں اور عالموں سے دور کرنا مسلمان کا طریقہ نہیں بلکہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔
اللہ بچائے ایسے طریقے سے۔ آمین۔ امام ومؤذن اگر حق پر ہیں تو ان کے قدم سے قدم ملا کر
چلیں، ان کا ساتھ دیں تا کہ ان کی دل جوئی ہو اور ہمت بنی رہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے
کہ آج قوم کی بے حسی عروج پر ہے۔ امام حق پر ہو تو بھی اس کا ساتھ نہیں دیتے بلکہ ظالموں
کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

ناچیز راقم الحروف نے زمانہ طالب علمی ہی سے امامت وخطابت شروع کی۔ مدرسہ عا
لیہ وارثیہ مچھلی محال لکھنو میں زیر تعلیم تھا۔ مدرسے کی جانب سے استاد محترم حضور قاری ابوالحسن
برکاتی صاحب نے حسین گنج، باغ آئینہ بی بی مسجد میں امامت کی ذمہ داری سونپی۔ اس
وقت سے لے کر آج تک مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے والدہ ماجدہ ہاجرہ بی بی کے نام
تعمیر کردہ مسجد ''مسجدِ ہاجرہ رضویہ'' کے علاوہ جمشید پور اور اس کے اطراف میں تقریباً ١٦

رمسجدوں میں جمعہ کی خطابت وامامت کی خدمت فی سبیل اللہ کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ الحمد للہ! یہ ہمارے پیرومرشد حضور مصطفی رضا خاں بمشہور نام حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا فیضان اور والدین کریمین کی دعائیں ہیں۔ اس ۳۳ سالہ طویل دور میں کئی ایسے اہم واقعات ہیں۔ اگر تحریر میں لائے جائیں تو ایک کتاب تیار ہو جائے گی۔ ایک چھوٹا سا واقعہ پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

مسجد ہاجرہ رضویہ میں شر پسند و دبنگ لوگ نکاح کے لیے آئے اور مؤذن جناب آفتاب صاحب کو نکاح کے لیے کہا۔ معاملہ مناسب نہ پا کر مؤذن صاحب نے مجھے فون کیا۔ میں فوراً پہنچا۔ معلوم ہوا کہ لڑکی غیر قوم کی ہے اور بھگا کر لائی گئی ہے۔ میں نے کہا ملکی حالات خراب ہیں اور یہ لڑکی مسلمان نہیں ہے، کاغذات بھی نہیں ہیں کہ اس نے مذہب حق اسلام قبول کیا ہے لہٰذا میں یہ نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ یہ معاملہ بہت آگے بڑھا۔ اس پر ۲۰۱۷ء کے رمضان المبارک کے دوسرے جمعے میں نکاح کے مسائل پر قرآن واحادیث کی روشنی میں خطاب کیا۔ بعد جمعہ دبنگوں نے مسجد کے باہر مجھے زبردست زدوکوب کیا، یہاں تک کہ گولی مارنے کے لیے بھی تیار تھے۔ میں نے کہا دین بتانا میرا کام ہے، حق بیان کروں گا، موت برحق ہے، آپ لوگ مارنا چاہتے ہیں تو مار دیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اچھی خاصی بھیڑ اور عوام کی موجودگی میں یہ سب ہوا مگر کسی نے اس ناچیز کا ساتھ نہ دیا اور نہ ہی بچایا۔ اللہ ہی کی مدد ہوئی، کسی طرح میں جان بچا کر گھر آیا۔ اس حادثے نے میرے دل ودماغ پر زبردست اثر کیا۔ میں بددل ہو گیا کہ اب امامت وخطابت چھوڑ دوں گا۔ (واضح رہے یہ خدمت میں حق المحنت کے طور پر نہیں بلکہ فی سبیل اللہ کر رہا ہوں) یہ تو میرے ساتھ معاملہ ہوا۔

اس سے زیادہ بھی افسوس ناک، شرمناک اور حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ۲۰۱۷ء والے رمضان المبارک میں جمشید پور کے ایک علاقہ مخدوم پور کی جامع مسجد میں رات میں شر پسندوں نے خنزیر کا کٹا سر ڈال دیا۔ سحری کے وقت معلوم ہوا۔ حالات بہت خراب ہو گئے۔ اراکین مسجد ومصلیان مسجد نے تین آدمیوں کے نام رپورٹ تھانہ میں درج کرائی۔ ملزمین کے آزاد گھومتے رہنے پر بہت تشویش ہوئی۔ شہر کے اہل علم ودانشوران نے

مشورہ کیا کہ SPاور DC کو میمورنڈم (MEMORANDUM) دیا جائے جس کے لیے بلا تفریق مسلک و مذہب شہر کی تقریباً ۱۰۰ ر مسجدوں کے امام و مؤذن اور کمیٹی کے ذمہ داران کو اطلاع کی گئی، لیکن حیرت و شرم کی بات یہ ہوئی کہ میمورنڈم دینے کے لیے بمشکل ۲۰ سے ۲۵ لوگ ہی جمع ہوئے۔ جب کہ اسی دن اسی وقت ہندوؤں کی طرف سے ملزمین کی حمایت میں ہزاروں لوگ کورٹ گراؤنڈ کے اندر جمع تھے۔ بجرنگ دل، وشو ہندو پریشد، مکتی باہنی وغیرہ وغیرہ۔ ہم لوگ خائف تھے کی کہیں یہ بھیڑ ہم لوگوں پر حملہ نہ کر دے۔ اللہ اللہ کر کے کسی طرح ہم لوگ وہاں سے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ تو یہ ہے مسلم قوم کی بے حسی اور یہ ہے مسجد کمیٹی کے ذمے داران کا حال۔ ایک ہو تو بیان کیا جائے، دو چار ہوں تو اس کا رونا رویا جائے۔ ابھی کا تازہ واقعہ چند سطروں میں ملاحظہ فرمائیے۔ حافظ امام الدین نیک و پرہیز گار ۴۰ سالہ امامت کا تجربہ، مگن پور جامع مسجد، رام گڈھ، جھارکھنڈ میں ۵ سالوں سے امامت کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ چھٹی پر گھر گئے، دوسرے دن کمیٹی والوں نے فون کر کے کہہ دیا کی آپ کو ہم لوگ نکال رہے ہیں۔ کوئی وجہ بھی نہیں بتائی۔ بغیر نوٹس بغیر کسی جرم کے نکال دیا۔ یہ حال ہے آج ظالم قوم کا سلوک اور کمیٹی والوں کے ظلم سلسلہ مظلوم اماموں کے ساتھ دراز ہو رہا ہے اور پھر رونا روتے ہیں کی مسلمانوں کی حالت ابتر ہو رہی ہے۔ جس قوم کے لوگ امام پر ظلم کو جاری رکھیں گے، وہ قوم کیسے فلاح پائے گی۔ غور کریں؟

امام و موذن کی تنخواہیں:

مصلیان مسجد اور کمیٹی کے ذمہ داران غور کریں کہ کیا مسجدوں کے امام و مؤذن اس معاشرے کا حصہ نہیں؟۔ کیا ہمارا معاشرہ اپنے امام و مؤذن کو اس کا جائز مقام دے رہا ہے۔؟ امام کے مصلے پر صرف وہی شخص کھڑا ہو سکتا ہے جو شخص سب سے بہتر ہو، نیک ہو، علم والا ہو لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ امام ہی کو ایک مزدور سے بھی کم تنخواہ دیتے ہیں، ایک ٹیچر سے بھی کم تنخواہ امام کی ہوتی ہے۔ ٹیچر کو ریٹائر ہونے کے بعد تا حیات پنشن ملتی ہے، اسپتالوں میں علاج کی سہولیت مفت میں۔ وغیرہ وغیرہ مگر بے چارہ امام اسی تنخواہ میں بچوں کی پرورش، پڑھا

ئی لکھائی اور علاج ومعالجہ سب کچھ کرتا ہے۔ **الامان والحفیظ**۔ امام مسجد ومؤذن ہر جگہ عوام سے لے کر حکومت تک بے رحمانہ رویے کا شکار ہیں جب کہ امام ہماری زندگی کا حصہ ہے ۔ ہمارے ہر کام میں اس کی معاونت ہوتی ہے۔ پیدائش سے لے کر مرنے سے تک، دفن سے لے کر ایصالِ ثواب تک، بچے کے کان میں اذان دینا ہوتو امام صاحب مؤذن صاحب کو بلاؤ۔ کسی کا نکاح پڑھانا ہوتو امام صاحب کو بلاؤ۔ کسی کا جنازہ پڑھانا ہے تو امام صاحب کو بلاؤ۔ کہیں قرآن خوانی ہے تو امام صاحب کو بلاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم ان کو ان کی خدمت کا کیا صلہ (حق المحنت) دے رہیں۔ ذرا آپ اور ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ جو ہمیں قرآن کی تعلیم اور علم دین سکھائے، اسے ہم کیا دے رہے ہیں۔ ائمہ مساجد مسجدوں میں دینِ اسلام کی خدمت کرتے ہیں مگر انتظامیہ کمیٹی ان کو تنخواہ دے کر یہ سوچے کہ یہ امام ہمارا ملازم ہے۔ یہ بہت غلط سوچ ہے۔ امام وموذن کو اعلیٰ مقام دینا چاہیے اور اسی کے مطابق ان کا احترام کرنا چاہیے۔ جو مسلمان دین اسلام سے محبت کر نے والا ہوگا وہ یقیناً ائمہ مساجد کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھے گا اور انھیں معزز جانے گا، اور جو عزت نہیں کرتے وہ بہت بدقسمت ہیں۔

محمد کی الفت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

اللہ ہم تمام مسلمانوں کو امام وموذن کی عزت وتکریم کرنے کی توفیق بخشے اور دلوں میں جو بے حسی وجمود ہے، اسے دور کرے۔ آمین ثم آمین۔

● ●●

انصاف سب کی ضرورت، سب کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ ساری دنیا کا پیدا فرمانے والا ہے اور اپنے بندوں کی تمام ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے۔اس دنیا میں جس طرح انسانوں کو زندہ رہنے کے لیے کھانے پینے کی ضرورت ہے، اسی طرح سماج (society) میں امن وچین سے رہنے کے لیے بھی انصاف ضروری ہے۔رب العالمین نے تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے پیدا فرمایا اور اسی دن سماج میں انصاف کی بنیاد رکھ دی۔قرآن کریم جو ساری دنیائے انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل ہوا، اس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر انسانوں کو عزت کا مقام عطا فرمایا۔فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ۔۔۔الخ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۷۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔

یعنی انسانوں کو علم، عقل، قوت گویائی دی اور دنیا و آخرت سنوارنے کی تدبیریں سکھائیں، تمام چیزوں پر غلبہ عطا فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

(سورۂ نساء: آیت ۱)

رشتے توڑنے اور اللہ سے ڈرنے اور نگہبان کی بات کہہ کر اللہ نے انصاف کی اہمیت کو

بتایا اور اسی سماجی انصاف کو محسن کائنات ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں اس طرح بیان فرمایا:

''تم سب ایک آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے بنے تھے، پس کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی طرح کسی گورے کو کو کالے پر یا کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے اس کے جو متقی ہو۔ وہی اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

(الترغیب والترہیب: حدیث نمبر ۲۹۶۴)

اسلام مساوات کا درس دیتا ہے، قرآن و احادیث میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ انبیاے کرام نے جو تعلیمات دنیا کو دیں ان میں سماجی عدل و انصاف کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اس لیے تباہ و برباد ہوئیں کہ جب ان کے چھوٹے (طبقے کے لوگ) جرم کرتے تو انھیں سزا دی جاتی اور جب ان کے بڑے (طبقے کے لوگ) جرم (Crime) کرتے تو انھیں چھوڑ دیا جاتا۔ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کا محبوب بندہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو دوسروں کے حق میں بہتر ہو۔ (الترغیب والترہیب: حدیث نمبر ۹۰۶)

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر خلافت راشدہ کے صحابہ کرام نے پوری طرح سے عمل کیا۔ خلافت راشدہ کا زمانہ اس لحاظ سے سے بہت اہم ہے کہ اس زمانے میں اسلامی تعلیمات پر عمل ہوا اور حکومت کے اصول وضوابط اسلام کے مطابق رہے۔ خلافت راشدہ کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک خلافت کے لیے نامزدگی میں جمہوری (democracy) نظام قائم تھا۔ اس میں کوئی بھی خلیفہ ایسا نہ تھا جس کو امیر المومنین (مومنوں کا سردار، خلیفہ، مسلمان بادشاہ وقت) مقرر کرنے میں مسلمانوں کی عام رائے اور مرضی شامل نہ ہو یا جسے خلیفہ بنایا گیا ہو اسے لوگوں پر زبردستی مسلط کر دیا گیا ہو۔ خلافت راشدہ میں ایک شورائی نظام قائم تھا، مجلس شوریٰ (committee) کی بنیاد پر عمل کیا جاتا تھا۔ ہر مسلمان کو مشورہ اور رائے دینے کا حق تھا اور حکومت پر نقطہ چینی کرنے کا بھی حق تھا۔ عوام کو بنیادی حقوق حاصل تھے۔ سب کے ساتھ

برابر کا انصاف ہوتا تھا، کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں کرسکتا تھا۔ غیر مسلموں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو پوری طرح سے مذہبی آزادی دینے کے ساتھ، ساتھ ان کی جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت بھی کی جاتی تھی۔ غرض سلطنت اسلامیہ میں اس وقت کوئی ایک فرد بھی اپنے حقوق سے محروم نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک باعظمت، انصاف پسند اور عادل حکمران تھے۔ آپ کی حکومت میں مسلم وغیر مسلم دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب فاروق بھی مشہور ہوا۔

اگر سماجی انصاف کا تقابلی مطالعہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پوری دنیا میں مذہب اسلام ہی سماجی انصاف کی فراہمی کا سب سے بڑا علم بردار ہے جس نے معاشرے میں موجودہ تمام انسانوں کو ایک جیسے مقام سے نوازا ہے۔ اسلام میں رنگ ونسل، قوم وقبیلہ، ذات پات، دولت وثروت، اختیار واقتدار، غریب وامیر ہونے پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ سیکڑوں برس بعد ۲۶ رنومبر ۲۰۰۷ء اقوام متحدہ (UNO) کی جنرل اسمبلی نے ۲۰ رفروری کو سماجی انصاف کا دن ''(World Day of Social Justic ورلڈ ڈے آف سوشل جسٹس کو قائم کیا۔ تب سے ۲۰ فروری کو سماجی انصاف کا عالمی دن منایا جا رہا ہے۔ سرکاری ونیم سرکاری اداروں، NGOs (این جی اوز) کے زیر اہتمام سیمینارز، کانفرنس اور مذاکروں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی تقریبات کی جاتی ہیں جن میں اہم سیاسی شخصیات، صحافتی مذہبی رہنما، ماہرین قانون، دانشوران اور جوڈیشیل افسران اپنے خطاب میں انصاف کی حصول یابی اور اس میں بہتری کے لیے تجاویز پیش کرتے ہیں۔ کمزور وغریب لوگوں کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم کے خلاف آواز بھی اٹھائی جاتی ہے۔ سماجی انصاف کا مطلب ہے کہ ہر طرح کے لوگوں کے درمیان روزمرہ معاملات زندگی میں اس طرح عدل ومساوات برابری کا فیصلہ کہ کسی کے بھی حق کی تلفی نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

سماجی انصاف کی اہمیت:

سماج کا مطلب ہے معاشرہ اور عدل کو انصاف کہتے ہیں۔ عدل وانصاف ہمارے

پیارے ملک ہندوستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھیں ،انصاف نظر نہیں آئے گا،اگر نظر بھی آئے گا تو بہت دھندلا ، بہت کمزور۔انصاف کے نہ ملنے سے کرپشن ،دہشت گردی ، پورے ملک میں طرح طرح کے مسائل اور بحران ہے۔لاکھوں کروڑوں لوگوں کو عدالتوں کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے اور برسہابرس انصاف کے حصول کے لیے عدالتوں کا چکر کاٹنا پڑتا ہے، اس کے بعد بھی وہ انصاف سے محروم رہتے ہیں کیوں کہ وہ انصاف کوخریدنے کے لیے دولت نہیں رکھتے۔کوئی خوش قسمت ہی ہوتا ہے جس کو انصاف ملتا ہے لیکن پھر بھی امید کی کرن ہے اور آج بھی عدالتوں پر لوگوں کا بھروسہ ہے کہ ہمیں انصاف وہیں سے ملے گا۔غریب و کمزور تو انصاف پانے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اسی لیے عدالتوں کے چکر کاٹنے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں اور اپنا دل مسوس کر صبر کر لیتا ہے۔ جسے آج کل عام کہاوت میں یوں کہہ لیں مجبوری کا نام مہاتما گاندھی۔آج تو یہ حال ہے کہ جو جتنا قانون توڑنے والا ہے اسی کی عزت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے ۔جو اقتدار میں رہتا ہے خواہ کسی بھی پارٹی سے منسلک ہو اس کی عزت ڈر کی وجہ سے کی جاتی ہے اور وہی ہیرو ہوتا ہے۔تھانے سے لے کر اوپر تک لوگ اسی کی جی حضوری کرتے ہیں اور وہ طاقت کے نشے میں لفظ انصاف (Justice) کو جانتا ہی نہیں اور اگر جانتا ہے تو مانتا ہی نہیں لیکن اپنی تقریروں میں لفظ انصاف کی مالا جپتا ہے۔

چینی فلاسفر کنفوسس کا کہنا ہے:

’’سیاست ملک یا معاشرے کی بنیاد دوستونوں پر قائم ہے،عہدے اس کی علمی لیاقت و ہنر کی لیاقت پر دیئے جائیں اور فیصلے انصاف پر ہی ہوں۔‘‘

دنیا کے بہترین حاکم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (جن کو تاریخ میں بہترین حاکم قرار دیا گیا ہے) کا فرمان ہے:

’’انصاف پر ہی دین اور دنیا قائم ہے،انصاف پر ہی معاشرے کی فلاح کا دارومدار ہے،بغیر عدل کے کسی بھی معاشرے کی ترقی ،فلاح ،کامیابی ناممکن ہے،سماجی انصاف کا قیام ایک اچھے حکمراں کے لیے ضروری ہے‘‘۔

اللہ انصاف کا حکم دیتا ہے:

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ (سورۂ نساء: آیت ۵۸) (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو حکم دیئے ہیں، پہلا حکم یہ کہ امانتیں ان کے حوالے کر دو جن کی ہیں اور دوسرا حکم یہ کہ جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ یہ دونوں تعلیمات اسلامی شاہکار ہیں۔

امانت کی ادائیگی:

امن وامان کے قیام اور حقوق کی ادائیگی کے لیے یہ دونوں باتیں بہت اہم حیثیت رکھتی ہیں۔ امانت کی ادائیگی میں بنیادی چیز تو مالی معاملات میں حق دار کا اس کا حق دے دینا ہے۔ البتہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی چیزیں امانت کی ادائیگی میں داخل ہیں جیسے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کا حاکم بنا پھر اس نے ان پر کسی ایسے شخص کو حاکم مقرر کیا جس کے بارے میں یہ خود جانتا ہے کہ اس سے بہتر اور اس سے زیادہ کتاب وسنت کا عالم مسلمانوں میں موجود ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور تمام مسلمانوں سے خیانت کی۔

(معجم الکبیر: عمر بن دینار عن ابن عباس، ج ۱۱، ص ۹۴، حدیث نمبر ۶۲۱۶)

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا نظام عدالت کی روح ہے اس لیے امیر وغریب کی رعایت نہ کی جائے، سب کے ساتھ برابر کا انصاف کیا جائے۔ فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے جس کا دوسرے پر حق ہو، پورا پورا دلایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ انصاف کرنے والوں کو قرب الٰہی میں نور کے منبر عطا کیے جائیں گے۔

(مسلم: باب فضیلۃ الامام العادل۔۔الخ، ص ۱۰۱۵، حدیث نمبر ۱۸۲۷۔۱۸۲۸)

آج ہمارے معاشرے میں سماجی انصاف نہ کے برابر ہے۔حکومت کی طرف سے بھی تساہلی ہے اور سوسائٹی میں بھی طاقت ور کمزور کے ساتھ ناانصافی کو اپنائے ہوئے ہے۔ اسی وجہ سے معاشرے میں محبت والفت ناپید ہوگئی ہے اور ہر طرف بدامنی وانتشار بڑھتا جارہا ہے۔حکومتوں کے لیے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کررہا ہے۔صرف انصاف کے دن کو منانے سے انصاف حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس پر عمل کرکے دکھانا ہوگا۔خلافت راشدہ اور بعد میں بھی ایسے حکمراں رہے ہیں جن سے لوگوں کو سکون اور امن وامان کی نعمت حاصل تھی۔ مسلمان حاکموں اور قاضیوں نے اسلام کے عادلانہ نظام اور برحق فیصلوں کی ایسی عظیم الشان مثالیں قائم کی ہیں کہ دنیا ان کی نظیر پیش نہیں کرسکتی۔تاریخ میں بہت سے واقعات موجود ہیں ان میں سے ایک عبرت ناک وسبق آموز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

قاضی شریح کا عادلانہ فیصلہ اوراس کا اثر:

جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ کی ایک زرہ (Shoulder Guard) گم ہوگئی۔بعد میں جب آپ کوفہ تشریف لائے تو وہ زرہ ایک یہودی کے پاس نظر پائی۔اس نے کہا:''یہ زرہ میری ہے کیوں کہ میرے قبضے میں ہے۔'' آپ نے فرمایا:''ہم قاضی صاحب سے فیصلہ کرواتے ہیں۔'' چنانچہ یہ دونوں قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچے۔قاضی شریح نے کہا: اے امیر المومنین! ارشاد فرمایئے۔فرمایا:''اس یہودی کے قبضے میں جو زرہ ہے وہ میری ہے، میں نے نہ اسے بیچی ہے اور نہ تحفے میں دی ہے۔'' قاضی شریح نے یہودی سے فرمایا:''اے یہودی! تم کیا کہتے ہو؟'' یہودی بولا:''یہ زرہ میری ہے کیوں کہ میرے پاس میرے قبضے میں ہے۔'' قاضی صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:''اے امیر المومنین! کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟'' فرمایا:''ہاں! قنبر اور حسن دونوں اس بات کے گواہ ہیں۔'' قاضی صاحب نے کہا:''حسن آپ کے بیٹے ہیں اور شرعی اصول یہ ہے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں۔'' جب اس یہودی نے قاضی صاحب کا یہ عادلانہ فیصلہ سنا تو حیرت زدہ ہوکر کہنے لگا:''اے امیر المومنین! آپ مجھے قاضی صاحب کے

پاس لے کر آئے اور قاضی صاحب نے آپ ہی کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی مذہب حق اور سچ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔'' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے اسلام قبول کرنے سے بہت خوش ہوئے اور زرہ اور ایک گھوڑا مع ساز و سامان اسے تحفے میں دے دیا۔ (تاریخ الخلفاء: علی ابن ابی طالب۔ الخ، ص ۱۸۴۔ ۱۸۵)

جہاں حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے رعایا کے ساتھ انصاف کرے وہیں عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائی اور دوسروں کے لیے پسند کرے اور سماجی انصاف کو قائم رکھنے میں مددگار رہو۔ اللہ ہم سب کو انصاف کی اہمیت کو سمجھنے اور قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

جہیز: معاشرے کا ناسور اور سسکتی غریب بچیاں

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر (انسان کا باپ) بنا کر پیدا فرمایا۔ آپ کو دنیا کا پہلا انسان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ دنیا کا پہلا انسان ہونے کے ساتھ ساتھ پہلا پیغمبر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔قرآن مجید میں آپ کا ذکر کئی مقامات پر موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت حوا کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے فرمائی۔ حضرت حوا، حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی اور نسل انسانی کی ماں ہیں۔ ماں حوا کا نام قرآن کریم میں نہیں آیا، صرف زوجہ آدم کا کئی مقام پر ذکر ہے۔قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام نسل انسانی ایک ہی جوڑے حضرت آدم وحوا کی اولاد ہیں۔

نکاح انسان کی فطری ضرورت ہے:

انسان کی جس طرح بہت ساری فطری (طبعی، قدرتی) ضروریات ہیں، اسی طرح شادی بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام اپنے ماننے والوں کو اپنی فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پوری کرنے کے لیے نکاح (شادی) کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام نے نکاح کو نسل انسانی کی بقا و تحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اور نکاح کو احساس بندگی اور شعور زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّذُرِّيَّةً۔

(سورۂ رعد: آیت ۳۸)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاے کرام علیہم السلام گزرے ہیں، ان میں سے اکثر کی بیویاں اور اولاد تھیں۔ صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بغیر بیوی کے عمر شریف گزاری۔ باقی تمام انبیاے کرام نے نکاح فرمایا اور سب کی اولاد تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ۳۰۰/ بیویاں اور ۷۰۰ باندیاں تھیں۔ جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں تھیں۔

ہندو مذہب میں شادیوں کی کثرت:

ہندو مذہب کے لوگ مسلمانوں پر سوال اٹھاتے رہتے ہیں کہ مسلمان کئی کئی شادی کرتے ہیں حالاں کہ ہندوؤں کے بعض اوتاروں نے کئی کئی شادیاں کی ہیں۔ ہندوؤں کے معبود ''رام'' کے والد راجا دشرتھ کی ۳ بیویاں تھیں اور دوسرے معبود ''کرشنا'' کی ۱۶۱۰۰ بیویاں تھیں، کنہیا کی ۱۰۰۰ بیویاں تھیں۔ مکمل تفصیل کے لیے تاریخ کا مطالعہ فرمائیں۔ زیادہ بیویاں رکھنا نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ مذہب اسلام میں نکاح ایک مقدس مذہبی ضرورت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بھی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے، آپ نے فرمایا:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض (روگردانی، کنارہ کشی۔aversion) کیا وہ مجھ سے نہیں۔

فقہا نے نکاح کی کئی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو ایمان کا نصف حصہ قرار دیا ہے، فرمایا:

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِیْ نِصْفِ الْبَاقِیْ۔

ترجمہ: جب بندے نے نکاح کرلیا تو اس نے نصف (آدھا) دین مکمل کرلیا، اور باقی نصف کے لیے وہ اللہ سے ڈرے۔ (مشکوٰۃ: حدیث ۲۸۶)

نکاح کی ضرورت وفضیلت پر قرآن واحادیث میں بہت صراحت سے ذکر موجود ہے۔

جوان لڑکے لڑکیوں کو نکاح کی ترغیب:

جوانی میں نکاح کر لینے سے لڑکے لڑکیاں گناہ سے بچ جاتے ہیں اور معاشرہ بہت سی برائیوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کر لینا چاہیے کیوں کہ نکاح نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ (یعنی نظر کو بھٹکنے اور جذبات کو بہکنے، بے قابو، بے لگام ہونے سے بچاتا ہے) اور جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسے چاہیے کہ شہوت (خواہشِ جماع، نفسانی خواہش) کا زور توڑنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزے رکھے۔ (بخاری: حدیث نمبر ۵۰۶۵، ۵۰۶۶)

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسول پاک ﷺ نے کس طرح نوجوانوں کی فکر فرمائی ہے۔ اس میں کتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ لکھنے کے لیے کتاب بھی کم پڑ جائے گی۔ اسی لیے آقا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نکاح کرلیا اس کا آدھا ایمان مکمل ہوگیا۔

دیر سے شادی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے:

مذہب اسلام نے نکاح کے صحیح ہونے کے لیے مرد وعورت کی عمر کی قید نہیں رکھی ہے کہ شوہر کی عمر اتنی ہو اور بیوی کی اتنی، بس نکاح کی صحت کے لیے شریعت نے بلوغ (جوانی، شباب) ہی کی قید لگائی ہے۔ نکاح کے عظیم مقاصد کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک تناسب ہونا چاہیے۔ نکاح کی ترغیب اور حوصلہ دیتے ہوئے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین لوگوں کا ذمہ اور حق اللہ عزوجل نے خود پر لے رکھا ہے کہ ان کی مدد کرے: (۱) وہ غلام جس نے آقا سے رقم مقرر کر کے آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کیا ہو اور وہ اس کے ادا کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہو۔ (۲) ایسا نکاح کرنے والا، جو نکاح کے ذریعے عفت و پاک

دامنی کا خواہاں ہو۔(۳) وہ شخص جو اللہ کے راستے میں جد و جہد کرنے والا ہو۔
(نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

پاک اور صالح معاشرے کے لیے انتہائی ضروری ہے کے جوان لڑکے اور لڑکیاں بغیر شادی کے نہ رہیں اس لیے کہ نگاہ و شرم گاہ کی حفاظت کا تصور بغیر نکاح کے ممکن ہی نہیں ہے۔ اتنے اہم اور واضح احکامات کے باوجود آج لوگ بچوں کی عمر کو پار کر دیتے ہیں۔ جہیز کی لالچ میں لڑکیوں کے لیے اچھے سے اچھے لڑکے کی تلاش میں اور اس کے نتائج کتنے خراب ہو رہے ہیں، کسی سے مخفی نہیں ہے۔

مہنگی ہوتی شادیاں، سسکتے والدین اور معاشرہ:

آج کل کی شادیاں بہت ہنگامہ خیز اور رومانی (Romance) ہوتی ہیں۔ رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگاتے شادی ہال، گھر گلیاں وغیرہ وغیرہ۔ مسلمانوں کے رئیس حضرات نے شادی کو اپنا اسٹیٹس (status) سمبل بنالیا ہے اور دکھاوے کے اس کھیل میں فضول خرچی کے ساتھ غیر اسلامی رسم و رواج کو بھی بڑھا وا دے رہے ہیں۔ بے جا رسمیں کرنا، ناجائز و حرام کام کرنا اب کوئی معیوب نہیں سمجھتا۔ جب خدا و رسول کا ہی ڈر نہیں تو شرم و حیا اور سماج سوسائٹی کس چڑیا کا نام ہے، جانتے ہی نہیں، جانتے ہیں تو مانتے ہی نہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں بہت سی برائیاں درآئی ہیں۔ ان معاشرتی برائیوں میں شراب نوشی، طرح طرح کی نشہ بازی، تعلیم سے دوری، جہیز کا مسئلہ، شادی کے پر مسرت موقع پر بے جا خرافات اور حد سے زیادہ فضول خرچی انتہائی فکر کی بات ہے۔ مسلمانوں کو شاید اللہ رب العزت کا یہ حکم معلوم ہی نہیں:

ترجمہ: اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباسِ زینت (پہن) لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۂ اعراف: آیت ۳۱)

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ہے:

ترجمہ: فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

جو کام شریعت مطہرہ کے قانون کو بالائے طاق رکھ کر کیا جائے اور خدائی قانون کی اندیکھی کی جائے، وہ کام کیسے صحیح اور کامیاب، نفع بخش (successful) ہوگا۔ راقم کا تجربہ ہے، بیسیوں واقعات میں تحریر کرسکتا ہوں۔ فضول خرچی کرنے والوں اور دولت کی نمائش کرنے والوں کی شادیاں کامیاب نہیں ہیں، جھگڑے پڑے ہوئے ہیں، مقدمے چل رہے ہیں، لڑکیاں گھر بیٹھی رو رہی ہیں اور لڑکے ہواس باختہ گھوم رہے ہیں، گھر والے پریشان ہیں۔ یہ عذاب الٰہی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا دولت مند لوگ ایسا نہیں کر سکتے کی اپنی بیٹی یا بیٹے کی شادی کرتے وقت اپنے غریب رشتے دار، ہمسایہ، یا یتیم بچی کی شادی (نکاح) کرادیں، ثواب بھی کمائیں اور نیک نامی بھی۔ اس کی برکت سے ان کے اولادوں کی جوڑی بھی خوش خرم رہے گی اس نکتے پر سوچنے کی ضرورت ہے۔

نکاح کو آسان کرو، بدکرداری کو ختم کرو:

اسلام میں نکاح کو آسان کرنے کو کہا گیا ہے۔ بہترین شادی وہ ہے جو سادگی سے انجام پائے۔ اسلام نے نکاح آسان بنایا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اعلنو هذا النكاح وجعلوه في المساجد۔۔۔الخ۔ (ترمذی: ج۱ص۲۰۷)

ترجمہ: نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مسجد میں کیا کرو۔

آج میرج ہال میں شادی کا رواج عام ہوگیا ہے، لاکھوں لاکھ میرج ہالوں کا کرایہ ہے۔ الامان والحفیظ (یہ وہی بات ہوئی کہ آ بیل مجھے مار (نہیں) بلکہ آ بیل مجھے دوڑ کے مار) آج کل شادیوں میں طرح طرح کے کھانوں کا انتظام اسٹاٹر (Starter) سے لے کر آئیس کریم اور کھانوں میں کم از کم دس سے پندرہ طرح کے کھانے کا ہونا عام بات ہے ورنہ رئیسوں کے یہاں تو ۲۵ سے ۵۰ بلکہ سو، سو طرح کے کھانے اور پچاسوں اسٹال vegetrian اور non-vege کے ہوتے ہیں۔ لوگ کھاتے کم، ذائقہ زیادہ لیتے ہیں اور بچا ہوا کھانا کچرے کے ٹب dustbin میں پھینک دیتے ہیں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ!۔ آج

ہندوستان میں ہر روز لاکھوں لوگ بھوکے سوجاتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو دیا ہے، نوازا ہے تو آپ رزق کی بربادی کررہے ہیں، غور کریں! جس مذہب میں یہ حکم ہو کہ دسترخوان میں ایک دانہ بھی گرے تو اٹھا کر کھالو، اللہ نے ریزوں میں برکت رکھی ہے، اسی مذہب کے ماننے والے اللہ کے دیے ہوئے رزق کی اس طرح سے بے حرمتی کرتے ہیں۔ آقا ﷺ نے یہ ترغیب اس لیے دی کہ کھانا کا ایک دانہ بھی ضائع نہ ہو۔ آج اس حدیث کو دوسرے مذاہب والے اپنے بچوں کو سیکھا رہے ہیں۔ (montessori) میں ٹفن کے کھانے کو ٹھیک سے استعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور ٹفن کے کھانے کو برباد کرنے پر سزا دی جاتی ہے لیکن آج ان نو دولتیوں اور بگڑے رئیسوں کو سمجھانا بڑا مشکل ہو رہا ہے۔ علما، اہل علم، دانشوران حضرات تقریروں اور تحریروں میں سمجھا رہے ہیں بتا رہے ہیں لیکن ان کے کان میں جوئیں نہیں رینگتی، کچھ سنائی نہیں دیتا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: لوگوں کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منھ پھیرے ہوئے ہیں۔ جب ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نصیحت آتی ہے تو اسے کھیلتے ہوئے ہی سنتے ہیں، ان کے دل کھیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ (سورۂ انبیا: آیت/۱ تا ۳)

سیکڑوں انسانوں کی خوراک چند گھنٹوں میں برباد کر دینا، پھینک دینا انتہائی خراب بات ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے کھانے کا ایک دانہ بھی برباد نہیں کرنا چاہیے۔ آقا ﷺ نے کا فرمان ہے کہ ذروں یعنی ریزوں میں برکت ہے اس لیے برتن کو خوب صاف کرلو برکت چھوٹ نہ جائے، کھانا برباد نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ قیامت کے دن یہ کھانا کیڑا بن جائے گا اور برباد کرنے والے کو وہی کیڑا کھانا پڑے گا۔ جو ہم دنیا کی شان وشوکت اور status کے لیے کررہے ہیں وہ عذاب الٰہی بن ہم پر ہی آنے والا ہے۔ استغفر اللہ۔

جہیز معاشرے کا ایک ناسور:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ (۱) جو شخص کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ذلت میں اضافہ فرماتا ہے۔ (۲) اور جو شخص

کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر میں اضافہ فرما تا ہے۔(۳) اور جو شخص عورت کے حسب ونسب وخاندان کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کمینہ پن کو بڑھا وادیتا ہے۔(۴) اور جو شخص کسی عورت سے اس لیے شادی کرتا ہے کہ اپنی نظر نیچی رکھے یا صلہ رحمی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نکاح میں برکت عطا فرماتا ہے۔(طبرانی:ص ۲۸۴)

دولت کی لالچ میں شادی کرنے پر اتنی سخت وعید موجود ہے تب بھی لالچیوں اور بے شرموں کو احساس نہیں کہ وہ کیسے اس کی نحوست سے دوچار ہوتے۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جن شادیوں میں غیر شرعی رسومات، فضول خرچی، نکاح میں ناچ گانا (جو کہ آج کل عام بات ہے) ہزاروں لاکھوں روپے آتش بازی اور سجاوٹ میں خرچ ہوتے ہیں، ان کی اولادیں بے حیا پیدا ہو رہی ہیں اور فحاشی میں بدنام ہو رہی ہیں، والدین میں جھگڑے بڑھ رہے ہیں اور بھی طرح طرح کی نحوستیں پیدا ہو رہی ہیں۔

جہیز کے لینے دینے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ جہیز ایک ہندوانہ رسم ہے جسے ہندو مذہب کے ماننے والے بھی برا مانتے ہیں۔ جہیز کے روایتی چلن پر روک لگانے کی سخت ضرورت ہے، بہت ہمت اور لگن سے اس کام میں لگنے کی ضرورت ہے، خصوصاً علمائے کرام، دانشور حضرات اور ہر طبقے کے ذمہ داران کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی طاقت بھر کوشش کرتے رہیں۔ جہیز کو ختم کرنے کی کوشش پہلے بھی ہوتی رہی ہے لیکن اب اس میں تیزی لانے کی سخت ضرورت ہے کیوں کہ اب جہیز کم ملنے کی صورت میں مسلم معاشرے میں جان لینے کی وبا چل پڑی ہے جو انتہائی ظالمانہ، وحشیانہ اور غیر انسانی کام ہے۔ اس جہیز نے سیکڑوں بیٹیوں کی جانیں لے لی ہیں اور لاکھوں بیٹیوں کی زندگی کو جہنم بنا رکھا ہے۔ جن کو جہیز کم ملا ہے وہ بھی تکلیف میں ہیں، سسرالیوں کا ظلم سہہ رہی ہیں اور طعنے سن رہی ہیں، سسک رہی ہیں، آہیں بھر رہی ہیں اور جو بن بیاہی ہیں وہ بھی اور ان کے گارجین بھی تکلیف میں ہیں، سسک رہے ہیں، آہیں بھر رہے ہیں۔ بوڑھی ہوتی کنواری بیٹیوں اور بہنوں کی آنکھوں میں بسنے والے حسین خواب ٹوٹ چکے ہیں، انہیں ناامیدی اور مایوسیوں کے اندھیروں نے گھیر لیا ہے اور

والدین کو زندہ در گور کر رکھا ہے۔

افسوس! جہیز کی رسم وقت کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتی جارہی ہے، اس میں والدین بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ اچھے سے اچھے دولہے کی قیمت لگا کر مارکیٹ ویلو کے حساب سے دولہا بکتا ہے۔ ''دولہا بکتا ہے خریدو گے؟'' کے مصداق دولہا خرید رہے ہیں۔ خواہ اس کے لیے نہ ختم ہونے والا سودی قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے، زمین مکان بیچنا پڑے وغیرہ وغیرہ۔ متوسط طبقے کے شریف وکم تنخواہ والے لڑکوں اور علما وحفاظ کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے حالانکہ دیکھا گیا ہے کہ علما، حفاظ اور متوسط طبقے کے نوجوان، دولت مندوں سے زیادہ خوش حال ازدواجی (شادی شدہ زندگی) گزار رہے ہیں۔ جہیز کے لالچی لوگ باقاعدہ جہیز کی لسٹ لے کر گھومتے ہیں اور باقاعدہ مول تول کر کے اپنی لسٹ کو پاس کروا کر ہی دم لیتے ہیں۔ باقاعدہ اشتہار دے کر شادی کرنا عام سی بات ہوگئی ہے۔ میرج بیورو (Marriage Bureau) کے لوگ جھوٹ بول کر دولہے کی خوبیاں بتاتے ہیں اور خامیاں چھپا کر لوگوں سے پیسے اینٹھتے ہیں۔ یہ سماجی کوڑھ سب کو لگ رہا ہے لہٰذا سبھی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بڑے پیمانے پر نہیں تو محلہ محلہ کمیٹی بنا کر آپس میں تال میل قائم کر کے جہیز نہ لینے اور نہ دینے کی قسمیں کھائیں، شروعات تو کریں ان شاء اللہ نتائج اچھے برآمد ہوں گے۔ اسلام نکاح کے ساتھ جنسی خواہش کو لگام دیتا ہے۔ نکاح کو آسان بنائیں اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ اللہ مدد فرمائے گا۔ اللہ پاک جہیز جیسی لعنت سے ہم سب کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

جہیز وبال جان یا شادیوں میں طرح طرح کے پکوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ رب کے معنیٰ ہیں تمام جہانوں کا پالنے والا، تمام پالنے والوں کا پالنے والا۔ اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ انسان، تمام جاندار اور تمام حیوانات اس میں داخل ہیں۔ یہ اس کی رحمت اور اس کا فضل ہے کہ وہ اس کے خلاف نہیں فرماتا۔ تمام جانداروں میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ قرآن مجید میں اعلان خداوندی ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (سورۂ نحل: آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو انسان گن نہیں سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ نحل: آیت ۱۸)

اللہ نے انسانوں کو علم کی دولت سے نوزا، عقل وشعور، عزت، شہرت اور دولت جیسی بے شمار نعمتوں سے نوزا اور یہ بھی فرمایا کہ جو نعمتیں تمھیں ہم نے عطا کی ہیں ان کا شکر ادا کرو۔ شکر کے بارے میں علما و مفسرین فرماتے ہیں کہ جو نعمتیں تمھیں ملی ہیں، ان کی حفاظت کرو،

ان کی قدر کرو، یہ بھی شکر ہے۔لیکن کچھ انسان نعمتیں ملنے سے گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ سوچ لیتے ہیں کہ یہ نعمتیں ان کی ہمیشہ غلام بنی رہیں گی۔ یہ انسان کی سب سے بڑی بھول ہے۔آج دولت کا بے جا استعمال عام سی بات ہو گئی ہے۔شادی بیاہ میں طرح طرح کی رسموں اور خرافات میں دولت کو خرچ کر رہے ہیں۔جہیز جیسی بے جا رسم ہی کیا کم ستم ڈھائے ہوئے تھی کہ اس سے بڑا وبالِ جان آج کل کی دعوتیں ہو گئی ہیں۔فرینڈ شپ ڈے ہو، یوتھ ڈے ہو، نیو ایئر ڈے ہو، برتھ ڈے پارٹی ہو، ولیمہ کی پارٹی ہو، منگنی کی پارٹی ہو، شادی کی پارٹی ہو، اتنے طرح کا کھانا پکوا کر کھلاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ یہ سب دکھاوے کے لیے اسٹیٹس (status symbol) بنا رکھا ہے۔جہیز کی بڑھتی لعنت ہی زہریلے ناگ کی طرح غریب بچیوں اور والدین کو ڈس رہی ہے۔اب نئے موذی مرض دعوتوں میں پر تکلف کھانوں نے لے لی ہے۔بے چارہ غریب انسان دیکھ دیکھ کر آہیں بھر رہا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کھانا انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے اس لیے وہ جگہ، مقام اور اپنے مرتبے کا احساس بھی نہیں کرتا۔شادیوں میں اکثر مار کٹائی کھانا کے لیے ہی چلتی ہے اور وہ منظر دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔اسلام نے میانہ روی کو پسند کیا ہے۔کھانے میں احتیاط یہ ہونی چاہیے کہ کھانا ''جی'' بھر کر نہ کھائے اور ''پیٹ'' بھر کر بھی نہ کھائے۔ایک مسلمان کو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے، ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے، ایک تہائی سانس کے لیے۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

''کسی انسان نے اپنے پیٹ سے برا برتن کبھی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے، تہائی پینے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے رکھے۔

(ترمذی: حدیث نمبر ۲۳۸۰-۱۹۳۰/ابن ماجہ: حدیث نمبر ۳۳۴۹)

رزق نعمت الٰہی ہے، اسے برباد نہ کریں:

بڑھتی مہنگائی اور شادی کی پارٹیوں میں طرح طرح کے پکوانوں کا رجحان بہت تیزی

سے بڑھ رہا ہے۔اس سے کھانے کی بربادی بہت زیادہ ہورہی ہے اور یہ روز کا معمول بن گیا ہے، نہ خدا کا خوف، نہ سماج کا اور نہ ہی غریبوں کی بھکمری کا کہ اللہ نے ہمیں اتنا دیا ہے، اللہ کی کتنی مخلوق بھوکی سوتی ہے اور ہم ہیں کہ کھانا برباد کررہے ہیں، پھینک رہے ہیں۔ہم سب کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ اللہ کی بے بہا نعمت رزق کو ضائع (برباد، wasted) نہ کریں، اتنا ہی کھانا پکوائیں کہ لوگ کھالیں اور کم نہ پڑے۔طرح طرح کے لذیز کھانے بنوانا، ضرورت سے زیادہ بنوانا، اس سے کھانا برباد ہونا لازمی ہے۔ بچے ہوئے کھانے کو بانٹنے سے پہلے سوچیں کہ اتنا کھانا نہ بنواتے یا اتنا کھانا پہلے بنوا کر پہلے ہی یتیم خانہ، مدرسہ اور غریبوں ہمسایوں کو بھیج دیتے، وہ غریب بھی لذیز کھانا کھالیتے اور دعائیں دیتے۔ یا پھر اتنے قسم کا کھانا ہی نہ بنواتے تو کھانا بھی برباد نہ ہوتا اور فضول خرچی سے بھی بچتے، روپے بھی زیادہ نہ خرچ ہوتے اور زیر بار ہونے سے بچ جاتے۔ضرورت مندوں کو دیں۔ مالی، صفائی کرنے والا، چوکیدار، پڑوسی سب کا حق ہے۔ان میں سے بہت سفید پوش بھی ہوتے ہیں جو اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھے ہوئے اپنی ضرورت بیان نہیں کرتے۔سب سے بہتر تو یہ ہوتا کہ باسی کھانا دینے کے بجائے ان کو بھی دعوت دیں۔بھوکے کو کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی ہے۔بغیر کسی دوڑ بھاگ کے بھوکوں کو کھلا کر آپ کتنا ثواب کمالیں گے اور ان کی دعائیں بھی حاصل کرلیں گے۔روز بروز جس طرح سے مہنگائی بڑھتی جارہی ہے اس صورت حال میں محنت کی کمائی کو اس طرح کھانے میں ورائٹی بڑھا کر برباد نہ کیجیے۔ضرورت کے مطابق منصوبہ بندی کر کے اپنے خرچ میں کمی لائیے۔

دنیا میں سب سے زیادہ کھانا سعودی عربیہ میں برباد ہوتا ہے:

سعودی عرب کے مقدس شہر مکہ کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ یہاں پر رمضان المبارک میں بڑے پیمانے پر کھانا ضائع ہوجاتا ہے۔ BBC کی شیلا ڈلن کی ایک رپورٹ کے مطابق رمضان المبارک کے دوران تیار ہونے والے مجموعی کھانے کا ۳۰ فیصد حصہ پھینک دیا جاتا ہے جس کی قیمت تقریباً ۱۲ لاکھ ریال (تقریباً ایک کروڑ ۹ رلاکھ روپے) ہوتی ہے۔ماہرین

کھانے کی بربادی کے لیے رمضان المبارک میں طرح طرح کے پکوان بنانے اور خریدنے کو بھی بتاتے ہیں۔ بہت طرح کی چیزیں ہونے کی وجہ سے لوگ بس انہیں لذت کے طور پر استعمال کرتے ہیں اورلذت لے کر دوسرے کھانے کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔ بچے ہوئے کھانے کا دوبارہ استعمال نہ کرنااور ہرروز تازہ کھانا بنانااور خریدنا بھی اس کی ایک وجہ بتائی جاتی ہے۔گزشتہ سال سعودی حکومت نے لوگوں کوکم مقدار میں کھانا پکانے کی اپیل بھی کی تھی۔ کھانے کی بربادی میں صرف سعودی عرب اکیلانہیں ہے بلکہ مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک بھی اس میں شامل ہیں اور یہ خرابی نو دولتیوں کے ساتھ ساتھ NRI ریٹرنوں نے یہاں بھی پھیلا دی ہے۔جہیزتو ایک ناسور ہے ہی اس پراور غضب شادیوں کی دعوتوں میں طرح طرح کے پکوانوں نے کیا ہے،ان پکوانوں نے شادی کواور بھی مہنگا بنادیا ہے۔اللہ خیر فرمائے۔

غریب کارزق کوڑے کے ڈھیر پر!استغفراللہ:

اب ہرطرح کی پارٹیوں میں بوفے buffet سسٹم سے کھانا کھلانے کا رواج عام ہوگیا ہے۔اس میں کھانا بہت برباد ہوتا ہے۔زیادہ تر لوگ کھانا زیادہ لے لیتے ہیں اور پسند نہ آنے پر اسے ٹب میں ڈال دیتے ہیں اور وہ کھانا کوڑے میں پھینکا جاتا ہے۔آپ دیکھتے ہوں گے کہ اکثر کوڑے کے ڈھیروں پر غریب پھینکا ہوا کھانا کھاتے رہتے ہیں۔یہ انتہائی شرم کی بات ہے۔یہ ہرشہری اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اسے روکا جائے۔عالمی قانون کے مطابق دنیا کا ہرملک اپنے ہرشہری کی غذا کی ضرورت پوری کرنے کا پابند ہےمگرافسوس! ہمارے ملک ہندوستان میں آج بھی ۳۲ فیصد لوگ خط افلاس (تنگ دستی، مفلسی، مالی محتاجی) کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔۱۹۷۹ سے ہر سال ۱۶/اکتوبر کو”عالمی یوم خوراک“ (ڈبلیوایف ڈی) منایا جاتا ہے۔اقوام متحدہ کی جانب سے منانے والے دنوں میں یہ سب سے زیادہ اہم دن ہے کیوں کہ دنیا بھر کے ۱۵۰ سے زیادہ ممالک غذائی تحفظ کے خاتمے کے لیے عوامی بیداری پھیلانے اور سال ۲۰۳۰ تک مکمل طور سے بھوک کے خاتمے کے حصول کا مقصد پورا کرنے کے لیے مختلف پروگرام منعقد کرتے ہیں۔اس دن کے منانے

کا مقصد خورک اور بھوک کے شعبوں کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے مگر افسوس صد افسوس! یہ صرف اخباروں اور میڈیا تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے۔حکومتوں کو سنجیدگی کے ساتھ سوچ کر آگے کا لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر مسلمانوں کو چاہیے کہ کھانے کی بربادی قطعی نہ کریں ورنہ اللہ کے وہاں سخت پکڑ ہوگی۔

مذہب اسلام میں دسترخوان پر گرے ہوئے کھانے کو اٹھا کر صاف کر کے کھانے کی فضیلت آئی ہے۔ اگر دسترخوان پر گرا ہوا کھانا یا برتن میں کھانا چھوڑ دیں گے تو کھانے کی بر کت چلی جائے گی۔ حدیث پاک مطالعہ فرمائیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''حضور ﷺ جب بھی کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹتے۔ آپ نے ایک بار فرمایا: اگر تم سے کسی کا لقمہ گر جائے اسے صاف کر کے کھالے، شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ پلیٹ کو انگلی سے چاٹ لیں، اور فرمایا: تمھیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (مسلم: حدیث ۲۰۳۴)

غور فرمائیں کہ آج کل پارٹیوں میں طرح طرح کے کھانوں سے بھری ہوئی پلیٹیں ٹب میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہی کھانا پھر پھینک دیا جاتا ہے اور اسی پھینکے ہوئے کھانوں پر بھوکے غریب ٹوٹ پڑتے ہیں اور اپنے پیٹ کی آگ (بھوک) مٹاتے ہیں۔ خدارا غور کریں، سوچیں، دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے، اللہ کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا ہے۔ طرح طرح کے لذیذ کھانے اور درجنوں آئیٹم بنا کر فضول خرچی کر کے شادیوں کو مہنگا کون بنا رہا ہے۔؟ یہ تو جہیز سے بھی خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ جہیز ہی کیا کم قیامت ڈھا رہا تھا کہ اب یہ پر تکلف پارٹیاں غریبوں اور مڈل کلاس کے لوگوں کے لیے سوہان روح بنتے جا رہی ہیں۔

جہیز ایک موذی بیماری ہے:

بیٹی اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔ اللہ نے بیٹی کا ذکر قرآن میں پہلے فرمایا ہے:
ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہے زمین و آسمان کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے

چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے، بیشک وہ علم وقدرت والا ہے۔ (سورۂ شوریٰ: آیت ۴۹۔ ۵۰، کنزالایمان)

اللہ نے بیٹی کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے یہاں صرف بیٹیاں پیدا کرنے اور کسی کے یہاں بیٹے اور بیٹیاں دونوں پیدا کرنے کا ختیار اور قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کسی عورت یا مرد کے بس میں نہیں کہ صرف لڑکے ہی پیدا کرے۔ جب یہ نظام قدرت ہے تو لڑکی پیدا ہونے پر عورت کو مشق ستم بنانا، اسے طرح طرح کی اذیتیں دینا، بات بات پر طعنوں سے عورت کے دل کو چھلنی کرنا، تکلیف دینا کہاں کا انصاف ہے۔؟ افسوس! آج مسلم معاشرے نے اس طرز عمل کو اپنا لیا ہے جو دراصل کفار کا طریقہ ہے۔ بیٹی اللہ پاک کی جانب سے انمول تحفہ ہے مگر جہیز جیسی لعنت کی وجہ سے ''زحمت'' سمجھی جانے لگی ہے۔ بیٹی پیدا ہوتے ہی والدین کو جو پہلا جھٹکا لگتا ہے وہ یہ ناسور ''جہیز'' ہی ہے۔ ذرا غور کریں، آج کتنی بچیاں ایسی ہیں جو دلہن بننے کا خواب دیکھتے دیکھتے بوڑھی ہوگئیں۔ قصور ان کا صرف یہ ہے کہ یہ غریب گھر میں پیدا ہوئی ہیں۔ نیک سیرت، خوبصورتی، جوانی سب تھی، ہاں نہیں تھا تو جہیز کا بندوبست نہیں تھا۔ غریب والدین سوچ سوچ کر کڑھ رہے ہیں کہ بچیاں سسک رہی ہیں۔ شریعت میں جہیز دینے لینے کا کوئی حکم نہیں ہے، یہ سب اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کتنا جہیز دیا تھا؟ کیا آپ ﷺ اپنی بیٹی کو جہیز نہیں دے سکتے تھے؟ سب ملا کر ایک چکی، پانی کا ایک برتن، اور تکیہ دیا تھا جب کہ آپ کی دوسری بیٹیوں کے بارے میں ایسی اور روایت نہیں ملتی ہے۔ آج غریب انسان اور معاشرہ پریشان ہے۔ کیا ہم اس لعنت کو ختم نہیں کر سکتے ہیں؟ چند جوڑوں میں غریب بچیوں کو بیاہ کر نہیں لا سکتے۔ لڑکے والے اگر اس طرف قدم بڑھائیں تو اللہ انہیں اجر عظیم دے گا اور اس نیکی کی بدولت پرسکون زندگی بھی میسر ہوگی۔ اللہ ہم تمام مسلمانوں کو جہیز جیسی لعنت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

علما کی فضیلت، دینی تعلیم اور مدارس اسلامیہ

مدارس اسلامیہ اور دینی تعلیم لازم وملزوم ہیں۔ مدرسہ کا نام سنتے ہی ذہن ودماغ میں ایک خوشبوسی محسوس ہوتی ہے اور دل بھی خوشی محسوس کرتا ہے۔ دینی تعلیم ہی ایک ایسی تعلیم ہے جو انسان کو انسان بناتی ہے۔ ہر زمانے اور ہر معاشرے میں تعلیم (Education) کا حصول ایک جزو لاینفک رہا ہے۔ تعلیم کو ایک منفرد بنیادی مقام حاصل ہے۔ تعلیم کی اہمیت شاید مسلمانوں کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کی مذہبی کتاب کلام الٰہی قرآن کریم کی شروعات ہی اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۔ (سورۂ علق: آیت نمبر ۱) (ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا) سے ہوئی۔ قرآن کریم کی باعتبار نزول سب سے پہلی آیت کریمہ یہی ہے اور سب سے پہلی نعمت بھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ اور اپنے بندوں پر انعام کی اور یہی وہ پہلی رحمت ہے جو ارحم الراحمین نے اپنے رحم وکرم سے ہمیں (بندوں) دی۔ تعلیم کی اہمیت وفرضیت کا اندازہ سورہ رحمٰن کی ابتدائی آیات سے آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ سورہ کا آغاز: الرحمٰن سے کیا گیا۔ معاً بعد ہی اپنی بے شمار نعمتوں اور نوازشوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں سب سے پہلی نعمت علم القرآن یعنی تعلیم قرآن کو کہا۔ پھر انسان کی تخلیق و پیدائش کے ذکر کے بعد تعلیم القرآن کا دور آتا ہے۔ تعلیم کے بغیر انسان کی تخلیق (پیدائش) بے معنیٰ و بے مقصد ہے۔ رب العالمین نے غار حرا کے تیرہ وتاریک گوشوں میں سب سے پہلے علم کا درس دیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب علم کا درس حضرت جبرائیل امین سے حاصل کر لیا اور وحی الٰہی سے ربط ہو گیا تو فرائض اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر واحیائے شریعت کی دعوت دینا شروع فرمایا۔

تعلیم کے بہت سے شعبے ہیں جس میں تعلیم قرآن وسنت کا شعبہ بہت اہم ہے کیوں کہ یہ وحی الٰہی اور مصطفےٰ ﷺ کے فرمان سے مربوط ہے۔ یہی سبب ہے کہ مغربی دنیا سے لے کر دوسرے مذاہب کے لوگ اسی میں لگے ہیں کہ مسلمانوں کو کیسے قرآن سے دور کیا جائے چنانچہ بدنام زمانہ صہیونی صموئیل زویمر (Samuel zweimer) نے ۱۹۲۴ میں عیسائی مبلغین کی چوٹی کی کانفرنس میں اپنی رپورٹ پیش کر کے کہا تھا:

''ہماری کامیابی کا راز اس بات میں پنہاں ہے کہ ہم مسلمانوں کو دین اسلام اور قرآن سے دور کر دیں تا کہ اس امت کا اللہ سے رشتہ ختم ہو جائے، اس طرح وہ ذرائع و وسائل بھی ختم ہو جائیں گے جن پر قومیں اپنی زندگی میں بھروسہ کرتی ہیں''۔

ایک مشہور یہودی مبلغ گلاڈسٹون (Glad Stone) نے پارلیمنٹ آف برطانیہ میں قرآن کو ہاتھوں میں لے کر لہراتے ہوئے کہا تھا:

''جب تک یہ کتاب اس روئے زمین پر باقی ہے ہم مسلمانوں کو سرنگوں نہیں کر سکتے۔''

ڈاکٹر واٹسن (Watson) یوں زہر افشانی کرتا ہے:

''ہماری نگاہیں دینی مدارس میں قرآنی تعلیمات کے نتائج پر ٹکی ہوئی ہیں، چنانچہ ہمیں سب سے بڑا خطرہ مدارس اسلامیہ سے ہے جہاں علوم قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اس لیے کہ قرآن اور اسلامی تاریخ یہ دو ایسے عظیم خطرے ہیں جن سے عیسائی لرزاں ہیں۔''

مدارس اسلامیہ میں قرآن و احادیث طیبہ کے ساتھ جو علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ یہی علوم دینی و دنیاوی اعتبار سے صحیح مسلمان پیدا کرتے ہیں۔ دشمنان اسلام اس راز سے واقف ہیں۔ اسی وجہ سے آج چاروں طرف سے مدارس اسلامیہ پر یلغار ہے۔ دشمن اس راز کو جانتا ہے کہ جب تک یہ سیدھا سادہ بوریا پر بیٹھ کر پڑھنے پڑھانے والا مولوی اس معاشرے میں موجود ہے، مسلمانوں کے دلوں سے ایمان نکالا نہیں جا سکتا لہٰذا دشمنان اسلام مدرسوں کے خلاف پوری تشہیری مہم چلائے ہوئے ہیں اور با قاعدہ اپنی پوری مشینری

(Machinery) لگائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں خاص کر اہل علم و دانش و علماے کرام کو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مدارس اسلامیہ کی اہمیت پر ڈاکٹر علامہ اقبال کا یہ تاثر مطالعہ فرمائیں۔ آپ نے لکھا ہے:

''ان مکتبوں اور مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدرسوں میں پڑھنے دو۔ اگر یہ ملا درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔ اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کی (۸) آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیرووٴں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دہلی کے لال قلعہ وغیرہ کے سوا مسلمانوں کی (۸) آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا''۔

آج ہندوستان میں بھی آہستہ آہستہ حالات اسی کی طرف گامزن ہیں۔ اللہ خیر فرمائے، آمین۔ آج اگر مسلمانوں میں دین و ایمان کی روشنی، کچھ دینی مزاج اور اسلامی تعلیمات کی رمق ہی سہی باقی ہے، وہ ان مدرسوں کی بدولت ہی قائم ہیں ورنہ مغربی کلچر نے تمدن (شہری بود و باس)، آزادیِ خیالات کے نام پر دین کا جس طرح جنازہ نکالا ہے اور دین کو جس طرح کنارے لگایا ہے، اس کا مشاہدہ عائلی (خاندانی)، خانہ جنگی، کاروباری اور عوامی زندگی میں ہر انسان کر رہا ہے اور اگر اس پر کچھ کہا جاتا ہے تو دولت اور تعیش پرستی کے ماحول میں غریب دین کی آواز کون سنتا ہے؟

مدرسوں کی زبوں حالی ذمہ دار کون؟

مدارس اسلامیہ کے انحطاط، خرابیوں اور کمزوریوں کے بہت سے اسباب ہیں۔

جہاں سنٹرل حکومتوں سے لے کر صوبائی حکومتوں کی پالیسیاں ذمہ دار ہیں، وہیں مسلمان اور خاص کر وہ مہتمم اور مدرس جو کھانے کمانے کے لیے مدرسوں کو قائم کرتے ہیں، وہ بھی اس کے برابر کے ذمہ دار ہیں۔ مغربی بنگال میں کمیونسٹوں (Communist) کی حکومت تین دہائی سے زیادہ رہی، صرف اورصرف ۹/ مدارس کا الحاق کیا اور جو مدارس اسلامیہ گورنمنٹ سے الحاق شدہ چل رہے تھے ان کے ریٹائرڈ اساتذہ کی جگہوں کو خالی رکھا۔ ایک سازش کے تحت مدرسوں کی کمر توڑ کر رکھ دی جس میں انٹرنیشنل لیبل کا ''مدرسہ عالیہ'' بھی شامل ہے۔ یہی حال ابھی جموں وکشمیر کا ہے۔ مدرسوں کی بات تو دور، اردو اسکولوں کی تین ہزا سے زیادہ جگہ خالی ہیں لیکن ایک سازش (خفیہ تدبیر) کے تحت مسلمانوں کو جاہل بنایا جارہا ہے۔ کانگریسی حکو متوں نے کیا کم سازشیں کیں کہ اب بی جے پی حکومت جس کو آر ایس ایس اپنی آئیڈیالوجی کے تحت چلا رہی ہے، بھی اسی روش پر چل رہی ہے۔ حکومتیں خواہ سنٹرل میں ہوں یا صوبائی، یا یوپی میں یوگی کی ہو یا مودی کی، سب کھلے عام مدرسوں کو دفن کرنے میں لگے ہیں۔ ابھی ۲۰۱۸ء کے مدرسہ بورڈ کے رزلٹ کو دیکھیں، ۳۰ فیصد سے زیادہ بچوں کو فیل کر دیا گیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے اقربا
میرے کریں قتل کا دعویٰ کس پر

روز بروز نت نئے قوانین لگا کر مدرسوں کے اسلامی تشخص (پہچان) کو ختم کرنے میں لگے ہیں۔ فہرست بہت لمبی ہے، اہل علم سے مخفی نہیں ہے اور اس مقالے میں سب کی نشاندہی ممکن نہیں۔ سچ اور حق تو یہ ہے کہ ان ظالموں سے زیادہ بڑے ظالم مدارس اسلامیہ کی دوکان چلانے والے پیٹ پرست مہتمم ہیں۔ تلخ نوائی معاف۔ جہاں انہوں نے مدرسوں کے معیار کو گرا کر سب سے نیچے پوائنٹ پر لا دیا ہے وہیں انہیں کی دکانوں (مکتبہ نما مدرسوں) کی وجہ سے پرانے اور بڑے مدارس بھی بہت متاثر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جہاں ان کی آمدنی کم ہوئی ہے وہیں مدارس کی کثرت سے علم حاصل کرنے والے طلبہ کرام کا دھیان بھی بٹ گیا ہے۔ بچے گھوم گھوم کر پڑھنے کے عادی ہو گئے ہیں اور ایک طالب علم کئی کئی جگہ بار بار دستار

بندی لے کر اپنے زعم میں عالم وفاضل اور نہ جانے کیا کیا بنا پھر رہا ہے اور جب کہیں پناہ نہیں ملتی تو پھر وہ بھی مدرسوں کی مارکیٹ میں ایک دوکان کا اضافہ کر کے نیا(دارالعلوم، بحر العلوم وغیرہ وغیرہ) مدرسہ کھول کر بیٹھ جاتا ہے، اور پھر اس کے وارے نیارے، یعنی لاٹری لگ جاتی ہے۔نظر اٹھا کر دیکھیے، اس کے کتنے مضر اثرات اچھے اور بڑے مدارس اور علوم دینیہ سیکھنے والوں پر ہو رہے ہیں۔خون کے آنسو روئیں تو بھی کم ہے۔اس کا ذمہ دار مسلم معاشرہ ہے، دوسرا نہیں۔ بہت سی خرابیاں ہیں ایک ہوتو بتائی جائے، دو چار ہوں تو گنوائی جائیں۔ میں ایک اہم خرابی(ناسور) کے متعلق چند سطریں تحریر کر رہا ہوں۔ کھاؤ، پکاؤ مہتمموں سے معذرت کے ساتھ۔

مہمانِ رسول کے ساتھ بندھوا مزدور سے بدتر سلوک:

مدرسے کی بنیاد تعلیم حاصل کرنے والے مہمان رسول یعنی طالب علم ہوتے ہیں۔ طالب علم کی بے شمار فضیلتیں قرآن واحادیث میں موجود ہیں۔تعلیم وتربیت کا عمل مہتم بالشان اور اخلاص ومحبت وصلاحیت ولیاقت کا متقاضی ہے۔اسی لیے اس کی ذمہ داری اللہ جل شانہ کی طرف سے انبیاے کرام علیہم السلام پر ڈالی گئی اور علماے کرام کو ورثۃ الانبیاء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔آج بھی کثیر تعداد میں نیک علما اس نیک عمل کو انجام دے رہے ہیں۔ جہاں اللہ نے علما کو وارث انبیا کا جلیل القدر مقام عطا فرمایا، وہیں علوم دینیہ کے طالب علم کو عزت، مقام ورتبہ سے سرفراز فرمایا۔ جب طالب علم گھر سے اللہ کی رضا کی خاطر محض حصول علم کے لیے نکلتے ہیں تو فرشتے ان کے لیے اپنے مقدس پر بچھاتے ہیں، سمندر کی مچھلیاں ان کے لیے استغفار کرتی ہیں اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں طالب علم کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔ علما اور علم سیکھنے والوں کی فضیلت قرآن میں جابجا آئی ہے۔

(ترجمہ): اور اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہوکر، اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا۔

(کنزالایمان، سورہ آل عمران: آیت نمبر ۱۸)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ فرشتوں اور پھر اہل علم کا ذکر فرمایا۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں علم کی فضیلت اور علما کی عظمت کا ذکر ہے۔ اگر علما سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اس کا نام بھی فرشتوں کے ساتھ لیا جاتا۔ قرآن واحادیث میں علم اور علم دین سیکھنے والوں کی فضیلت و اہمیت مسلم ہے، کسی کو اس سے انکار کی کیا مجال۔ یہ ساری فضیلتیں (پیٹ بھرتو) مہتمم کو اس وقت خوب یاد رہتی ہیں جب مدرسے کے لیے چندہ لینا رہتا ہے، دوسرے مدرسے کے بھاگے یا بھگائے طالب علم کی دستار کے وقت بھی یاد رہتی ہے، جب تین طالب علم کی دستار (پگڑی) کے لیے ۳۰ر پگڑیوں کا چندہ کرنا ہوتا ہے۔ تب خوب خوب طلبہ کی فضیلت بتائی جاتی ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! جب ان کی تعلیم وتربیت اور ان کے رہنے، کھانے پینے کی بات ہوتی ہے، انتظام کی بات ہوتی ہے تو اس وقت کوئی فضیلت یاد نہیں رہتی ہے، نسیان کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہر دن ابلا ہوا چاول آلو کا بھرتہ، ابلا ہوا چاول آلو کا بھرتہ، ابلا ہوا چاول آلو کا بھرتہ۔ کبھی ۱۵ یا ۲۰ دنوں میں چٹکی بھر سبزی۔ طالب علم کے لیے گوشت بھی غذا ہے، مہتمم کو معلوم ہی نہیں؟۔ اللہ کے فضل سے گیارہویں اور بارہویں شریف کی نیاز میں طالب علم کی گوشت سے ملاقات ہو جاتی ہے یا پھر مرے لوگوں کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی کے فاتحہ میں مل جاتا ہے۔ یہ ایک سچی اور نا قابل انکار حقیقت ہے جو مسلم قوم کے لیے المیہ ہے۔ ولیمہ کی دعوت تو امیروں کے لیے ہوتی ہے، شاذ ونادر ہی کوئی اللہ کا نیک بندہ ولیمہ کی دعوت دے دیتا ہے۔ اللہ اس کا بھلا کرے، حالات بہت ابتر ہیں، کیا کیا لکھوں۔

زکوٰۃ خور مدارس، پیٹ بھرتو مہتمم، ذمہ دار کون؟

علوم دینیہ کا طالب علم اساتذہ کے پاس قوم کی امانت ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کی امانت دار بچوں کو دین سکھائیں، دین کا محافظ بنائیں نہ کہ اپنے رزق کا ذریعہ؟ قوم کی زکوٰۃ تو بلا حساب آرہی ہے، لیکن دینے والے بھی (انجانے میں) اس گھوٹالے میں شامل ہیں۔ لوکل تعاون دینے والوں کو چاہیے کہ وہ دیکھ بھال کر بات چیت کر کے اپنی زکوٰۃ، صدقات، عطیات دیں۔ ممبئی، چنئی والے، باہر والے تو آکر دیکھیں گے نہیں، لوکل تعاون دینے والوں پر ذمہ

داری بنتی ہے کہ وہ دیکھ بھال کریں کہ مدرسے میں کتنے اسٹاف ہیں، کتنے بچے ہیں، ان کے رہنے کی جگہ دیکھیں، کھانا جو روز ملتا ہے وہ دیکھیں۔ تب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، خون کے آنسو رونے لگیں گے۔ مدرس صرف ایک دو، پڑھائی ندارد، قرآن خوانی کا دھندا عروج پر، طالب علم کو فجر کی نماز میں نہیں جگایا جاتا، کوئی سختی نہیں کی جاتی کہ طالب علم بھاگ جائے گا، لیکن گھنٹہ بھر بعد قرآن خوانی کے لیے ڈنڈا لے کر جگایا جاتا ہے، اس وقت سختی جائز ہوجاتی ہے کیونکہ مال (روپے) آتا ہے۔ نماز کے وقت رعایت کا جب یہ حال ہے، جب کھانا جیسی اہم چیز کا یہ حال ہے تو رہنے سہنے کی باتیں کیا لکھوں۔ آپ پڑھیں گے تو رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے۔ قوم کو جاگنا ہوگا۔ مسلم قوم مدرسے کے نام پر اپنے صدقات، زکوٰۃ وعطیات دے رہی ہے، اس کے ساتھ بھی ظلم عظیم ہے۔ اس پہ توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے۔ جو لوگ تعاون پیش کریں، وہ بات کر کے تعاون دیں کہ پڑھائی لکھائی کا صحیح نظم کریں اور بچوں کے کھانے پینے کا بھی حتی المقدور مناسب انتظام کریں۔ ورنہ آئندہ میرا تعاون جاری نہیں رہ سکے گا۔ یہ تنبیہ بہت ضروری ہے۔

زکوٰۃ خور، پیٹ بھر تو مہتمم کی شاہانہ زندگی کا راز:

مہتمم، جن کی نہ کوئی نوکری، نہ کوئی کاروبار، نہ جاگیریں۔ پھر یہ کیسے اتنی فائیو اسٹار زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی تعیش والی زندگی دیکھیں۔ بڑے بڑے کرکٹر، فٹ بالر، دولت مند، رئیس ہیچ ہیں۔ کہاں سے انہیں من وسلویٰ (خوان نعمت) اتر رہا ہے؟ ان کے بچے بہترین انگلش اسکول میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ (اپنے بچوں کو پڑھاتے وقت علوم دینیہ کی فضیلت بھول جاتے ہیں)۔ جن کے ذریعے یہ تعیش، ٹھاٹھ، آسائش، شان وشوکت، مہنگی کار، خوبصورت لگژری مکان وغیرہ وغیرہ استعمال کر رہے ہیں انھیں طالب علموں کو بندھوا مزدور سے زیادہ بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کیے ہوئے ہیں۔ گھر کے تمام کام کاج یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے ڈائپرز (Diaper) پاخانہ تک پھینکوانے میں ذرہ برابر شرم وعار نہیں محسوس کرتے بلکہ خوف خدا بھی نہیں رکھتے کہ یہ مہمان رسول ہیں۔ الامان والحفیظ ۔

استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ ایک عبرت ناک اور دل چسپ چھوٹا سا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ (ان شاء اللہ عنقریب میرا کتابچہ اسی سلگتے ہوئے موضوع پر آپ کو ملے گا)

سخت سردی کے موسم میں تیز بارش میں ایک دنیا دار ظالم استاذ نے تقریباً آٹھ سال کے طالب علم کو چائے لانے ہوٹل بھیج دیا۔ بے چارہ طالب علم مرتا کیا نہ کرتا۔ بغیر چھاتا، بھیگ کر، چائے لانے چلا گیا اور چائے لانے میں وہ پوری طرح بھیگ گیا۔ ٹھنڈ سے وہ کانپ رہا تھا۔ میں نے کہا جاؤ جلد کپڑے بدلو۔ (ظالم) استاد کا حکم ہوا کہ پہلے چائے تقسیم کرو۔ وہ پولی تھین (Polythene) سے کپ میں چائے ڈالنے لگا۔ اسی بیچ سردی کی تھر تھراہٹ کی وجہ سے چائے گر گئی۔ بس کیا تھا (ظالم) استاد اٹھا اور چھڑی سے لگا تڑ تڑانے۔ جب ظلم کی حد بڑھ گئی تو میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اب ایک چھڑی بھی آپ نے ماری تو بہت برا ہوگا۔ آں جناب ہم سے الجھ پڑے، ہاتھا پائی کرنے لگے۔ سوچا ہوگا یہ ۵۵ سال کا بڈھا اور میں ۳۰ سال کا نوجوان میرے سامنے کیسے آ گیا۔ (الحمدللہ! بچپن میں کھیل کھیل میں پہلوانی اکھاڑا میں کھیلا، وہ اب کبھی کبھی کام آتا ہے) لیا، جھپٹا اور مارا دھوبی پاٹا (داؤں) دھڑام۔ آں جناب کھڑے ہوئے، پھر لپا جھپی کرنے لگے۔ لیا بغلی قینچی پٹخنی پھر دھڑام۔ میں نے کہا مفتی صاحب! اگر اب کی بار آگے بڑھے تو اٹھا کر سیڑھی پر پٹخوں گا، کمر کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ لوگوں نے چھڑا دیا۔ آج تک ان کی جھینپ نہیں ختم ہوئی اور میری شرمندگی بھی آج تک نہیں گئی۔

کئی عبرت آموز واقعات ہیں، کیا کیا لکھوں۔ ایسے مدارس میں تعاون کرنے والے عوام اہل ثروت حضرات اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ غور کریں جن مدارس میں پڑھائی اور خاص کر بچوں کے کھانے پینے کا نظام انتہائی گرا ہوا ہو، وہاں تعاون کرتے وقت چتاوَنی (Warning) دے دیں کہ اگر سدھار نہیں ہوا تو ضرور آگے میرا تعاون بند ہو جائے گا۔ ان کی آمدنی بند کریں تاکہ آپ کے پیسوں سے جو یہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹ والی زندگی گزار رہے ہیں ان کو سمجھ میں آئے۔ اللہ ہم سب کو طالب علموں کی عزت، احترام و اکرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاص کر پیٹ بھر تو مہتمم حضرات کو بھی توفیق دے اور اپنا خوف عطا فرمائے، آمین۔

●●●

مسجد اللہ کا گھر اور مذہب اسلام کا اٹوٹ حصہ ہے

دنیا کے تمام مذاہب میں عبادت کا تصور پایا جاتا ہے اور عبادت کرنے کے لیے مخصوص جگہ مسجد، مندر، گرجا گھر، گرودوار وغیرہ وغیرہ کی تعمیر کی جاتی ہے اور ان عبادت گاہوں میں اس کے ماننے والے اپنے عقائد و نظریہ پر عمل کرتے ہوئے خوش دلی سے عبادت کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے اور آنے والی صبح قیامت تک چلتا رہے گا۔ ہمارا ملک ہندوستان ایک کثیر المذاہب ملک ہے۔ بہت سے مذاہب کے ماننے والے یہاں زمانہ قدیم سے آباد ہیں۔ گنگا جمنی تہذیب (ہندو اور مسلمان کی ملی جلی تہذیب) والے اس ملک میں لوگ اپنے اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے خوش تھے مگر بدقسمتی سے اب خوش نہیں ہیں۔ حکومتوں اور عدالتوں کا کام ہے لوگوں کی جان، مال، عزت، آبرو کی حفاظت کرنا اور رعایہ (عوام) کو خوش رکھنا۔ اگر کسی پر ظلم و جبر ہو رہا ہو تو اس کو انصاف دلانے کی ذمہ داری عدلیہ کی ہے۔ ظالم کے پنجوں سے آزادی دلا کر انصاف کر کے عوام کو اس کا حق دے اور دلائے جو بحیثیت انسان اس کا بنیادی حق ہے۔ بدقسمتی سے اس کام کے بجائے موجودہ حکومت اپنی مرضی اور اپنا نظریہ مسلط (تھوپ) کر رہی ہے۔ لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے اور نتہائی فکر اور شرم کی بات ہے کہ اب یہ کام عدلیہ سے بھی کرا رہی ہے۔ (سیاں بھے کوتوال تو ڈر کا ہے کا) اللہ خیر فرمائے۔

پے در پے کئی فیصلے ایسے آئے ہیں کہ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت، مذہب پر آنچ آ رہی ہے۔ اب تو حد ہی ہو گئی کہ طلاق کے مسئلے کے بعد اب خانہ خدا ''مسجد'' کو اسلام کا ابھن انگ (اٹوٹ حصہ) نہیں مانا جا رہا ہے۔ یہ سراسر مذہب اسلام اور اس کے ماننے والوں پر ظلم عظیم ہے۔ ۲۷ ستمبر ۲۰۱۸ کو سپریم کورٹ نے دو فیصلے دیئے۔ ان میں سے ایک فیصلہ

بابری مسجد سے متعلق ہے۔ بابری مسجد مالکانہ حقوق سے متعلق ۱۹۹۴ سے الہٰ آباد ہائی کورٹ میں ۲۴ سالوں سے چل رہے پرانے مقدمے میں کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ ''مسجد'' میں نماز کی ادائیگی اسلام کا لازمی جز نہیں ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید اور احادیث طیبہ کی کسی ایک بھی سند کے بغیر یہ فیصلہ سنایا گیا تھا، جس کو کمال فاروقی صاحب نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا کہ اسلام کی غلط تشریح ہوئی ہے اس لیے اسے وسیع تر بینچ (Larger Banch) کو بھیج دیا جائے جسے چیف جسٹس دیپک مشرا نے مسترد کر دیا اور یہ فیصلہ سنایا کہ ''مسجد اسلام کا ابھن انگ نہیں ہے'' نعوذ باللہ! استغفر اللہ! اللہ خیر فرمائے۔ آج ہمارا جنت نشاں ملک کہاں کھڑا ہے، دنیا خوب دیکھ رہی ہے۔

دوسرا فیصلہ بھی انتہائی افسوس ناک اور تاریک ہے۔ عدالت عظمیٰ (Honorable Supreme Court) نے کہا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی جائیداد نہیں ہے اور یہ کہ شادی شدہ مرد اور عورت دونوں ہی اپنی مرضی سے اگر شادی سے باہر جنسی تعلقات بناتے ہیں تو اسے جرم نہیں مانا جائے گا۔ یہ قانوناً صحیح ہے!۔ نعوذ باللہ۔ عجیب فیصلہ ہے۔ ۱۵۸ سالہ پرانے قانون کی دفعہ ۴۹۷ کو ہی پانچ ججوں کی بنچ نے ختم کر دیا۔ یہ فیصلہ بدکاری اور زنا کو عام کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اس سے ہندوستانی تہذیب کا تیا پانچا ہو جائے گا اور شرم و حیا کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ جب کہ اس سے پہلے ۶ ستمبر ۲۰۱۸ کو ۱۵۵ سالہ قانون کی دفعہ ۳۷۷ کو بھی ختم کر کے ہم جنس پرستی کو آزادی کے نام پر قانوناً جائز قرار دے کر اس ملک کی تہذیب کا جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ اللہ توبہ! اللہ توبہ!

مذہب اسلام میں مسجد کی حیثیت:

مسجد اللہ کا گھر ہے اور وہ مقدس جگہ ہے جہاں خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی جاتی ہے۔ زمین کا جو سب سے مبارک حصہ ہے وہ مسجد کا حصہ ہے، سب سے مبارک۔ سب سے قیمتی حصہ وہ ہے جو مسجدوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مسجد کی اہمیت و حیثیت حدیث پاک میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہروں میں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہ وہاں کی مسجدیں ہیں اور شہروں میں سب سے ناپسندیدہ جگہ وہاں کے بازار ہیں۔ (مسلم)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے:

خَیْرُ الْاَمَاکِنِ مَسَاجِدُھَا وَشَرُّ الْاَمَاکِنِ اَسْوَاقُھَا۔

ترجمہ: ''زمین کی بہترین جگہوں میں مسجدیں اور بری جگہوں میں بازار ہیں۔''

ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین میں سب سے مقدس جگہ مسجد ہی ہے۔ اللہ رب العزت نے بندوں کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور عبادت کے لیے سب سے پہلے کعبہ کو بنایا۔ اللہ خود فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

(سورہ آل عمران: آیت ۹۶)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ (کنز الایمان)

مسجدیں نمازوں کی ادائیگی کے لیے ضروری:

مسجدیں اسلامی شعار ہیں، مسلمانوں کی علامت (symbols) ہیں۔ مسلمانوں سے مسجدوں میں نماز پڑھنے کا حق کوئی نہیں چھین سکتا۔ عدالتیں لاکھ اس سوال پر غور کرتی رہیں کہ کیا مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ نمازوں کی ادائیگی مسجدوں میں ہی کریں۔ ان کے غور کرنے سے یا سوال اٹھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مسلمان نماز مسجدوں میں ہی ادا کرتے رہیں گے کیوں کہ یہ ان کا شرعی حق بھی ہے اور آئینی حق بھی۔ سپریم کورٹ نے بھلے ہی مسجدوں میں نماز کا حق بڑی بینچ کو نہ سونپا ہو مگر اسے مسلمانوں کی طرف سے یہ باور کرادیا گیا ہے کہ مسجدوں میں نماز کا حق قرآن واحادیث کی جانب سے ہے۔ اس بابت سینکڑوں دلائل ہیں جو پیش کیے جاسکتے ہیں۔ مسجدوں سے اصلاح معاشرہ کا پیغام دیا جاتا ہے۔ جب

مسلمان دن میں پانچ بار آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے مسائل سے واقفیت ہوتی ہے۔ایک دوسرے کوسلام کرتے ہیں۔ جمعہ وعیدین کے موقع پر بہت بڑی تعداد میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، باہمی ربط بڑھتا ہے، ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی ہے، بندوں کے حقوق ادا کرنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ان سارے معاملات میں مسجدوں کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں دینی ودنیوی تربیت ہوتی ہے۔مسجدوں سے ہمارا تعلق جڑا ہونے سے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہوتی ہے اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے (رحمت کے) سائے میں جگہ ملے گی لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اپنا تعلق مسجدوں سے جوڑیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ مسجدیں آباد ہوں۔

مساجد سے دوری مسلمانوں کے بگاڑ کی وجہ:

مسلمانو! اللہ کے گھر 'مسجدوں' سے اپنا تعلق مضبوط کرو کیوں کہ مساجد نہ صرف عبادت گاہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی تربیت گاہیں بھی ہیں۔مسجد کے مقام اور اس کی اہمیت کو قرآن واحادیث میں بتایا گیا ہے کہ زمین کے تمام حصوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں۔ یہ آسمان والوں کے لیے ایسے ہی چمکتی ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لیے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔ مساجد کو نمازوں، ذکر وتلاوت، تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ اور دیگر عبادتوں سے آباد رکھنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔

مساجد مسلم معاشرے کی نشاندہی کرتی ہیں:

دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ ''بیت اللہ'' ہے جو مسجد حرام کے بیچ میں واقع ہے جس کی طرف ہم رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ایمان کے بعد سب سے اہم رکن یعنی نماز کی ادائیگی کرتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ شریف پہنچنے سے پہلے قبا بستی میں ''مسجد قبا'' کی تعمیر فرمائی۔تاریخ اسلام کی یہ پہلی مسجد جو مدینہ منورہ سے تین کلومیٹر دور بستی 'قبا' میں واقع ہے۔آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۸ ربیع الاول بروز دوشنبہ بمطابق ۲۳

ستمبر ۶۲۲ءکو اس بستی میں پہنچے اور ۱۴ دن یہاں قیام فرمایا اور اسی درمیان ''مسجد قبا'' کی بنیاد رکھی۔ پھر مدینہ شریف پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جس چیز کی بنیاد رکھی وہی آج تک ''مسجد قبا'' اور ''مسجد نبوی'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ''مسجد نبوی'' سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں قائم اسلام کا دوسرا مقدس ترین مقام ہے جبکہ ''مسجد اقصیٰ'' اسلام کا تیسرا مقدس مقام ہے اور پہلی مسجد ''مسجد الحرام خانہ کعبہ'' ہے۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں اور احادیث طیبہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد قبا سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا تعلق مسجدوں سے جوڑیں اور مسجدوں کو آباد کر کے اپنے تعلق کو مضبوط کریں، اللہ کی رحمت حاصل کریں تا کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں جگہ پائیں۔ اگر ہمارا رشتہ مسجدوں سے مضبوط ہوگا تو دشمنان اسلام کی کوششیں بھی بے کار جائیں گی۔ آج مسجد سے دوری، نماز سے دوری، یہ بداعمالیاں بھی ہمیں ذلیل و رسوا کر رہی ہیں اور حکومت کا تعصب تو جوبن پھاڑے نت نئے طریقے سے مسلمانوں کو اسلام کو مسجدوں کو نقصان پہنچانے میں لگا ہے۔ اللہ خیر فرمائے۔

کئی واقعات قابل ذکر ہیں۔ بالکل تازہ افسوس ناک واقعہ ہریانہ کے شہر گروگرام (گڑ گاؤں) کی شیتلا کالونی میں واقع مدینہ مسجد کا ہے جس کو پولیس نے یہ کہہ کر ۱۲ ستمبر ۲۰۱۸ کو بند کر دیا کہ اس کالونی کی آبادی غیر قانونی ہے، حالاں کہ اس کالونی میں مندر اور چرچ بھی موجود ہیں جن پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ حکومت کے تعصب کو شاعر نے اس طرح سے کہا ہے:

پہنچنا چاند پر انسان کا ہے مسرور کن لیکن
منور پہلے اپنے دل کی تاریکی تو کی ہوتی
نہ یہ ظلم وستم ہوتا نہ یہ بے چارگی ہوتی
حکومت کرنے والوں کی نیت نہ گر بری ہوتی

مسجد جانے سے روکنے والا ظالم:

مسجد اللہ کے ذکر کے لیے ہے۔ اس میں رکاوٹ ڈالنے والا بہت بڑا ظالم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰ فِيْ خَرَا بِهَا اُ لٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْ خُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

(سورۃ البقرۃ: آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انھیں ویران کرنے کی کوشش کرے! انھیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں (بھی) ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔

مسجد میں اللہ کا ذکر نے سے روکنے والے کو اللہ سب سے بڑا ظالم بتا رہا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا فرمائے گا اور آخرت میں سخت عذاب دے گا۔ قرآن کریم فرمارہا ہے کہ ایسے ظالم پر ہم اس سے بڑا ظالم مسلط کردیں گے:

ترجمہ: اور یوں ہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کیے کا۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۲۹)

اللہ قدرت والا ہے، ضرور پکڑ فرمائے گا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مسجدوں کو آباد کریں۔ مسجد کی آبادی صرف ظاہری زیب و زینت رنگ و روغن سے نہیں ہوتی بلکہ اس میں ذکر اللہ کرنا، نمازیں پڑھنا، شریعت کے احکام کو قائم رکھنا، انھیں شرک وظاہری میل و کچیل سے پاک رکھنا، یہ ان کی حقیقی آبادی ہے۔ مسجد میں نماز پڑھنے کی بے شمار فضیلتیں احادیث طیبہ میں ہیں۔ ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جب کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر "مسجد" آتا ہے اور اس کے گھر کے نکلنے کا سبب صرف نماز ہوتی ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۲۱۸۔ راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، باب وضو طہارت کا ثواب)

اللہ ہم سب کو مسجد کی عزت بچانے و مسجد آباد کرنے کی توفیق دے۔ آمین، ثم آمین۔

نظر آجاتا ہے مسجد میں بھی تو عید کے دن
اثر وعظ سے ہوئی طبیعت بھی گداز
واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی
''مسجدیں'' مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ اوصاف حجازی نہ رہے

●●●

مومن کا قاتل جہنمی ہے

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ یہ صرف اپنے ماننے والوں کو ہی نہیں بلکہ ساری انسا نیت کو امن کا پیغام دیتا ہے۔ ہر طبقے کا انسان خواہ امیر ہو یا غریب ہو، کسی ذات و قبیلے کا ہو۔اس نے سبھی کے حقوق بتائے ہیں۔ گھریلو زندگی سے لے کر سماجی زندگی تک ہر پہلو میں امن وسکون کی تلقین کی ہے۔حتی کہ ہر جاندار کے حقوق کے بھی بتائے ہیں۔اسلام میں انسانی جانوں کی بہت قدر واہمیت ہے۔انسانی جان کی حرمت کو قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔(سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۳۳)

ترجمہ: اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے، ناحق قتل نہ کرو۔

جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کی وارث کو قابو دیا تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے۔مومن کا قتل اور خودکشی دونوں حرام ہے۔قاتل کے دل میں انسانیت کا درد باقی نہیں رہتا۔اس کا دل، محبت، ہمدردی سے خالی ہو جاتا ہے۔آج انسانوں کے قاتلوں کا حال دیکھیے، مسجدوں میں نمازیوں کو بم سے ہلاک کر رہے ہیں۔حدتو ہے کہ جنا زے کی نمازوں میں بھی خودکش بم دھماکوں سے اپنی زندگی تو ختم کر ہی رہے ہیں دوسروں کی بھی جانیں لے رہے ہیں۔ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹ قسم کھائی ہے اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کر لی تو اسے جہنم میں اسی سے عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے

کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری: باب رجو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو جس میں کفر کی وجہ نہ ہو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، حدیث نمبر ۶۱۰۵)

اس کے علاوہ بھی اور حدیثیں مطالعہ فرمائیں۔ بخاری: حدیث نمبر ۵۷۷۸، حدیث نمبر ۶۰۴۷، حدیث نمبر ۶۴۹۳، حدیث نمبر ۶۶۰۷۔ وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ حدیث میں تین باتوں کی طرف اشارہ ہے: (۱) خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا جہنمی ہے۔ (۲) مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔ (۳) کسی مومن کو کافر کہنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔ (خاص طور پر اس تیسری بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔)

مومن کا قتل کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ کیا ان ظالموں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وہ احکامات نہیں پڑھے ہیں جو قاتلوں کے لیے قرآن مجید میں نازل ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ......الخ

(سورۂ نساء: آیت ۹۲۔ ۹۳)

ترجمہ: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

قرآن مجید میں بہت سی آیات مبارکہ ناحق قتل کے بارے میں موجود ہیں۔ سورۃ الفرقان: آیت ۲۵، ۲۸، ۲۹۔ سورہ ۵، آیت ۹۵۔ سورہ ۴، آیت ۹۲۔ وغیرہ وغیرہ۔ نبی رحمت ﷺ نے بھی سخت الفاظ میں اس گناہ کبیرہ سے باز رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب) علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر

فرمایا: اس طرح۔ گویا (اشارہ) آپ نے اس سے قتل مراد لیا۔ (بخاری: حدیث نمبر ۸۵)

ایک جگہ تو قتل ناحق کو کفر قرار دیا اور فرمایا:

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر

ترجمہ: کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنے کے لیے لڑنا کفر ہے۔

(بخاری: حدیث نمبر ۶۴۴-۱۷۸۶)

ایک اور حدیث پاک پڑھیں اور غور کریں:

ایک جنگ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ایک کافر کو قتل کرنے لگے تو اس نے جلدی جلدی کلمہ پڑھ لیا لیکن اسامہ بن زید نے اسے قتل کر دیا۔ جب نبی رحمت ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ اس بات کو بار بار دہرا رہے تھے کہ اسامہ تو نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا۔ اسامہ تو نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا۔ اسامہ تو نے اسے کلمہ پڑھنے کی باوجود قتل کر دیا۔ اسامہ تو اس کے کلمے کا سامنا کیسے کرے گا۔ نبی ﷺ کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اسامہ بن زید کی یہ ہولنا کی امت کو سمجھا رہے تھے۔ پھر بھی دل کو تسلی نہیں ہوئی تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں گڑگڑانے لگے کہنے لگے: اے اللہ میں اسامہ بن زید کے اس فعل سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ (مسلم: حدیث نمبر ۲۷۲)

اسی طرح کی اور حدیثیں ملاحظہ فرمائیں: مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۲۹۸، حدیث نمبر ۱۲۳، حدیث نمبر ۱۲۹۲۔ مسلم شریف: حدیث نمبر ۲۵۸، حدیث نمبر ۲۷۴، حدیث نمبر ۲۶۱۔ وغیرہ وغیرہ

آج کل ہر طرف بدامنی، قتل وغارت گری اور بارود و بم کی بارش ہو رہی ہے۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ جہاں بم دھما کہ ہوتا ہے وہاں کٹے ہوئے اعضا بکھرے نظر آتے ہیں۔ انسان کا خون دیکھ کر دل بیٹھ جاتا ہے۔

بموں کے خوف سے شہروں میں موت کی دہشت
سروں کی کھوج میں رائفلیں ہیں گاؤں میں

حضرت سیدنا شیخ عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر

ظالموں نے کیسے بے گناہوں کا قتل کیا۔ بم دھما کہ کر کے ظلم کی انتہا کر دی۔ اولیاء اللہ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی گراں قدر خدمات انجام دیں، انسانوں کی رہنمائی کی اور انہیں خواب غفلت سے بیدار کیا۔ یہ اللہ کے ایسے بندے تھے جو فاتحین زمانہ ہیں لیکن انھوں نے لشکر کشی یا تلوار استعمال نہیں کی۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ انھوں نے محبت، انسانیت، مساوات، اخوت، رواداری اور وسیع النظری سے لوگوں کے قلوب میں اپنی جگہ بنائی۔ سرزمین سندھ پاکستان میں آپ کا مزار ہے۔ ۱۳۵۶ء میں آپ کا مقبرہ شاندار طریقے سے تعمیر کیا گیا۔ سونے کے پتر سے مزین اس کا باب الداخلہ (دروازہ) ایران کے شاہ رضا پہلوی نے نذر کیا تھا۔ آپ کا تعلق اہلسنت و جماعت سے ہے۔ ۱۶ر فروری ۲۰۱۷ء کو وہابی ازم واہل حدیث وداعش ازم سے متاثر مسلک کے ہاڈ لائنز لوگوں نے ایسے وقت دھما کہ کیا جس وقت ہزاروں زائرین وہاں موجود تھے۔ اللہ والوں کے آستانوں پر دہشت گردانہ حملہ کرنے والے یقینا مسلمان نہیں ہو سکتے۔ یہ دراصل مسلمانوں کو مسلکی بنیادوں پر ایک دوسرے سے لڑانے کی صیہونی سازش کا حصہ ہے۔ حضرت سید شیخ شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حملے سے پہلے بھی پاکستان میں کئی اور بزرگان دین کے آستانوں کو نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ لمبی فہرست ہے۔ چند کا مطالعہ کریں۔

حضرت شاہ نق رانی، حضرت عبدالشکور ملنگ بابا، حضرت ابوسعدہ بابا، غلام شاہ غازی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت عبداللہ شاہ غازی، حضرت رحمٰن بابا، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمت اللہ علیہم اجمعین وغیرہ وغیرہ

مزارات پر حملوں کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح قتل وغارت گری کر کے کون سا دین کا کام کر رہے ہیں۔ یہ ظالم اللہ ورسول کی تعلیمات کو بھول گئے اور نام نہاد ملاؤں کے فتووں پر نہ صرف اپنی جان ضائع کر رہے ہیں بلکہ بے گناہ معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کر رہے ہیں اور نوجوانوں کو مار کر عورتوں کا سہارا ختم کر دے رہے ہیں۔ بوڑھے باپ ماں کا سہارا لوٹ لے رہے ہیں۔ بہنوں کی امیدوں کا خون کر کے خوش ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ مارو سب کو سارے کافر ہیں، ان کو مارنے

سے سیدھے جنت ملے گی سب کافر ہیں صرف ہم ہی سچے پکے مسلمان ہیں۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ آج نوجوان نسل کے ذہن میں مسلک کا زہر بھرا جارہا ہے۔ یہاں تک بچوں کے ذہن میں بھی یہ بات ڈالی جارہی ہے کہ تم ہی صحیح مسلمان ہو، باقی سب غلط ہیں۔ جب ایک بچے کے ذہن میں اس طرح کی باتیں ڈالی جائیں گی تو ظاہر سی بات ہے وہ بڑا ہوکر معاشرے میں فساد ہی پھیلائے گا، قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ اسے کیا پتہ کہ اسلام میں تو ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔

میرے پیارے دوستو! جنت تو اللہ کو خوش کرنے سے ملے گی۔ مسلمانوں کے قتل سے اللہ رب العزت کب خوش ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تو مومن کا قتل حرام قرار دیا ہے۔ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ اتنا بڑا گناہ کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا اور آخرت میں جواب دہی کے انجام سے ڈرے گا۔ مسلمانوں کے روپ میں اسلام کو بدنام کرنے والے انسانیت کے قاتلوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد مسائل کا حل نہیں بلکہ مسائل کے حل کے لیے صلح کرنا، امن قائم کرنا، محبت، ہم دردی، انکساری اور باہمی محبت کی ضرورت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات مبارکہ کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم مصمم اور پکا ارادہ کریں اور کسی بھی مسلمان بھائی کو تکلیف نہ دیں۔ جس دن یہ اچھی سوچ معاشرے میں مضبوط ہوگی، اسی دن انسانی خون کی قیمت ہوگی اور اس طرح جگہ جگہ خون کی ارزانی ختم ہوگی۔ موت کی جگہ زندگی اور غمی کی جگہ خوشی ہوگی اور معاشرے میں امن وسکون قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

●●●